يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

کلام رنگین محبت آگیں سراپا وجد و ولولہ موسوم بہ

محامد خیر الوریٰ

المعروف بہ

چمنستان حمزہ

مصنفہ منشی محمد امیر حمزہ صاحب منتظم سر رشتہ دفتر نظامت پٹہ ملک سرکار عالی حال وظیفہ یاب حسن خدمت مؤلف تاریخ قندھار دکن و تاریخ کولاس و مکاشفات سروری روضہ شہید وغیرہ

محمد عبدالوہاب عندلیب نے چھپوایا

ملنے کا پتہ: کمرشیل بک ڈپو چارمینار حیدرآباد دکن

قیمت ۳ روپے

طبع پنجم — یکم رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ — ایک ہزار جلد
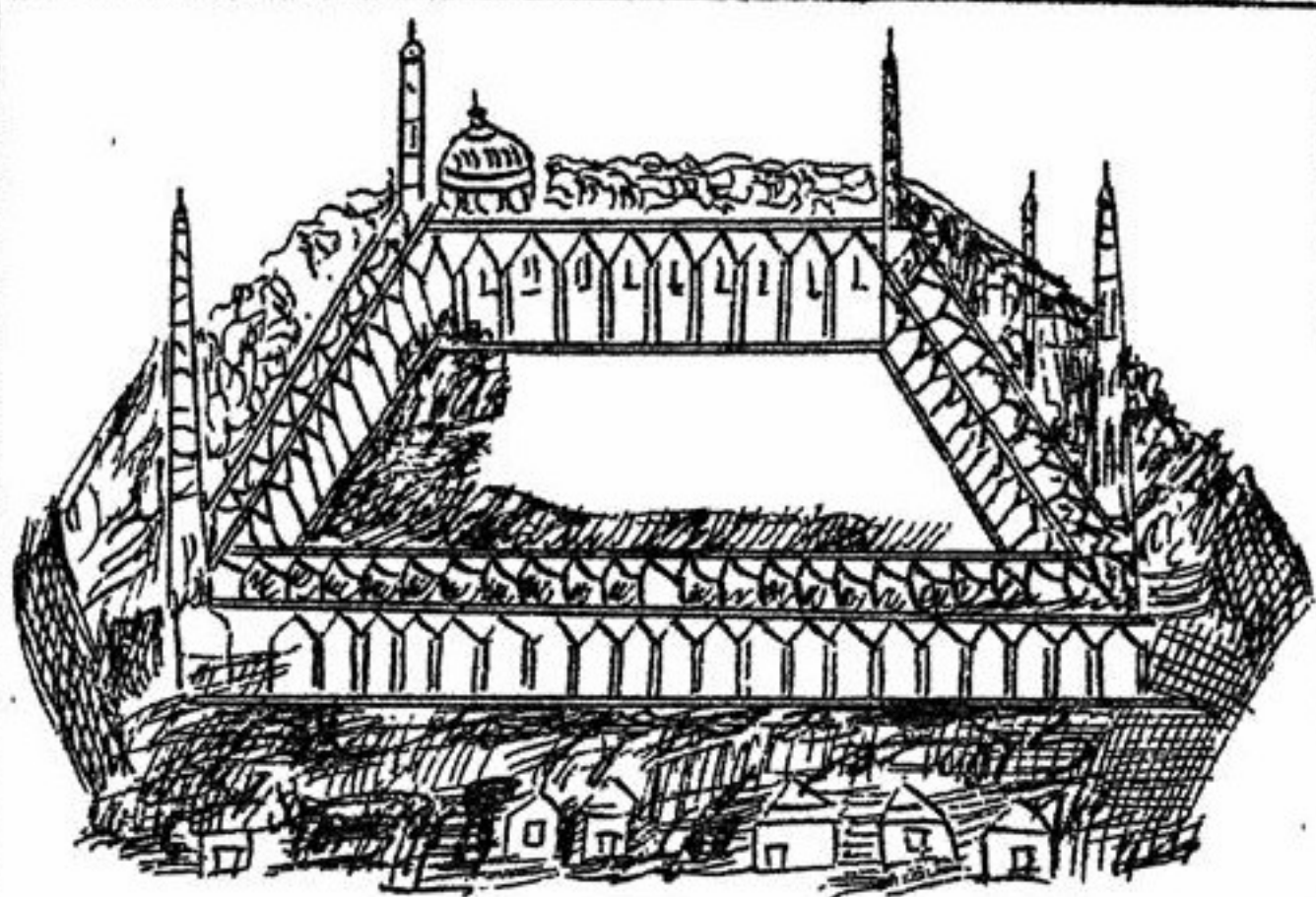
جبیں سائی ہو سنگ آستانِ پاک کی حاصل
علاج اسکے سوا کچھ بھی نہیں قسمت کے چکّر کا
مرا دلق گدائی خلعت شاہی سے بڑھکر ہے
گدا ہوں میں بھی اے حمزہ رسول اللہ کے در کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

یارب یہ سب ہے کام تیرا
عالم میں ہے انتظام تیرا

ہوں ارض و سما کہ عرش و کرسی
ہے کون و مکاں تمام تیرا

جن ہوں کہ ملک ہوں یا بشر ہوں
ہے سب کی زباں پہ نام تیرا

صوفی دیکھتے ہیں صاف دل کو
یوں ہی کرتے ہیں اہتمام تیرا

زاہد بچتے ہیں میکشی سے
منظور ہے احترام تیرا

مدہوش ہیں جذب بیخودی سے
میکش پیتے ہیں جام تیرا

گو شان ہے تیری بے زبانی
موسےٰ نے سنا کلام تیرا

مقبول ہے کیا دلوں کو یارب
اللہ اللہ نام تیرا

اپنی ہی غرض ہے اتقا سے
واللہ نہیں ہے کام تیرا

کیا کیا بخشی ہے تو نے عزت
مومن کا ہے دل مقام تیرا

دوزخ نہ ہو کیوں حرام اُس پر
لے نام جو صبح و شام تیرا

حمزہ کو بھی معرفت عطا کر
ہے لطف و کرم تو عام تیرا

والشمس رازِ معنیِ رُخسارِ مُصطفےٰ | واللیل شرح گیسوئے خمدارِ مُصطفےٰ
کیا زور پر ہے گرمیِ بازارِ مُصطفےٰ | خلاقِ مُصطفےٰ ہے خریدارِ مُصطفےٰ
قرباں اس مرض کے نثار اس مریض کے | پہنچا خدا تک آپ ہی بیمارِ مُصطفےٰ
دامن میں اپنے لیگی اسے رحمتِ خدا | محشر میں آئیگا جو گنہگارِ مُصطفےٰ
کافور ہو گئی ہے مری تیرگیِ دل | جب سے ہے اس میں پرتوِ انوارِ مُصطفےٰ
اے موج ہائے کوثر و تسنیم بس معاف | ہوں تشنہ کام شربتِ دیدارِ مُصطفےٰ
وہ دو جہاں کے رنج سے آزاد ہو گیا | ہو کر رہا جو دل سے گرفتارِ مُصطفےٰ
اللہ کی پناہ - پناہِ رسول ہے | ظلِ خدا ہے سایۂ دیوارِ مُصطفےٰ
اُٹھتی ہے موج بادۂ عرفاں کی جا بسو | اللہ رے جوشِ خانۂ خمارِ مُصطفےٰ
بڑھنے نہ دیگی جادۂ تہذیب سے قدم | تاثیر پائے بندیِ رفتارِ مُصطفےٰ
عقل و خرد کے ہوتے ہیں ہوش و حواس گم | ہوگا خدا ہی واقفِ اسرارِ مُصطفےٰ
سنکے رسولِ پاک کی معجز کلامیاں | کفار کو بھی دل سے تھا اقرارِ مُصطفےٰ
موسیٰ کے گوش زد نہوں کیوں لن ترانیاں | اللہ کی تھی دید سزاوارِ مُصطفےٰ
کیونکر نہ زیبِ فرقِ مبارک ہو حشر میں | بخشش کا تاج ہی تھا سزاوارِ مُصطفےٰ
ہلکی سی کوئی چیز ہے حور منکے دوش پر | دُنیا سے اُٹھ گیا نہ ہو بیمارِ مُصطفےٰ

رحمت بلائیں لیگی شفاعت کریگی پیار
دیکھیگی خلق شانِ گنہگارِ مصطفےٰ

حمزہ غمِ نبی کے ہیں دلمیں تمہارے داغ
پھولا پھلا ہے تختۂ گلزارِ مصطفےٰ

آنکھ میں شکلِ نبی دلمیں مکانِ مصطفےٰ
اسمیں شانِ مصطفےٰ اسمیں شانِ مصطفےٰ

دل میں کٹتے تھے عدو سنکر بیانِ مصطفےٰ
صورتِ شمشیر چلتی تھی زبانِ مصطفےٰ

خارج از فہمِ بشر ہے غرورِ شانِ مصطفےٰ
جز خدا کوئی نہیں ہے رتبہ دانِ مصطفےٰ

دامنِ صبحِ قیامت دھجیاں ہو کر رہے
حشر میں پہونچیں اگر دیوانگانِ مصطفےٰ

سہل ہوجائے مری شوریدہ بختی کا علاج
گر کرم فرمائے سنگِ آستانِ مصطفےٰ

عشقِ محبوبِ خدا کی رہنمائی دلنے کی
مل گیا اللہ کے گھر سے نشانِ مصطفےٰ

رُخ پہ خورشیدِ قیامت کے پسینہ آئیگا
داغِ دل دکھلائینگے جب عاشقانِ مصطفےٰ

بنکے راہِ عشق میں خضرِ طریقت بن گئے
زندۂ جاوید ہیں سب کشتگانِ مصطفےٰ

تلوے سہلاتے ہیں خارِ دشتِ طیبہ دیکھنا
ہو رہی ہے خاطرِ دیوانگانِ مصطفےٰ

اسقدر محوِ تصور ہوں کہ جب لیتا ہوں سانس
آتی ہے مجھ کو ہوائے بوستانِ مصطفےٰ

بیخودی نے دیکھنا اللہ تک پہنچا دیا
ڈھونڈھنے نکلے تھے ہم گھر سے نشانِ مصطفےٰ

جس کو لینا ہو وہ لے نقدِ دل و جاں بیچکر
مایۂ توحید سے پُر ہے دُکانِ مصطفےٰ

ہو چلی ارزاں متاعِ عشق و الفت دہر میں
ہوں گراں خاطر نہ یارب عاشقانِ مصطفےٰ

خاکساری تھی طبیعت میں تو ہمت تھی بلند
اک زمین مصطفےٰ اِک آسمانِ مصطفےٰ

ہمصفیرِ بلبلِ سدرہ نہ کیوں حمزہ بنے
کر دیا ہے اسکو حق نے مدح خوانِ مصطفےٰ

شکرِ خالق شافعِ روزِ جزا پیدا ہوا
گمرہوں کے واسطے کیا رہنما پیدا ہوا

چھا گیا تھا ساری دُنیا پر اندھیرا کفر کا
نورِ حق چمکانے کو بدرالدجےٰ پیدا ہوا

زلزلہ محلوں میں کسریٰ کے پڑا بت گر گئے
جب وہ محبوبِ خدا نامِ خدا پیدا ہوا

راہِ حق پر آ گئے گمراہ اکثر شکرِ حق
اہلِ عالم کے لئے اک رہنما پیدا ہوا

آسماں والے ہوئے محوِ تماشائے جمال
ہو کے بے پردہ جو وہ نورِ خدا پیدا ہوا

فرقِ عالم پر گھٹا رحمت کی کیوں چھائے نہ آج
رحمتِ عالم حبیبِ کبریا پیدا ہوا

کیوں نہ آساں مشکلیں ہوں کیوں نہ بر آئے مراد
آج وہ حاجت روا مشکل کشا پیدا ہوا

اس لئے مخلوق میں شورِ مبارکباد ہے
شاہِ دین و شافعِ روزِ جزا پیدا ہوا

دست بستہ سب کے سب ہو جائیں حمزہؓ کی طرح
اور کہیں صلِّ علیٰ خیر الوریٰ پیدا ہوا

کبھی چشمِ مہر کو پیارے نبی کوئی تجھ سا حسین بشر نہ ملا
کہیں تیری نظر کو نظر نہ لگے تو کسی کی نظر سے نظر نہ ملا
مرے دل کے مکیں مرے پردہ نشیں ترے ملنے کی راہیں تجھی سے ملیں
جو ذرا سی جھلک بھی دکھا دے تری مجھے ایسا کوئی راہبر نہ ملا
تری کھوج میں عمر تو میری کٹی مرے دل میں تھا مجھکو خبر نہ تھی
ترا دیر و حرم میں پتہ نہ چلا ترا ارض و سما پر بھی گھر نہ ملا
نہ وصال ہوا نہ فراق رہا' رہا پردہ ہی پردہ میں رمز ترا
ترے ملنے کی چاہ کسے نہ ہوئی تو کسی سے بھی زندگی بھر نہ ملا

شب و روز جدائی میں عمر کٹی دل و جاں بھی تلاش میں اسکے مٹی
ہوئے غرقِ محیطِ محبت میں مگر ایک بھی ہم کو گُہر نہ مِلا
میں تڑپ کے سِسک کے مروں گا ابھی فدا جان میں اپنی کروں گا ابھی
تو چھپا کے سحابِ نقاب میں رُخ، مجھے خاک میں رشکِ قمر نہ مِلا

وہ جمال جو حمزہ دکھائی دیا مجھے ہوش کبھی کا ذرا نہ رہا
مجھے میری بھی گھڑیوں خبر نہ ملی پتہ میرا بھی وہ پھر نہ ملا

رضا جو تھا رسول دوسرا صدیقِ اکبر کا
نبیؐ کے بعد رتبہ ہے بڑا صدیقِ اکبر کا

پسِ مردن بھی پہلو میں رسول اللہ کے ہیں وہ
عیاں اس بات سے ہے مرتبا صدیقِ اکبر کا

خلافت بعد حضرت کے دلیلِ افضلیت ہے
نہ ہمپایہ کوئی ہوگا نہ تھا صدیقِ اکبر کا

مٹا کر اپنی ہستی منہمک تھے ذات میں اُنکی
دل و دیں تھا محمدؐ پر فدا صدیقِ اکبر کا

جہاں میں نقشبندی سلسلہ جاری ہوا اُنسے
ہر اک ہے نام لیوا جابجا صدیقِ اکبر کا

لوائے حمد کے نیچے رہینگے پاس حضرت کے
بروزِ حشر رُتبہ دیکھنا صدیقِ اکبر کا

فقیروں کو ہے انکے مرتبہ سلطان کا حاصل
انہیں میں میں بھی ہوں ادنیٰ گدا صدیقِ اکبر کا

خدا خود جس کے صدق و حلم کی تعریف کرتا ہے
بیاں ہو وصف مجھ سے کیا بھلا صدیقِ اکبر کا

محبت انکی دل میں ہے خدا وہ دن بھی دکھلائے
دلِ حمزہ بنے خلوت سرا صدیقِ اکبر کا

دل میں اک شعلہ ہے عشقِ حضرتِ فاروق کا
داغِ دل تمغہ ہے گویا الفتِ فاروق کا

کون ہے وہ معدلت سے انکی جو واقف نہیں
کچھ نہ پوچھو حال مجھ سے شہرتِ فاروق کا

گردنِ ظلم و ضلالت کردیا دم میں جُدا
کیوں نہ قائل ہو زمانہ شوکتِ فاروق کا

ایسا دُنیا میں کوئی پیدا نہ ہوگا آدمی
کوئی ہمسر تو دکھا دے حضرتِ فاروق کا

جو کریگا انکی عزت ہے وہ عنداللہ سعید
ہے شقی خواہاں جو ہوگا ذلتِ فاروق کا

ہیں ذخیرے نیکیوں کے بیحساب و بیشمار
کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے دولتِ فاروق کا

شرق سے لے غرب تک لہرا رہا ہے جابجا
ربع مسکوں میں پھریرا شوکتِ فاروق کا

کافروں کے دل لرزتے کانپتے ہیں آجتک
ہر طرف بجتا ہے ڈنکا ہیبتِ فاروق کا

کیا عجب گر ہو رسائی منزلِ مقصود تک
واسطہ تجھ کو ہے حمزہ حضرتِ فاروق کا

مثل دنیا میں کہاں عثمانِ ذی النورین کا
ہے زمانہ مدح خواں عثمان ذی النورین کا

مجھ سے گر پوچھیں فرشتے کس کا شیدائی ہے تو
صاف کہدوں مہرباں عثمان ذی النورین کا

نام لیتا ہوں تو قابو سے نکل جاتا ہے دل
نام ہے کیا دلستاں عثمان ذی النورین کا

مدتیں گذریں کلیجے سے لگا رکھا ہے بس
ہے تصور ہر زماں عثمان ذی النورین کا

ہجر میں اُن کے تڑپتا ہوں نہیں آتی ہے نیند
وصف کیا کیجے بیاں عثمان ذی النورین کا

کس قدر جور و جفا سے کر دیا ان کو شہید
ہے مرا دل نوحہ خواں عثمان ذی النورین کا

دستِ عثمانؓ بن گیا دستِ رسولؐ دوسرا
رتبہ اس سے ہے عیاں عثمان ذی النورین کا

درد و غم میرے دلِ مضطر سے کم ہو کس طرح
ہے شہادت کا بیاں عثمان ذی النورین کا

وہ حیا والے تھے حمزہؔ بھی حیا سے ہے خموش
عشق ہے دل میں نہاں عثمان ذی النورین کا

اگر سر میں سودا ہے مشکل کشا کا
تو دل میں سویدا ہے مشکل کشا کا

ہمارے ہیں سرتاج اصحاب سارے
ہر اک دل سے شیدا ہے مشکل کشا کا

مری آنکھ کو جستجو ہے انہیں کی
عجب پیارا نقشا ہے مشکل کشا کا

یہ ساری خدائی ہے شیرِ خدا کی
دو عالم میں شہرہ ہے مشکل کشا کا

عجب کیا کہ ہوں مشکلیں سب کی آساں
کہ یہ کھیل ادنیٰ ہے مشکل کشا کا

ہر اک جائے ہے یاد مشکل کشا کی
حرم اور کلیسا ہے مشکل کشا کا

وہ ہے کون جو ان سے واقف نہیں ہے
دو عالم میں چرچا ہے مشکل کشا کا

جمالِ نبی کے ہیں انوار تاباں
عجب روئے زیبا ہے مشکل کشا کا

حقارت سے دیکھے نہ حمزہؔ کو کوئی
کہ وہ دل سے شیدا ہے مشکل کشا کا

یہ کس طرح کا زمانہ میں خوش جمال آیا / کہ سب پکار اُٹھے نورِ ذوالجلال آیا

دیا وہیں کسی لب پر جو کچھ سوال آیا / خدا کی شان عجب صاحب نوال آیا

ثنائے خلد مرے سامنے نہ کر واعظ / کہ میں ہوں باغِ مدینہ کو دیکھ بھال آیا

خدا کی شان کہ رحمت بھی ہوگئی محجوب / کچھ ایسا حشر میں بھی غرقِ انفعال آیا

ہزار جان سے میں ہوگیا فدائے نبیؐ / مزہ جو وصل کا مجھ کو دمِ وصال آیا

کوئی بتائے کہ حضرت نے کی ہے دلشکنی / کسی کے شیشۂ دل پہ ذرا بھی بال آیا

ہزار جان سے عاشق نے سمجھی معشوق / جہاں میں جبکہ وہ معشوقِ ذوالجلال آیا

اِدھر بھی اک نظرِ لطف خاص اے سرکار / یہ دیکھئے درِ اقدس پہ خستہ حال آیا

ہوا ہے خاطرِ بیتاب کو سکوں حمزہ / ہمارے دل میں مدینہ کا جب خیال آیا

چہرہ مجھے دکھلائیے شاہ زمن اپنا / کس سے کہوں فرمائیے رنج و محن اپنا

خواہاں نہیں گلزارِ ارم کا میں الٰہی / دل ہجر کے داغوں سے ہے رشکِ چمن اپنا

چاہت میں تمہاری شہِ دیں ڈوب رہا ہو / دکھلائیے للہ وہ چاہِ ذقن اپنا

محبوبِ خدا جلد خبر لیجے مری آپ / ہے دشمنِ جاں اندنوں چرخِ کہن اپنا

کیا لطف ملا راہِ مدینہ میں کہیں کیا / ہے وادیٔ غربت پہ تصدق وطن اپنا

رکھیں مجھے یوں دور کہ نزدیک بلائیں / ہے نذر حضور آپ کے یہ جان و تن اپنا

مرنے کا مزہ آئیگا جینے سے بھی بڑھ کر / گردِ رہِ طیبہ جو ہو گور و کفن اپنا

گویا رہے جب تک یہ زباں اپنی الٰہی / مصروف ثنائے شہِ دیں ہو دہن اپنا

حمزہ کی دعا ہے یہی ہر وقت خدا سے
مقبول شہنشاہِ زمن ہو سخن اپنا

مرے دل کی تڑپ کو اے پیمبر دیکھتے جانا
تمناؤں کا دل میں ہے جو لشکر دیکھتے جانا

ہمیں یہ آپ ہی کا تو نہ ہو تیرِ نظر حضرت
کھٹکتا ہے مرے دل میں جو نشتر دیکھتے جانا

تمہارے عشق میں فردوس کے گلشن سے کیا کم ہے
دلِ پُر داغ کا بے مثل منظر دیکھتے جانا

ہماری خاک ہے بکھری ہوئی راہِ مدینہ میں
ذرا آہستہ چلنا بادِ صرصر دیکھتے جانا

نہیں ہے یہ سماں برسات کی تفریح سے کچھ کم
مری آنکھوں نے برسائے ہیں گوہر دیکھتے جانا

جو پڑ جائے نظر پھر کیا جلائیگا مجھے دوزخ
مری جانب بھی مولا روزِ محشر دیکھتے جانا

نہیں ہے چین دم بھر کیلیئے شامِ جدائی میں
غریبوں کی بھی حالت بندہ پرور دیکھتے جانا

اگر حمزہ کی مٹی ڈھونڈھتی ہے اے صبا سن لے
کہ رستے بھر میں مسجد ہو کہ مندر دیکھتے جانا

اے مرے شاہِ دوسرا میری طرف بھی دیکھنا
باعثِ فخرِ انبیاء میری طرف بھی دیکھنا

نارِ جحیم سے بچوں آپکے ساتھ گر رہوں
حشر میں پیارے مصطفٰے میری طرف بھی دیکھنا

سنگِ درِ جناب پر عتبۂ مستطاب پر
میں ہوں ازل سے جبہہ سا میری طرف بھی دیکھنا

معرفتِ خدا ملے لذتِ دوسرا ملے
آپکے در کا ہوں گدا میری طرف بھی دیکھنا

تیرِ نظر بتاؤں میں زخمِ جگر دکھاؤں میں
اپنا سناؤں ماجرا میری طرف بھی دیکھنا

حمزہ سوختہ جگر کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ اثر
دیتے رہو یہی صدا میری طرف بھی دیکھنا

خواب میں تو کبھی اے گیسوؤں والے آجا
کملی کندھے پہ ذرا ناز سے ڈالے آجا

کہدے لیلائے مدینہ سے خدا را کوئی
مثلِ مجنوں مجھے دیوانہ بنالے آجا

اے مسیحا ترے بیمار کی حالت ہے خراب
اس کے جینے کے پڑے اب تو ہیں لالے آجا

لغزشیں پاؤں میں اور ہاتھ میں رعشہ ہے بہت
تو سنبھالے نہ تو پھر کون سنبھالے آجا

معصیت ہی میں کٹی عمر دو روزہ افسوس
میرے مولا میری بگڑی کو بنالے آجا

تو مٹائے تو مٹیں فردِ عمل کے دھبے
سینکڑوں یہ جو نظر آتے ہیں کالے آجا

ہے قیامت کی تپش مہرِ قیامت سے سوا
زیرِ دامن مجھے للّٰہ چھپالے آجا

نیکیاں کچھ بھی نہیں گرم ہے بازارِ حساب
کہیں ہو جاؤں نہ دوزخ کے حوالے آجا

پوچھنے والا نہیں کوئی بھی اس کا مولیٰ
اپنے حمزہؔ کو قیامت میں بچالے آجا

جیتے جی سیدِ کونین کا روضہ دکھلا
سیرِ گلزارِ مدینہ کی خدایا دکھلا

دیکھنا گلشنِ طیبہ کا ہے مقصود مجھے
باغِ فردوس کا یارب نہ تماشا دکھلا

یا خدا مشقِ تصور کا اثر ایسا ہو
بند جب آنکھ کروں میں تو مدینہ دکھلا

ایسا جاؤں کہ نہ پھر ہند کو واپس آؤں
جلد یارب اثرِ جذبِ تولا دکھلا

دیکھ لیں خواب میں یارب جو مدینہ کی بہار
مکے والے بھی پکار اٹھیں مدینہ دکھلا

پتلیاں آنکھ کی بے چین رہا کرتی ہیں
اپنے محبوب کا یارب مجھے جلوا دکھلا

یا خدا بہرِ نبیؐ مجھ کو دکھا روئے نبیؐ
کبھی صورت مجھے وہ صورتِ زیبا دکھلا

اپنی آنکھوں کو محمدؐ کے کفِ پا سے ملوں
نہ سہی پاؤں مجھے نقشِ کفِ پا دکھلا

حسرتوں کو صفتِ سرو میں آزاد کروں
یا خدا جلد مجھے وہ قدِ رعنا دکھلا

دونوں عالم میں ضیا بخش ہے جس کی تنویر
اپنے حمزہ کو وہ تنویر خدایا دکھلا

ردیف ب

گنبدِ سبز کی تصویر دکھا دے یارب
اپنے محبوب کا دیوانہ بنا دے یارب

شوقِ دیدارِ نبی اور بڑھا دے یارب
خواب ہی میں مجھے وہ شکل دکھا دے یارب

میرے محبوب کی آواز سنا دے یارب
لن ترانی ہی کی وہ کاش صدا دے یارب

مر رہا ہوں کہ جہنم پہ نہ پانی پھر جائے
مجھ سے عاصی کو نہ دوزخ کی سزا دے یارب

کوئے طیبہ سے چلی آتی ہے اٹھلائی ہوئی
کاش پیغام کوئی بادِ صبا دے یارب

دل میں ہو آتشِ سوزانِ فراقِ احمد
ہائے مجھ کو بھی دلِ اہلِ صفا دے یارب

بھیج دے پھر مجھے میدانِ مدینہ میں خدا
گھومنے کی نہیں اب دشتِ جنوں میں طاقت
وہ تڑپ دل میں ہو جو دیکھے تڑپنے لگ جائے
شربتِ دید کا بیمار کو کچھ آئے مزا

مجھکو انعام یہی روزِ جزا دے یارب
آہِ سوزاں کا مجھے ایک عصا دے یارب
دردِ دل کا مرے اعجاز بتا دے یارب
اور بھی لذتِ فرقت کی دوا دے یارب

حمزہؔ رند کو وہ جامِ محبت دیدے
دین و دنیا جو مرے دل سے بھلا دے یارب

ردیف پ

آج دکھلا دوں تجھی کو دلِ ناداں کی تڑپ
آہِ سوزاں کی تڑپ حسرتِ ارماں کی تڑپ

پیچ کھاتا ہے شب و روز مری آہوں سے
قابلِ دید ہے اب گنبدِ دوراں کی تڑپ

ہجر میں شاہِ رسل کے اسے کب چین ملے
ہو اگر سینہ میں انسان کے ایماں کی تڑپ

رات دن ہے یہی گردش میں یہی نیل و نہار
کس کی فرقت میں ہے خورشیدِ درخشاں کی تڑپ

دیکھنی ہو جسے کچھ حُبِ نبیؐ کی تاثیر
دیکھ لے آکے وہ میرے تنِ بیجاں کی تڑپ

آہ و فریاد کی بھی اب تو نہیں ہے طاقت

دل میں دیکھے کوئی اب نالۂ سوزاں کی تڑپ
پھنس گیا جب سے دلِ زار تری زلفوں میں
بڑھ گئی اور ترے گیسوئے پیچاں کی تڑپ

یادِ سرکار میں یوں مرتے ہیں مرنے والے
کوئی دیکھے تو ذرا حمزۂ نالاں کی تڑپ

ردیف ت

کچھ اور اُتر جائیگی بیمار کی صورت
یا دل صدفِ بحر میں ہو لاکھ دُرافشاں
کھوئے بھی گئے آپ اگر ہم تو شفاعت
اب جان سے جائیں کہ تڑپتے رہیں زندہ
روکا مجھے کمبخت نے دربارِ نبیؐ سے
کھلنے لگے اب پھول تمنائے وفا کے

اب کیسے نہ نظر آئے جو سرکار کی صورت
برسیگا کہاں چشمِ گہربار کی صورت
پہچانے گی محشر میں گنہ گار کی صورت
کوئی نہیں محبوب کے دیدار کی صورت
دیکھونگا نہ میں چرخِ ستمگار کی صورت
ہے تختۂ دل ہو بہو گلزار کی صورت

تم بیکسے ضرور آئے ہو حمزہ مئی وحدت
اب لاکھ بنایا کرو ہشیار کی صورت

ردیف ٹ

روضۂ پاک پہ سرکار بلاؤ جھٹ پٹ
دل سے اب صدمۂ دُور کو مٹاؤ جھٹ پٹ

خواب میں جلوۂ دیدار دکھاؤ جھٹ پٹ
میری سوتی ہوئی قسمت کو جگاؤ جھٹ پٹ

ناخدا کشتیِ اُمت کی ہے ذاتِ اقدس
ناؤ میری بھی کنارے سے لگاؤ جھٹ پٹ

نزع میں جو رہئے آزار ہے شیطانِ لعین
اُسکے کمبخت کے پھندے سے چھڑاؤ جھٹ پٹ

رات دن حسرت و ارماں کا تقاضا ہے یہی
مری آنکھوں میں مرے دلمیں سماؤ جھٹ پٹ

ڈال دو اپنی محبت کی تجلّی دل میں
طورِ سینا مرے سینہ کو بناؤ جھٹ پٹ

ابرِ رحمت کو کسی روز اشارہ ہو جائے
داغِ عصیاں مرے دامن سے مٹاؤ جھٹ پٹ

حاضرِ محفلِ میلاد ہیں جتنے حضرات
سب کو فکر و غمِ دُنیا سے بچاؤ جھٹ پٹ

اے مرے خضرِ مسیحا یہ تغافل کب تک
مر رہا ہوں مجھے تم آ کے جلاؤ جھٹ پٹ

جس کا جو مقصدِ دل ہو وہ برائے جلدی
بے ٹھکانوں کو ٹھکانے سے لگاؤ جھٹ پٹ

جلوہ دیکھا کروں آئینہ حیرت بنکر

رنگِ تصویرِ تصور کا جماؤ جھٹ پٹ

ہجر میں گوش بر آواز رہوں میں کب تک

میرے مولیٰ مجھے آوازِ سناؤ جھٹ پٹ

رہے بیتاب یونہی ہند میں کب تک شاہا

اپنے حمزہ کو مدینہ میں بلاؤ جھٹ پٹ

مضطر کرے رسولِ خدا کی نظر کی چوٹ

آرام سے نہ رہنے دے شوقِ جگر کی چوٹ

میں آستانِ گنبدِ خضرا پہ گر پڑوں

مرہم ہے زخمِ دل کو مرے سنگِ در کی چوٹ

اے چرخ میرے سوزشِ دل سے تو خوف کر

زخمی کرے نہ آہِ جگر کے اثر کی چوٹ

اب کیا بتائے کوئی کہ کس نے ستم کیا

مخفی ادھر کی تیر ہے پنہاں ادھر کی چوٹ

کیا سیر کیجئے چمنستانِ دہر میں

دل پر لگی ہے فرقتِ خیر البشر کی چوٹ

نامہ بری میں تیز روی کا ہے ادّعا

بادِ صبا سے چلتی ہے آہِ جگر کی چوٹ

مِل جائے ہائے لذتِ دیدارِ یا رسول ﷺ

دل کھائے مرا آپ کے تیرِ نظر کی چوٹ

حمزہ مصیبتوں کو خدا کی رضا پہ چھوڑ
اللہ کی عطا ہے قضا و قدر کی چوٹ

ردیف ث

ہوں جو حضرت سے جدا کیا باعث — تو ہی بتلا دے صبا کیا باعث
ہو گئے ہیں وہ خفا کیا باعث — اُن پہ میں دل سے فدا کیا باعث

آرزو وصل کی پوری نہ ہوئی — آج تک ہیں وہ جدا کیا باعث

چل سکے خضر نہ میرے ہمراہ — رہ گیا راہنما کیا باعث

وہ نہ آئے تو کہاں مر گئی موت — آئی اب تک نہ قضا کیا باعث

میرا خاکہ نہ اُڑاتی ہو کہیں — ہے پریشان صبا کیا باعث

آ گیا بزم میں میں بن کے غبار — کیوں ہے خاموش جفا کیا باعث

وہی میں ہوں وہی ہیں ناز و نیاز — آپ ہیں رُو بہ قفا کیا باعث

غمِ احمد جو نہیں پھر یہ تڑپ — دردِ دل تو ہی بتا کیا باعث

مجھ کو ہے ناز، وفا پر اپنی — کیوں نہیں قدرِ وفا کیا باعث

مجھ میں حمزہ نہیں کوئی بھی کمال
مانتے ہیں شعرا کیا باعث

جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے صورتِ غوثؓ

یا الٰہی رہے دل کی یہ تمنا اثرِ الفتِ غوث رض

حرکتِ قلب سے معلوم ہوئی ہیبتِ غوث رض
دل پہ غالب تھا از بسکہ اثرِ عظمتِ غوث رض

رشکِ نرگس ہیں یہ محبوبِ خدا کی آنکھیں
باخبر غیرتِ شمشادِ نبی قامتِ غوث رض

اُن کے دیوانے نہیں اور جلیں دوزخ میں
کر سکے گی نہ گوارا یہ کبھی غیرتِ غوث رض

دست بستہ رہے رضواں پئے مہماں طلبی
باغِ فردوس کا درباں بھی کرے منتِ غوث رض

اب کے پہنچائے جو بیداریِ قسمت بغداد
وا کرے عقدۂ وابستۂ دل صحبتِ غوث رض

آپ کو رحم نہ آجائے تو میرا ذمہ
دیکھ تو لیجے ذرا زخمِ جگر حضرتِ غوث رض

عرش پر واہ جو ہوتا ہے انسانِ ضعیفہ
چشم بد دور یہ ہے سب اثرِ ہمتِ غوث رض

۹	تا دسیوں کو کبھی دیکھوں نہ پلٹ کر حسرتؔ مجھ کو آجائے میسر جو کبھی صحبتِ غوث رض	۳۳

ردیفِ جیم

ہے چاندنی پھیلی ہوئی ہر سو مرے گھر آج
پھرتا ہے نگاہوں میں مدینے کا قمر آج

ہو کچھ تو غمِ فرقتِ حضرت کا اثر آج
کوثر کی اُٹھے موج کوئی دیدۂ تر آج

اب ہجرِ نبیؐ دیکھئے کیا رنگ دکھائے
بیتاب مرا دل ہے تو بیچین جگر آج

کل تک جو جلا کرتے تھے یہ سوزِ الم سے
کوثر کے کٹورے ہیں مرے دیدۂ تر آج

اللہ ری دشواریِ انجامِ محبت
معلوم نہیں ہے مجھے کچھ کل کی خبر آج

کل حشر میں حسنین کے صدقے سے بچا نا
ہو جائے جو دُنیا سے کہیں میرا سفر آج

نالے مرے رُکتے ہیں نہ آہیں مری تھمتیں
ہونے کو ہے کچھ حال مرا نوعِ دگر آج

مداحِ حضرت کا شرف مجھ کو ملے گا
ہو جائیں گے موزوں مرے اشعار اگر آج

۹	حمزہ ترے نغمے نہ تھے اس طرح کے پُر سوز نعتِ شہِ والا سے ہوا ان میں اثر آج	۲۴

چارہ گر چھوڑ دے اب جوششِ وحشت کا علاج
آج تک کس نے کیا شوخیِ قسمت کا علاج

کس سے امیدِ شفا جب وہ معالج نہ رہے
ہو مسیحا سے بھی اے دل نہ محبت کا علاج

آنکھیں ملتا رہوں سنگِ درِ آنحضرتؐ سے
یوں ہی کرتا رہوں کچھ دل کی جراحت کا علاج

تن پہ دیوانے کے ہے جامۂ عریاں بدنی
ہے یہی جوششِ جنوں خواہشِ وحشت کا علاج

آپ ہی کو نہیں منظور مرا قتل اگر
اور پھر کون کرے شوقِ شہادت کا علاج

آپ کے چشمِ کرم سے ہو صفائی دل کی
یا نبیؐ کیجئے اس گردِ کدورت کا علاج

زخمِ عصیاں سے نہیں تن پہ کوئی جا باقی
یا نبیؐ بہرِ خدا کیجئے امت کا علاج

بیٹھنے ہی میں نہ راحت ہے نہ اٹھنے میں چین
ہم سے ممکن نہیں کمبخت طبیعت کا علاج

٢٥	چشمِ پُرآب کا اعجاز دکھاؤں حمزہ میں کروں حشر میں دوزخ کی حرارت کا علاج	١٠

ردیف چ

محبت رنج و غم درد نہاں ہیچ
مری ہر بات ہے گویا مری جاں ہیچ

تصور جب سے طیبہ کا بندھا ہے
مری نظروں میں ہے ہندوستاں ہیچ

پلا دے ساغرِ اوجِ محبت
نظر آئے زمین و آسماں ہیچ

چلو طیبہ کے صحرا میں پھریں گے
ہے اس کے سامنے باغِ جناں ہیچ

اگر چاہیں تو آئیں گرد بن کر
بٹھا رکھا ہے در پہ پاسباں ہیچ

ہماری عرش تک ہوتی ہے پرواز
ہمارے سامنے ہے آسماں ہیچ

نکلتی ہے یہی آواز دل سے
مدینہ کے سوا سارا جہاں ہیچ

کروں میں ہجرِ احمد میں وہ نالے
کہ مرغانِ چمن کی ہو فغاں ہیچ

وہ افسانے سناؤں دردِ دل کے
کہ ہو مجنوں کی ساری داستاں ہیچ

۱۰	نبی کی شکل اے حمزہ ہے دل میں نہ آئے کیوں نظر روئے بتاں ہیچ	۳۶

ردیف ہائے حطی

دل میں میرے جو رہیں آپ سویدا کی طرح
نقطۂ نور بنے دل یدِ بیضا کی طرح

چشمِ مخمور پیمبر سے جو آنکھیں مل جائیں
جوشِ مستی میں رہوں بادۂ مینا کی طرح

آپ دکھلائیں جو رُخ کبھی شب کو وہ اپنا
غش نہ پھر آئے مجھے حضرتِ موسیٰ کی طرح

بخدا گلشنِ جنت کا بھی منظر ہرگز
نظر افروز نہیں گنبدِ خضرا کی طرح

مجھ کو دیکھیں تو بزرگ سمجھیں مجھے اپنے نزدیک
مجھ سے باتیں کریں حضرت تو شناسا کی طرح

حضرتِ خضر کو یہ کس لئے دعا دی ہوگی
عمر پوری نہ ہوئی وعدۂ فردا کی طرح

ہو جنوں خیز اگر نجد وحشت میرا
دامنِ حشر کروں چاک زلیخا کی طرح

روئے احمد کے تصور میں جو اشعار لکھوں
دل میں ہر سطر کھبے صورتِ زیبا کی طرح

مکر و تزویر سے اب پاک نہیں قلبِ بشر
سچ تو یہ ہے کہ وفا گم ہوئی عنقا کی طرح

۲۷	شر سے محفوظ ہیں خاصانِ خدا اے حمزہ ماہِ کنعاں کی طرح مریم عذرا کی طرح	۷
	ردیف خائے معجمہ	

عشقِ احمد میں جلوں دل کو بنا کر دوزخ
آج بتلا دوں میں دنیا میں بھی نگر دوزخ

گرمیِ آہ سے گر سینۂ پُر غم نہ جلے
عرصۂ حشر سے لے آؤں اُٹھا کر دوزخ

وسعتِ دل کی نہیں فکر مگر ڈر یہ ہے
جل نہ جائے کہیں دل میں مرے آ کر دوزخ

تن بدن میں ہے مرے عشقِ پیمبر کی آگ
ہے مرے جسم کے اندر بھی سراسر دوزخ

دیکھ لے گر اثرِ گرمیِ عشقِ احمد
میرا ذمہ ہے جو رہ جائے نہ ششدر دوزخ

آہِ سوزاں سے جلانے کا ارادہ جو کروں
پھر کسی طرح نہ ہو حشر میں جانبر دوزخ

۲۸	لاکھ دوزخ میں حرارت ہو مگر اے حمزہ شعلہ افگن ہے کہیں دل کے برابر دوزخ	۹

ردیفِ دال مہملہ

ہو پیشِ نظر صبح و مسا روئے محمدؐ
میں سونگھوں تمہارے سے خوشبوئے محمدؐ

دل چہرۂ زیبا کی تجلی ہے یقیناً
ہے رات اگر سایۂ گیسوئے محمدؐ

اک آن میں تا عرش رسائی نہ ہو کیونکر
ہے شانِ خدا قوتِ بازوئے محمدؐ

کیا مرتبہ خالق نے دیا اپنے نبیؐ کو
اللہ کی رحمت بھی ہے دلجوئے محمدؐ

سینہ میں ہو تیرِ نگہ چشمِ فسوں ساز
دل میں ہو مرے خنجرِ ابروئے محمدؐ

کیوں جوش میں آ جائے نہ اللہ کی رحمت
جب حشر میں ہر سو ہو تگاپوئے محمدؐ

اللہ اسے عرش بریں کیوں نہ بنائے
لگ جائے اگر خاک سے زانوئے محمدؐ

جنت کی میں خواہش کروں دیوانہ نہیں ہوں
اللہ جو لے جائے مجھے سوئے محمدؐ

پیشانی کو چوموں کبھی سینہ سے لگا لوں

۲۹	حمزہ سے جو ملجائے سگِ کوئے محمدؐ	۱۱

اللہ ری سرگرمیِ بازارِ محمدؐ
خلاقِ دو عالم ہے خریدارِ محمدؐ

اے صلِّ علیٰ شوکتِ سرکارِ محمدؐ
اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ

آزارِ علائق سے شفا ہو کہیں حاصل
اللہ بنائے مجھے بیمارِ محمدؐ

ارزاں ہے گرانمایگیِ جنسِ محبت
ہے مجھ سا بھی بے مایہ خریدارِ محمدؐ

میرا دلِ تاریک بنے وادیِ ایمن
ڑجائے اگر یہ تو انوارِ محمدؐ

قیمت یہ شبِ غم میں بڑھی آہ کی میری
ہر اشک بنا گوہرِ شہوارِ محمدؐ

ہرگز نہ ٹلوں سنگِ دریاک کی صورت
ل جائے اگر سایۂ دیوارِ محمدؐ

ملتا ہے سکوں اس دلِ وحشی کو یہیں بھ
سرسبز رہے گلشنِ بیخارِ محمدؐ

آزاد ہوں میں فکر و غم و رنج جہاں سے
ہوں قیدِ خمِ گیسوئے خمدارِ محمدؐ

خاشاکِ رہِ کفر ہوں جل جل کے نہ کیوں خاک
ہے زور پہ سرگرمیِ رفتارِ محمدؐ

۳۰	حمزہ ترے اب نالۂ دلکش نہیں رکتے ہے شعر میں بوئے گلِ گلزارِ محمدؐ	۷

نہ کیونکر بڑھے سب سے شانِ محمدؐ
زبانِ خدا ہے بیانِ محمدؐ

بیاں کیا کرے کوئی شانِ محمدؐ
ہے قرآن خود داستانِ محمدؐ

کہا یوں فرشتوں نے معراج کی شب
بنا لامکاں ہے مکانِ محمدؐ

نہ دولت کی پرواہ نہ جاہ و حشم کی
ہے خود ہاشمی خاندانِ محمدؐ

نہ ہونگے جدا پھر جو ملجائیں دونوں
جبیں میری اور آستانِ محمدؐ

چلی کچھ نہ بوجہل کی کارسازی
خدا خود بنا پاسبانِ محمدؐ

۳۱	نہیں خوفِ نارِ جہنم سے حمزہ کہ میں ذاکرِ ہوں مدح خوانِ محمد	۷

چو در دل حبِ پیغمبر نباشد	ہماں بہتر کہ دل در بر نباشد
خیالِ چشمِ مستِ یار کافی ست	اگر در بزمِ ما ساغر نباشد
نصیبم گر شود آں آئینہ رو	بچشمم شیشہ را یکسر نباشد
مرا ذوقیست از لبہائے شیریں	بکامم لذتِ شکر نباشد
زنم بر سنگ خم را جام صہبا	چو ساقی ساقی کوثر نباشد
چناں کن یادِ آں نازآفرینی	کہ در دل جز خدا دیگر نباشد

۳۲	بہ طیبہ حمزہ شوریدہ را جو اگر در عرصۂ محشر نباشد	۱۱

دکھلا دے خدا یا لقائے محمد	ہیں مصطفیٰ نگاہیں برائے محمد
تمنا نہیں مجھ کو کحل البصر کی	میسر ہو گر خاک پائے محمد
نظر آہی جائے گی صورت کسی دن	یہی ہے جو جذبہ دلائے محمد
مدینے کو مسکن بنا دے خدایا	برائے محمد برائے محمد
عجب شانِ اعظم ہے اللہ اکبر	کہ ہے عرش بھی متکائے محمد
وفورِ طرب میں کہا قدسیوں نے	وہ آئے وہ آئے وہ آئے محمد
بیاں کر سکے کیا کوئی مدح ان کی	خدا جب ہو مدحت سرائے محمد

میں پُتلی سمجھ کر ان آنکھوں میں رکھوں	نظر آئے گر نقشِ پائے محمّد
تمنا یہی ہے یہ روزِ قیامت	میسر ہو ظلِ لوائے محمّد
قیامت میں شاہوں کو بھی رشک ہوگا	جو دیکھیں گے شانِ گدائے محمّد

۳۳	نہ نکلے کوئی لفظ تیرے کے منھ سے دمِ نزع یا رب سوائے محمّد	۱۱

ردیف ڈال

تجھ کو اے زاہد ہو ہے زہد و ریاضت پر گھمنڈ
عاصیوں کو بھی ہے حضرت کی شفاعت پر گھمنڈ

جذبِ دل پہنچا کے چھوڑیگا مدینے ایک دن
کیوں نہ ہو پھر ہم کو اس اپنی محبت پر گھمنڈ

پیشِ حق میری خطائیں بخشوائیں گے حضورؐ
ہے مجھے تو شافعِ روزِ قیامت پر گھمنڈ

آنکھیں کھل جائیں جو دیکھیں باغِ طیبہ کی فضا
تجھ کو ہے زاہد عبث گلزارِ جنت پر گھمنڈ

داغِ عصیاں جتنے ہیں دھل جائیں گے سب ایکدن
ہم گنہگاروں کو ہے بارانِ رحمت پر گھمنڈ

نزع کی مشکل بھی ہو جائیگی آساں دیکھنا
ہے مرنے نجم کو حضرت کی حمایت پر گھمنڈ

کھینچ سکا نقشہ نہ پھر ایسا کوئی نامِ خدا
کلکِ قدرت کو بھی ہے احمد کی صورت پر گھمنڈ

جلوۂ پُر نورِ احمدؐ دیکھکر بے خود ہوں
وہ بھی دن آئے کروں میں اپنی حیرت پر گھمنڈ

داغِ عشقِ مصطفےٰ روشن رہینگے بعد مرگ
ہم کو ہے اِس لمعۂ شمعِ محبت پر گھمنڈ

معنیٔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ پر رکھو ہر دم نظر
منعمو! بے سود ہے دنیا کی دولت پر گھمنڈ

۳۴	ذکرِ محبوبِ خدا افضل ہے ہر اک ذکر سے کیوں نہ ہو حمزہ مجھے پھر نعتِ حضرت پر گھمنڈ	۹

ردیف ذال

نامِ احمد کا لکھا ہے مرے دل پر تعویذ
اِس سے دُنیا میں بتادے کوئی بہتر تعویذ

شکرِ خالق کہ بڑا نام پیمبرؐ تعویذ
کس کو ہوتا ہے بھلا ایسا میسر تعویذ

اِس کے آئینہ میں ہے جلوۂ نورِ احمدؐ
ہے یہ لاریب نصیبے کا سکندر تعویذ

حرزِ جاں کیوں نہ کروں نامِ نبیؐ کو ہر دم
جن و انساں کو یہ کرتا ہے مسخر تعویذ

دفع ہوتی ہے بلا اسکے اثر سے فوراً
واہ کیا نام محمدؐ کا ہے بہتر تعویذ

دل میں ہے ذکرِ نبیؐ وردِ زبان نامِ نبیؐ
میرے لب پہ بھی ہے اور دل کے بھی اندر تعویذ

قبر بنجائے گی گلزارِ جناں یا احمدؐ
نقشِ پا کا ترے گر ہوگا لحد پر تعویذ

یہ قصیدہ ہی ہے تعویذ بنامِ احمدؐ
کیا لکھے کوئی بھلا اس سے بھی بہتر تعویذ

۳۵	اس اثر کا تو نہ دیکھا کہیں ہم نے حمزہؔ دیکھنے کو تو نظر آتے ہیں اکثر تعویذ	۷

دل کو ہے دردِ ہجرِ شہِ دوسرا لذیذ
یہ کرب و اضطراب بھی یارب ہے کیا لذیذ

تنگ آگیا ہوں ہجرِ پیمبرؐ میں اسقدر
اس زندگی سے ہو گئی بڑھ کر قضا لذیذ

کیوں منہ بنا رہے ہو فراقِ رسولؐ میں
ملتی نہیں مریض کو حاشا دوا لذیذ

عادت کچھ ایسی گریہ وزاری کی ہو گئی
ہے ہنسنے بولنے سے زیادہ بکا لذیذ

عادت نہیں کرم کی ستم ہی کیا کرو
مجھ بد نصیب کو ہے تمہاری جفا لذیذ

رنج و الم ہو کیوں نہ غذاے مریضِ عشق
کب دردِ دل سے ہے کوئی بڑھکر غذا لذیذ

۳۶	حمزہؔ اٹھاؤں ہجر میں کس کا لطف میں لذت ہے غم میں دردِ جگر ہے جُدا لذیذ	۷

ردیف راے مہملہ

غوثِ اعظم حضرتِ پیرانِ پیر
بے نواؤں کے ہیں بیشک دستگیر

اب بحقِ سرورِ کُل انبیاء
بے نوا ایم دستگیرا دستگیر

آپ کا نامِ مبارک لب پہ آئے
قبر میں جب آئیں گے منکر نکیر

آپ ہیں لاریب شاہِ اولیاء
اے شہِ غوث الوریٰ روشن ضمیر

بادشاہی سے اُسے کیا کام ہے
آپ کے درگاہ کا جو ہے فقیر

خوفِ محشر کا نہیں مجھ کو کہیں		بندۂ عزیز غوثِ اعظم دستگیر
۳۷	حضرتِ جنّات پیمبرؐ کو بھی ہو گیا حشر میں ... خدا ... دستگیر	۱۱

طرز ـ آئی بہار اب ہر چمن ہے بلبل دل گل کا وطن

(۱)

کیوں ہو نہ رخ پر جلوہ گر یہ طرۂ قدرت اثر اس میں چھپے ہیں خوبتر شمس و قمر لعل و گہر
ہاں اے شہِ جن و بشر ہو جائے تیری اک نظر لایا ہوں رخ کو ڈھونڈ کر شمس و قمر لعل و گہر

(۲)

اے سیدِ خیر البشر اے بادشاہِ بحر و بر بے شبہ ہے تو خوش سیر کس کا ہے دل کس کا جگر
کیا تاب کیا نورِ بصر دیکھے جو تجھ کو دیدہ ور رکھتے ہیں کب تابِ نظر شمس و قمر لعل و گہر

(۳)

نورِ نبی جب جلوہ گر ہونے لگا آٹھوں پہر اس کی تجلی دیکھ کر خیرہ ہوئی ہر اک نظر
اللہ رے سوزِ جگر شمعِ رخِ محبوب پر پروانہ ہے شام و سحر شمس و قمر لعل و گہر

(۴)

رخ کی تجلی دیکھ کر کرتے فدا جان و جگر رہتے ہیں یا ہمدگر گردش کناں ان بھر کر
تو شام سے تا سحر قربانِ روئے پاک پر ہوتے ہیں ہمشکلِ نظر شمس و قمر لعل و گہر

(۵)

اے بادشاہِ دوسرا اے سیدِ خیر الورا تیرے رخِ پر نور کا پرتو نہ پڑتا اک ذرا
دنیا کا پھر تھی قدر کیا ہر شے میں کب ہوتا بھلا پاتے نہ قیمت بیشتر شمس و قمر لعل و گہر

۳۸	قصیدۂ بحرِ طویل	۱۳

طرز۔ یہ سحر کیسی ہے پُر نور کہ جمہور۔

(۱)

للہ الحمد یہ وہ روز ہے فیروز کہ نوروز سے بڑھکر طرب اندوز دل افروز ہے سامانِ بہار
عشرت انگیز بصد گونہ دل آویز ہے نوخیز ہے گلریز ہے ہر شاخِ گلستانِ بہار

(۲)

ایسی ہر سمت چمک آج تلک چشمِ فلک نے بھی نہ دیکھی ہیں واللہ ہے بے شبہ و شک
وہ جو رنگِ شبِ دیجور ہے کافور ہے اور نور سے معمور ہے ہر ایک چراغ چمنستانِ بہار

(۳)

نہیں معلوم یہ مفہوم کہ اس جھوم سے کیوں آج ہجوم کے چھائی ہے گھٹا رحمتِ خلاقِ دو عالم کی آج
اے خوشا وقت زہے بخت کہ یک لخت ترقی و تجلی پہ ہے سب رختِ عروسانِ بہار

(۴)

انبیا جس کے ہیں محتاج وہ نبیوں کا ہے سرتاج ہمارا ہے جسے لاج اسی کی شبِ معراج ہے آج
اس لیے داورِ رحمت بھی ہے اوج پہ قسمت بھی ہے بخشایشِ اُمت کا ہے پھر لطفِ فراوانِ بہار

(۵)

آج جبریل امیں خندہ جبیں آکے قریں چوم کے چوکھٹ کی زمیں عرض رساں ہیں بہ ادب
اٹھو اے فخرِ عرب جانبِ رب آچکی شب حق نے طلب تم کو کیا با سر و سامانِ بہار

(۶)

اے رسولِ عربی ہاشمی و مطلبی خوش لقبی پیارے نبی تجھ پہ فدا کیوں نہ ہوں اُمی و ابی

تو وہ اللہ کا محبوب ہے مطلوب ہے مرغوب ہے محجوب نہ کیوں تجھ سے ہوں خوبانِ بہار

(۷)

اے شہنشاہِ اُمم نورِ قدم لوح و قلم مارے جو دم ہو نہ رقم وصف ترا حق کی قسم
تو وہ دیباچہ ہے واللہ شہنشاہ ہے درگاہ تری کیوں نہ ہو پھر رو کشِ ایوانِ بہار

(۸)

ہے منادی کی ندا اے مرے محبوبِ خدا تیری ادا پر ہیں فدا شاہ و گدا لیل و نہار
رُخ زیبا قدِ رعنا پہ بڑے شوق بڑے ذوق سے قرباں گلِ خنداں بھی ہوا اور سروِ خرامانِ بہار

(۹)

وہ عمامہ وہ عبا اور وہ نورانی قبا جس پہ صبا صبح و مسا ہوتی ہے قربان و فدا
غیب سے آئی یہ آواز کہ اس ناز پہ اعجاز پہ انداز پہ قربان نہ کیونکر ہو بھلا جانِ بہار

(۱۰)

کھا کے کہتا ہوں قسم عظمتِ معراج رقم کر نہیں سکتا ہے قلم صاف ہے معلوم عیاں را چہ بیاں
مژدۂ آمدِ سلطانِ عرب خامۂ رب آج جچی شب نکلے ہر اک شان سے اونچی ہے کہیں شانِ بہار

(۱۱)

یہ وہ شب ہے کہ بصد شوق و طرب ملتا ہے محبوب سے رب مانگنے والا بادب مانگ لے جو کچھ ہے طلب
التجا ہوتی ہے مقبول کہ مبذول ہے مشمول ہے اب رحمتِ رب باغِ تمنا بھی ہے شایانِ بہار

(۱۲)

جبکہ مژدہ یہ سنا دل نے کہا بہرِ خدا جلد اُٹھا دستِ دعا عرض یہ کر پیشِ حبیب دوسرا
نونہالانِ چمن کو مرے یا شاہِ زمن ہو نہ کہیں رنج و محن دل میں نہ باقی رہے ارمانِ بہار

۱۳۴۱

اے خداوند جہاں حضرت ذولیدہ بیاں ہو جو بہ غرض بیاں بہر نبیؐ کر تو دعا اس کی قبول

میر عثمان علیخاں جو ہیں سلطان دکن ان کا ہمیشہ رہے سرسبز چمن اور ترقی پہ ہو سامان بہار

۴۹	ردیف زائے معجمہ	۹

رسولِ حق کی محبت میں ہے نہاں شب و روز
سُنا رہا ہوں جدائی کی داستاں شب و روز

ہماری گردشِ قسمت کا پڑ گیا سایہ
دکھائی دیتا ہے چکر میں آسماں شب و روز

قدم پڑے گُل گلزار اہلبیت تیرا
مری جبیں ہو ترے در کا آستاں شب و روز

بدل دو عیش سے طیبہ میں مجھ کو بلوا کر
ستا رہا ہے تمھارا غمِ نہاں شب و روز

خدا کے واسطے مِل جایئے مجھے مولا
کہاں تک آپ کا ڈھونڈا کروں نشاں شب و روز

قبول کیجئے داماں اشک کے موتی
لیے لیے پھروں کب تک یہ ارمغاں شب و روز

خزانۂ دل پُر سوز ہیں مرے آنسو
الٰہی دولتِ غم ہو نہ رائیگاں شب و روز

نہیں بہارِ ضیائے رُخ رسُولِ خُدا
رہیگی میری گلستاں ہیں کیا خزاں شب و روز

۹	نبیؐ کے ہجر کی برداشت اب نہیں حمزہؔ تڑپ رہی ہے جُدائی میں میری جاں شب و روز	۴۰

ردیف سین

پیش ہوجائے یہہ عرضی مرے سرکار کے پاس
درد کا بھی ہو خزانہ دلِ بیمار کے پاس

عشقِ احمدؐ میں سوا لذتِ فریاد ملے
اک نمکداں بھی رہے زخمِ دلِ زار کے پاس

حشر میں پردہ دری ہوگی نہ عصیاں کی کبھی
عیب پوشی کی ہے چادر مرے ستار کے پاس

بیخودی دور ہو کیوں کر دلِ بدمست کی اب
داروئے ہوش نہیں آپ کے میخوار کے پاس

غیر ممکن ہے کہ ہو دور خیالِ طیبہ
ہیچ تدبیریں ہیں ساری دلِ ہشیار کے پاس

میں یہ سمجھوں کہ مجھے جنّتِ فردوس مل
جائے ملجائے اگر سایۂ دیوار کے پاس

دیکھیں کیا دام ملے شافعِ محشر سے مجھے

جنسِ عصیاں ہے فقط مردِ گنہگار کے پاس
لطف دے جائے گا بدمستوں کا شورِ مستی
ایک مسجد بھی رہے خانۂ خمّار کے پاس

۱۴	وہ دُرِ اشک لگاتار گراؤں حمزہ جس کے مانند نہوں قلزمِ ذخار کے پاس	۴۱

جان بھی جائے تو جائے روضۂ انور کے پاس
آئے پیغامِ اجل مجھ کو تو پیغمبر کے پاس
جنسِ طاعت گو نہیں مجھ عاصی و مضطر کے پاس
ہے بھرا گنج شفاعت شافعِ محشر کے پاس
آپ کے رندوں کو ڈر کیا تشنگیٔ حشر سے
چھاؤنی چھائیں گے جا کر چشمۂ کوثر کے پاس
اپنے ہی حسنِ طلب کی سب ہیں یہ کوتاہیاں
ورنہ کس شے کی کمی ہے خالقِ اکبر کے پاس
منزلِ مقصود تک لے جائیگا خود جذبِ دل
بھول کر بھی ہم نہیں جاتے کسی رہبر کے پاس
آپ کا بیمارِ الفت ہجر میں ہے جاں بلب
کوئی پہنچا دے خبر اتنی مرے سرور کے پاس
بات کرنے میں نہ نکلے کیوں مرے منھ سے دھواں

ایک شعلہ سا بھڑکتا ہے دلِ مضطر کے پاس

دل کو عشقِ مصطفےٰؐ نے کیا مصفا کر دیا

ایک بھی ایسا نہ تھا آئینہ اسکندر کے پاس

آسماں پر ہو دماغ اپنے جنونِ عشق کا

سنگِ دہلیزِ پیمبر ہو جو میرے سر کے پاس

مجھ کو دیدے سُرمہ چشمِ بصیرت کے لیے

خاکِ طیبہ ہو جو تھوڑی سی کسی زائر کے پاس

ہو گئی ہے ایک جا صبحِ ازل شامِ ابد

گیسوئے شبگوں نہیں ہیں یہ رُخِ انور کے پاس

نالے کرتے ہیں جو ہجرِ مصطفےٰؐ میں رات دن

حشر رہتا ہے بپا ہر دم ہمارے گھر کے پاس

سوزشِ عشقِ نبیؐ مجھکو جلائے گی اگر

چمکے گا مہرِ قیامت میری خاکستر کے پاس

۴۲	میں ہوں اے حمزہ وہ دیوانہ نبیؐ کے عشق میں موت بھی آتی نہیں ہے اتو مارے ڈر کے پاس	۷

ردیف شین

میحا کے لیے ہے آسماں عرش رہے وحشت میں یادِ خاکساری		نبیؐ کے واسطے ہے لامکاں عرش نہ دیکھ آئے کہیں آہ و فغاں عرش

ہمیں درکار ہے صحرائے طیبہ	کرینگے لے کے کیا بے خانماں عرش
قدم رکھے رسول اللہؐ نے جب	تو کیا کیا ہو گیا ہے شادماں عرش
اگر ہو ہاتھ میں دامن نبیؐ کا	نہ کیوں ہو حشر میں پھر سائباں عرش
نشانِ بے نشانی کیا بتاؤں	خدا شاہد نہیں اس کا نشاں عرش

۴۳	نکلتی ہیں دلِ حمزہ سے آہیں ذرہ تھامے رہیں کروبیاں عرش	۹

ردیف صاد

نبیؐ کی مجھ پہ پڑ جائے نظر خاص	مرے جذبِ وفا کا ہو اثر خاص
نہیں محتاج ہم بادِ صبا کے	ہماری آہ ہے پیغامبر خاص
مدینہ تک پہنچ جائیں گے اک دن	ہمارا شوق ہے خود راہبر خاص
مرے دل میں رہو آنکھوں میں آؤ	یہ دو خلوت کدے ہیں مستتر خاص
غمِ ہجرِ نبیؐ سہتا ہوں ہر دم	خدا سے میں نے پایا ہے جگر خاص
غبارِ کارواں بنکر پہونچا	یہہ سیکھا عشق میں ہم نے ہنر خاص
وہ ہے سوزِ نہاں عشقِ نبیؐ کا	کہ میں سینے میں رکھتا ہوں شرر خاص
نہیں ہے داغ دل میں اور جگر میں	نہالِ عشق کے ہیں یہہ ثمر خاص

۴۴	ملے لطفِ نمازِ عشق حمزہ ہو سجدہ کے لیئے حضرت کا در خاص	۹

ردیف ض

ہم کو نہیں ہے عزت و توقیر سے غرض
جاہ و حشم نہ منصب جاگیر سے غرض

دیوانگانِ عشقِ نبیؐ کی نہ پوچھیے
زنداں سے ربط ضبط ہے زنجیر سے غرض

ہجرِ نبیؐ میں ذوقِ تپیدن ہے کس قدر
اب میری آہ کو نہیں تاثیر سے غرض

توقیر درود دل ہمیں منظور کیوں نہ ہو
بس راتدن ہے نالۂ شبگیر سے غرض

ہر دم خیالِ روئے محمدؐ بندھا رہے
آنکھوں کو ہو مری اسی تصویر سے غرض

واعظ بروں کو حال پہ اپنے ہی چھوڑیے
رکھ اپنے دامِ وعظ کی تدبیر سے غرض

روتے رہینگے آپ کی فرقت میں یا نبیؐ
تدبیر کی ہے فکر نہ تقدیر سے غرض

بس کرب و اضطراب ہماری نماز ہے
مطلب اذاں سے کچھ ہی نہ تکبیر سے غرض

۹	حمزہؔ ہے مصحفِ رُخِ سرکارِ دو جہاں قرآن سے حدیث سے تفسیر سے غرض	۴۵

ردیف ط

مجھ کو ازل سے ہی شہِ ہر دو سرا سے ربط
اللہ سے ہے عشق جو ہو مصطفےٰؐ سے ربط

بہلاؤں دل تڑپ کے نہ کیوں میں فراق میں
مجھ کو نہیں ہے اور تو کوئی دوا سے ربط

ہمدم فراق میں ہے فقط گریہ و فغاں
فرقت میں صرف ایک ہے آہ و بکا سے ربط

طیبہ میں جاکے حال سنائے مرا فرور
پیدا اگر کروں کبھی بادِ صبا سے ربط

اللہ کو جو ڈھونڈھ نکالو تو بات ہے
کب تک بڑھائے جاؤگے ماوشما سے ربط

عشق نبیؐ نے مجھ کو شہنشہ بنا دیا
گویا کہ ہو گیا مجھے بالِ ہما سے ربط

دن رات کیوں نہ سینۂ و دل میں ہو روشنی
شمس الضحیٰ سے ربط ہے بدر الدجیٰ سے ربط

دم بھر میں اس کی کیوں نہ ہوں آسان مشکلیں
جس شخص کو ہو اس شہِ مشکل کشا سے ربط

٤٦	والیل صبح و شام کا حمزہ وظیفہ ہے جب سے کہ بڑھ گیا مرا زلفِ دوتا سے ربط	٩

ردیف ظ

تجھ کو سنا مدحِ مصطفیٰؐ واعظ
تجھ کو اللہ دے جزا واعظ

خیر تجھ کو بھی بخشوا لیں گے
میکشوں سے نہ ہو خفا واعظ

حور و غلماں پہ جان دیتا ہے
کہتے ہیں پھر بھی پارسا واعظ

روئے احمد کی یاد میں تھے محو
ہائے تو نے ستم کیا واعظ

جام رندوں کو گر وہاں بھی ملیں
آئے کوثر پہ پھر مزا واعظ

اس کی رحمت بھلائے دیتا ہے
ہے یہ کتنی بڑی خطا واعظ

تجھ کو کیا قدر جامِ الفت کی
تو نہیں لذت آشنا واعظ

کوئی دیوانہ نسخہ مل جائے
دردِ دل کی نہیں دوا واعظ

٤٧	حمزۂ رند اس سے اچھا ہے لاکھ ہو مردِ با خدا واعظ	٩

ردیف عین

نہیں ہے بندۂ عاشق کو مال و زر کی طمع — ہے دل کے آبلہ کو نوکِ نشتر کی طمع
جو شمعِ روئے نبیؐ کے اٹھائے شب بھر لطیف — نہ دن کی اسکو تمنا نہ کچھ سحر کی طمع
غنی بنا کے مجھے دنیائے دوں سے عشقِ نبیؐ — ملے جو نخلِ تمنا تو کیا ثمر کی طمع
نہالِ پُر ثمرِ غم سے بلغ باغ ہے دل — نہیں ہے گلشنِ اشجار بارور کی طمع
نگاہِ چشمِ تصور ہے روئے انور پر — مگر نہ ختم ہوئی آج تک نظر کی طمع
یہ جانتا ہوں کہ آہ و فغاں میں ہے نقصان — مگر نبیؐ کی محبت میں ہے ضرر کی طمع
جو ایک بار مدینہ میں ہو کے آئے ہیں — انہیں ہے بارِ دگر زحمتِ سفر کی طمع
اگرچہ مردِ گدا کی بھی حرص بیجا ہے — مگر بری ہے بہت صاحبانِ زر کی طمع

۴۸

کمالِ حمزۂ شوریدہ سر کو عشق میں ہے
خدا کرے کہ ہو زاہد کو اس ہنر کی طمع

۱۵

الوداع اے ماہِ رمضان الوداع — الوداع اے جانِ ایماں الوداع
تھا سراپا مرہمِ زخمِ جگر — چارہ سازِ دردمنداں الوداع
تجھ میں رحمت تجھ میں برکت کتنی تھی — صدرِ بزمِ میہماناں الوداع
تو نے کیا کیا لائے تھے پیغامِ شوق — قاصدِ دربارِ جاناں الوداع
نور سے معمور سینے کر دیے — از تجلی ہائے یزداں الوداع
مسجدیں تھیں بقعۂ نورِ خدا — صاحبِ روئے درخشاں الوداع
تھیں زمیں سے آسماں تک جنتیں — ہم گنائیں کتنے احساں الوداع
بھولنے والے جا مگر ہو حشر میں — دردِ عصیاں کا نگہباں الوداع

خوبیوں میں ایک خوبی یہ بھی تھی	دھو دیے تھے داغِ عصیاں الوداع
تھے منور قلبِ مومن کس قدر	نُورِ ایمانِ مُسلماں الوداع
بند دروازے کیے ابلیس پر	باعثِ تذلیلِ شیطاں الوداع
حق پرستوں کے شگفتہ دل کیے	بھر دیے دامن میں بستاں الوداع
لیکن اس میں بھی ہے رحمت کی نظر	ہے سراسر فضلِ یزداں الوداع
صبر کرنے سے ملے ہم کو ثواب	ہے یہی نشائے رمضاں الوداع

۴۹	حمزہ کہتا ہے کلیجہ تھام کر الوداع اے ماہ رمضاں الوداع	۹

ردیف غین

عاشق کے پاس رکھا ہی کیا ہے سوائے داغ
داغ آشنائے دل ہے تو دل آشنائے داغ

تکلیفِ ہجر آپ جنوں کا علاج ہے
ہے دردِ اضطراب مجرب دوائے داغ

چھوٹے کہیں نہ داغِ دلِ مبتلائے غم
یارب ملے نہ سینۂ دل کو سزائے داغ

حُبِّ نبیؐ کے داغ ہیں کیسے ہرے بھرے
ہے قابلِ نظر چمن دل کشائے داغ

دردِ جگر کی روشنی اب گُل کھلائے گی
تڑپائے گی ضرور وفورِ ضیائے داغ

ہر آہ جو نکلتی ہے ہجرِ نبیؐ میں اب
پڑتی ہے میرے دل پہ نئی اک بنائے داغ

قسمت سے بارگاہ میں پہونچوں اگر کبھی
سرکار کو سناؤں گا سب ماجرائے داغ

داغوں سے دل میں اب نہیں باقی کوئی جگہ
میرے دل و جگر پہ کوئی کیا بنائے داغ

۵۰	دل ہو جو داغدار تو ہر داغ میں ہو درد عشقِ نبیؐ میں ٹیس ہے حمزہ خدائے داغ	۹

ردیف ف

ہیں میکشانِ بادہ دیدار ہر طرف
ہے ذکرِ خیرِ احمدِ مختار ہر طرف

عشقِ رسولؐ کے ہیں گرفتار ہر طرف
سرکار کی ہے گرمیِ بازار ہر طرف

آنکھوں میں جب سے شہرِ مدینہ سما گیا
پھیلا ہوا ہے خلد کا گلزار ہر طرف

رحمتِ خدا کی جوش میں کیونکر نہ آئیگی
روکے ہوئے ہیں ماہ گنہگار ہر طرف

ہمکو بھی ایک دن نظر آجائے یا خدا
ہے جبکہ روئے احمدِ مختار ہر طرف

طیبہ کو ہائے ہم بھی کبھی جائیں گے جہاں
چھائی ہوئی ہے رحمتِ غفار ہر طرف

ہوگی جلو میں رحمتِ باری بھی ساتھ ساتھ
محشر میں جبکہ جائیں گے سرکار ہر طرف

موتی لٹانیوالا ہوں عشقِ نبیؐ میں آج	برسیگی میری چشمِ گُہر بار ہر طرف

۵۱	یارب رسولِ پاک کے صدقہ میں دے نجات حمزہؔ کے آس پاس ہیں اغیار ہر طرف	۹

ردیف قاف

رسولِ حق کی محبت میں زار ہے عاشق	خدا کا شکر مگر کامگار ہے عاشق
خدا کے واسطے اب تو مدینے بلوا لو	بربِّ کعبہ بڑا بیقرار ہے عاشق
خدا ہی جانے کہ ہے کس غضب کا حسنِ جمال	نبیؐ کی شکل پہ پروردگار ہے عاشق
ہوا ہے داغ کی کثرت سے دل وہ رشکِ جناں	کہ گلشنِ نبوی کی بہار ہے عاشق
خدا کرے کہ اُڑے اور اُڑ کے جا پہنچے	نبیؐ کی یاد میں مثلِ غبار ہے عاشق
کیا ہے آپ نے وعدہ تو آئیے آقا	فراق میں ہمہ تن انتظار ہے عاشق
ہو جو شمع میں سوزش جلے پتنگا کیوں	کسی کی چشمِ وفا پر نثار ہے عاشق
خدا کی رحمتِ بے انتہا نبیؐ کی قسم	گناہگاروں پہ پروانہ وار ہے عاشق

۵۲	جو دن کو آہ و فغاں ہے تو رات کو ہے حمزہؔ نبیؐ کی یاد میں اختر شمار ہے عاشق	۱۱

ردیف کاف

نورِ رب نورِ نبیؐ تنویر ہے دونوں کی ایک

نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک

قولِ رب قرآن ہے قولِ پیمبرؐ ہے حدیث
اہلِ دل کے سامنے تقریر ہے دونوں کی ایک

اُس نے پھیرا دل تو اس نے دعوتِ اسلام دی
وہ خدا اور یہہ نبیؐ تدبیر ہے دونوں کی ایک

یا خدا یا مصطفےؐ مشکل میں دونوں نام لو
حاجتیں برآئینگی تاثیر ہے دونوں کی ایک

منکرِ خیر الوریؐ اور منکرِ غوث الوریؓ
دونوں پائینگے سزا تقصیر ہے دونوں کی ایک

دل بنایا حق نے اور کعبہ خلیل اللہ نے
جلوہ گر دونوں میں ہے توقیر ہے دونوں کی ایک

والضحیٰ روئے نبیؐ واللیل زلفِ مصطفےؐ
یُوں جدا سمجھو مگر تفسیر ہے دونوں کی ایک

بتکدے اور مسجدیں پتھر سے مٹی سے بنیں
مِلک اِک مالک کی ہے تعمیر ہے دونوں کی ایک

رند و زاہد ایک ہیں طرزِ عمل میں فرق ہے
فضلِ رب کے سامنے تقدیر ہے دونوں کی ایک

یہ تو نورِ خدا ہے جلوۂ نورِ نبیؐ
جیسے ہیں شمس و قمر تنویر ہے دونوں کی ایک

۱۰	جو لکھا قسمت میں تھا اعمال نامہ ہے وہی فکر اے حمزہ نہیں تحریر ہے دونوں کی ایک	۵۳

التجا ہے آپ سے شام و سحر یا غوثِ پاک
میری آنکھوں میں بھی ہو جائے گذر یا غوث پاک

بھیجتا میں پارہ ہائے دل مگر ناچار ہوں
کوئی دنیا میں نہیں ہے نامہ بر یا غوثِ پاک

بند آنکھیں جب کرے بغداد جا پہنچے فقیر
مجھ کو بتلا دو کوئی ایسا ہنر یا غوثِ پاک

چھوڑ دوں دنیا و دیں کو اس زیارت کے عوض
آپ کی صورت اگر آئے نظر یا غوثِ پاک

خود مرا تن شعلہ ہائے عشق سے گلزار ہے
ہے یہہ ظاہر میری آنکھوں کا اثر یا غوثِ پاک

آپ ہیں مولا ضیائے معرفت کے آفتاب
نورِ عرفاں ڈالدیجے کچھ ادھر یا غوثِ پاک

دل ہے میرا جلوہ گاہِ معرفت مانندِ طور
کیجئے آباد یہہ ویرانہ گھر یا غوثِ پاک

بھیجدیں دوزخ میں مجھ کو میری بد اعمالیاں
آپ حامی ہیں تو کیا خوف و خطر یا غوثِ پاک

روشنی دُنیا و دیں میں کیوں نہ پھیلے روز و شب
ہیں تجلّی آپ کی شمس و قمر یا غوث پاک

۵۴	ہونٹ حمزہ چاٹتا ہے نام لے کر آپ کا آپ کا اسمِ گرامی ہے شکر یا غوث پاک	۹

ردیف کاف فارسی

جب نہ ہو خادم نبیؐ کا اپنے سرور سے الگ
ہو نہیں سکتا ہے آقا اپنے چاکر سے الگ

یا الٰہی لاکھ ہم عاصی ہوں پُر تقصیر ہوں
حشر میں ہونگے نہ ہم سالارِ محشر سے الگ

میرے دل میں کیوں نہیں ہے جلوۂ روئے نگار
کیا غضب ہے بادۂ احمر ہے ساغر سے الگ

مُرغِ بسمل کی تڑپ انداز یا سیماب کا
کونسی شے ہے کہ جو ہو قلبِ مضطر سے الگ

دل نہو آتش فشاں یہہ غیر ممکن بات ہے
ہو نہیں سکتی حرارت مہرِ انور سے الگ

گریہ و زاری ہماری بھی انوکھی چیز ہے
دیدۂ چشم عاشقاں ہے ابرِ آذر سے الگ

لاکھ آنکھوں سے چھپو چشمِ تصوّر باز ہے
ہو نہیں سکتیں نگاہیں رُوئے انور سے الگ

زخم تو دل پر نہیں پھر درد افزائی یہ کیوں
آپ کا تا رِ نظر ہے تیر و نشتر سے الگ

۹	اب نہیں واللہ اُس کو ضبط کی طاقت ذرا حمزۂ بسمل رہے کب تک پیمبرؐ سے الگ	۵۵

ردیف لام

قبر پر میری نچھاور کیوں نہ ہوں رحمت کے پھول
مَیں نے مانگے تھے رسول اللہؐ کی الفت کے پھول

حُسن کے گلزار کا گلچیں نہ بن - کر احتیاط
مانگ اے نادان رب سے گلشنِ عفت کے پھول

اک نظر سے کیوں نہ دیکھوں میں فقیر و شاہ کو
کِھل گئے کثرت سے دل میں گلشنِ وحدت کے پھول

خلق کی خدمت نہیں جائیگی اے دل رائیگاں
بوئے خوش پھیلائینگے اک روز یہ طاعت کے پھول

یا رسول اللہؐ کب تک ہند میں تڑپا کروں
باغِ طیبہ میں نہیں ہیں کیا مری قسمت کے پھول

کیسی خوشبو دے رہے ہیں موسمِ برسات میں
یادِ ختم المرسلیں ہیں جوششِ وحشت کے پھول

قصرِ دنیا میں خدا نے کی ہیں کیا گلکاریاں
باغ ہو جنگل ہو کیا کیا ہیں تری قدرت کے پھول

بٹ رہے ہیں جبکہ گلہائے شفاعت حشر میں
یا نبیؐ کچھ خادموں کو بھی ملیں شفقت کے پھول

۱۳	عشقِ احمد میں دل حمزہ جلا ہے عمر بھر کیوں نہ دیں بوئے کباب اے ہمنشیں تربت کے پھول	۵۶

رہے عشقِ نبیؐ میں مبتلا دل
جو دنیا ہے تو دے ایسا خدا دل

فنا عشقِ نبیؐ میں ہو چکا دل
نہیں ملتا ہے اب مجھکو مرا دل

جگہ کیوں کر نہ دوں پہلو میں تجھ کو
کہ تو ہے لائقِ صد مرحبا دل

مبارک آمدِ عشقِ نبیؐ ہے
منادی بن کے دیتا ہے ندا دل

زہے داغِ فراقِ سرورِ دینؐ
کہ رشکِ بدرِ کامل ہے مرا دل

مرے پیارے محمدؐ سُن تو لیجے
بیان کرتا ہے اپنا ماجرا دل

خضر کی کچھ نہیں حاجت ہے اسکو
رہِ طیبہ میں خود ہے رہنما دل

سحر گہ وصفِ محبوبِ الٰہی
شنیدہ ام ز منقارِ عنا دل

نہیں خالی کسی دم یادِ حق سے
مرا حق ہیں مرا حق آشنا دل

ملیگا کچھ نہ کچھ داتا کے گھر سے
دیے جاتا ہے ہردم بیصدا دل

مسیحِ عاصیاں جب تک نہ آئیں نبیؐ کے عشق کی پائی ہے لذّت		نہ پائیگا کبھی صورت شفا دل ہے مدّت سے مرادِ درد آشنا دل

۵۷	مجھے اس دَور پر ہے ناز حسنؔ کہ ہے عثمان علی خاں شاہِ عادل	۱۳

جب خدا پر جاں فدا ہو دل ہو قربانِ رسولؐ
ہوتے ہیں اس وقت ظاہر رازِ عرفانِ رسولؐ

کوئی دم غافل نہیں ہوں میں خدا کی یاد سے
دے رہا ہے لطف کیا کیا دردِ ہجرانِ رسولؐ

بعدِ مردن بھی زمانہ زندہ دل مجھ کو کہے
دم نکل جائے نہ نکلے دل سے ارمانِ رسولؐ

دیکھ کر اُس کو مخالف جل رہے ہیں دیکھنا
ہے جلال اللہ کا یا روئے تابانِ رسولؐ

روشنی میں اُس کی راہ معرفت آئے نظر
داغِ دل ہے یا ہے یہ شمعِ شبستانِ رسولؐ

داغِ ہجرِ مصطفےٰؐ ہے جلوہ زارِ کبریا
کر رہا ہے خود خدا سیرِ گلستانِ رسولؐ

اُمتی اُس نے کیا اور اس نے دلوائی نجات
وہ عنایت ہے خدا کی اور یہ احسانِ رسولؐ

آبلہ پائی کا میری ہو گیا آساں علاج
تلوے سہلاتے ہیں اب خارِ بیابانِ رسولؐ
آج تک سمجھا نہ کوئی آپ کے اَسرار کو
خارج از ادراک ہے نامِ خدا شانِ رسولؐ
جب تک اِس دل کا تعلق روح سے باقی رہے
دلنشیں میرے ہو یارب دردِ پنہانِ رسولؐ
وہاں ہے دیدارِ خدا اور یاں ہے دیدارِ حبیبؐ
خُلد سے پھر کیوں نہ ہو بہتر گلستانِ رسولؐ
یوں نہ عالمگیر ہوتی روشنی تہذیب کی
گر نہ ہوتا رہنمائے خلق قرآنِ رسولؐ

۱۵	جاتے ہی جنّت میں حمزہؔ غل یہہ ہو گا ہر طرف جھومتا آتا ہے وہ دیکھو ثنا خوانِ رسولؐ	۵۸

دیکھکر مہ کو ثنا خوانِ ربیع الاول
مہر بھی دل سے ہے خواہانِ ربیع الاول
واہ کس اوج پہ ہے شانِ ربیع الاول
مہر و مہ دل سے ہیں قربانِ ربیع الاول
شہر ذی حجہ و رمضان و ربیع دوم
واہ کیا خوب ہیں یارانِ ربیع الاول

قابلِ نذر نہیں ہے دلِ رنجور مگر
جان و ایمان تو ہیں شایانِ ربیع الاول

اُن کے دل سے اثرِ جوشِ مسرت پوچھو
سال بھر سے جو ہیں خواہانِ ربیع الاول

پاؤ نگا گرمیٔ خورشیدِ قیامت سے نجات
ہاتھ آئے گا جو دامانِ ربیع الاول

قطعہ

سال میں بارہ مہینے جو ہیں آنے والے
سب سے اُونچی ہے کہیں شانِ ربیع الاول

اس مہینے میں جو ہے بارہویں تاریخ لے دل
وہی تاریخ تو ہے جانِ ربیع الاول

اسی تاریخ کو پیدا ہوئے سلطانِ رُسل
اِس لیے اور بڑی شانِ ربیع الاول

دھوم ہے مجلسِ میلادِ نبیؐ کی ہر سُو
کیا پھلا پھولا ہے بُستانِ ربیع الاول

آمد آمد کی خبر ماہِ صفر دیتا ہے
فی الحقیقت ہے یہ دربانِ ربیع الاول

اس کا آنا بھی تو ہر سال ہے بہرِ تسکین
کیوں نہ امت پہ ہو احسانِ ربیع الاول

عشقِ دیرینہ کو پھر تازہ کیے دیتا ہے

لے زہے لطفِ فراوانِ ربیع الاول

یا خدا ماہِ صفری میں مہیا ہو جائے
تیرے افضال سے سامانِ ربیع الاول

۱۴	تہنیت خواں ہیں ملائک بھی فلک پر حمزہ دیکھکر جلوۂ تابانِ ربیع الاول	۵۹

ردیف میم

احمد صلی اللہ علیکم تم تم تم تم تم تم تم تم

حق کو ہے تم سے شوقِ تکلم تم تم تم تم تم تم تم تم

عرض یہہ کی جبرئیلؑ نے آکر پیارے نبیؐ کونین کے سرورؐ
خود ہے خدا مشتاقِ تکلم تم تم تم تم تم تم تم تم

منتظرِ خدمت ہیں باہم موسیٰؑ عمراں عیسیٰؑ مریم
ہیں جو مقیم چرخِ چہارم تم تم تم تم تم تم تم تم

ہاتھ میں ہے گلدستہ جنت بہرِ نثارِ چہرۂ حضرت
حوریں کھڑی ہیں محو ترنم تم تم تم تم تم تم تم تم

مژدۂ آمد آپ کا سُن کر بہرِ تصدق ماہ فلک پر
لیکے کھڑا ہے گوہرِ انجم تم تم تم تم تم تم تم تم

آج سجا ہے گلشنِ جنت آج ہوئی ہے عرش زینت
آج بچھی ہے مسندِ قاقم تم تم تم تم تم تم تم تم

جب کہ خدا خود تم کو بلائے کیسے نہ بھائے کیوں خوش نہ آئے

لطف تکلّم شانِ تبسّم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

رازِ اَحد کی باتیں سناؤ میم کا پردہ رُخ سے ہٹاؤ

تا نہ مخالف کو ہو توہّم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

مردہ دِلوں کو آج جلادو بادۂ عرفاں ہم کو پلادو

وہ جو بھرے ہیں وحدت کے خُم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

آپ کے در پر آن پڑے ہیں سر کو جھکائے اپنے کھڑے ہیں

مست بنا دو کر کے تبسّم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

ناؤ کے آگے میری بھنور ہے ڈوب نہ جائے آج یہ ڈر ہے

کیونکہ ہے مجھ کو خوف طلاطم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

اب تو سر ہلنے موت کھڑی ہے جان ہی آفت میں پڑی ہے

ہے یہی شاہا وقتِ ترحّم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

ہو گئے ہیں اپنے بھی پرائے دیکھئے مجھ پر اُٹھنے نہ پائے

پیرِ فلک کا دستِ تظلّم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم

۶۰	رحم کی قابل اسکی ہے حالت آج ہو حمزہ کی بھی شفقت رحمت کا ہے جوش پہ قلزم تم تم تم تم تم تم تم تم تم تم	۱۱

ردیف نون

گُل نہ کیوں ہو جائیں دوزخ کے شرارے ہاتھ میں

آگیا ہے دامنِ احمد ہمارے ہاتھ میں

داغِ دل سے میرے روشن ہے شبِ تاریک ہجر
آسمانِ عشق کے رکھتا ہوں تارے ہاتھ میں

اک اشارہ سے ہوا ماہِ منور بھی دونیم
کیا کہوں کیا خوبیاں ہیں انکے پیارے ہاتھ میں

کیسے چھوڑوں جس قدر رکھوئی گئی ہیں برکتیں
آئے تو دامن مری قسمت سے پیارے ہاتھ میں

آگیا ہے وقتِ نازک کچھ توجہ یا نبیؐ
ہم غلاموں کی ہے عزت بس تمہارے ہاتھ میں

یہہ کھلا عقدہ خطوطِ دستِ اقدس سے کہ ہیں
سارے اسرارِ حقیقت کے اشارے ہاتھ میں

آسمانی بادشاہت فی الحقیقت ہے یہی
ماہِ تاباں زیرِ فرماں اور تارے ہاتھ میں

ہجر میں دوزخ تو ہے اک کھیل بائیں ہاتھ کا
میرے سینے سے نکل آئے شرارے ہاتھ میں

آپ کے ہاتھوں میں جب نقدِ شفاعت ہو وہاں
کیوں نہ ہو پھر جنسِ عصیاں بھی ہمارے ہاتھ میں

ہاتھ میں ہو گی چمک موسیٰ کے لیکن تھے وہاں
آسمانِ معرفت کے چاند تارے ہاتھ میں

۱۱	پرسش اعمال کیسی اور کہاں کا احتساب دستِ حمزہ حشر میں گر ہو تمہارے ہاتھ میں	۶۱

طرز۔ مصطفےٰ کی جدائی مجھے بجید ستائی کوئی طیبہ کا رستہ بتاتا نہیں

مرے دردِ جدائی کا حال کبھی کوئی جاکے نبیؐ کو سناتا نہیں
کوئی آکے وہاں سے نصیب مرے یہ جو سوئے ہیں انکو جگاتا نہیں

کوئی جاکے مسیح سے میرے دوا کبھی مانگ کے تھوڑی سی لاتا نہیں
مرا زخمِ جگر کوئی بھرتا نہیں کوئی وصل کا مرہم لگاتا نہیں

ترے ہجر میں جی تو بہلتا نہیں مرا دم ہے یہ نکل بھی تو جاتا نہیں
کوئی مجھ پہ ترس بھی تو کھاتا نہیں کوئی راہِ مدینہ بتاتا نہیں

مرے درد کا حال سناؤں کسے مرا رنج کسے ہے خیال کسے
کوئی آنسو بھی پوچھنے والا نہیں میں تو اتنا کسی کو بھی پاتا نہیں

ملیں دولتیں جن کو وہ تم سے ملیں وہ ہو دولتِ دنیا کہ دولتِ دیں
نہیں کوئی زمانہ میں تم سا حسیں کوئی تم سا زمانہ میں آتا نہیں

مرے پیارے نبیؐ محبوبِ خدا کوئی ہے بھی حسیں کہیں تیرے سوا
مرے دل میں سما گئی تیری ادا مری نظروں میں کوئی سماتا نہیں

دلِ زار کا میرے ہے حال برا نہیں کام ہی آتی ہے کوئی دوا
مجھے آتے ہیں جلتے ہیں دوست مرے کوئی انکو یہاں تک لاتا نہیں

کوئی پاس نہیں ہے مرے شبِ غم مرا حال برا ہے خدا کی قسم
میں سسکتا پڑا ہوں لبوں پہ ہے دم مجھے جلوہ وہ اپنا دکھاتا نہیں

مرا کوئی نہیں ہے خبر گیراں مری مشکل کرنے بنی آساں
تیرا مجھ کو بھروسہ ہے بس ہر آن بُرے وقت میں کوئی کام آتا نہیں

کروں کیوں نہ عزیزو! میں آہ و بکا مرے دل سے لگی ہے یہ صبح و مسا
ہوا کونسا مجھ سے قصور کہ وہ کبھی خواب میں بھی میرے آتا نہیں

٦٢	ترے دھیان میں ہتا ہی حمزہ ترا نہیں کوئی وسیلہ ہی تیرے سوا کوئی حامی نہیں ہے مرا مولا تیرے در کو چھوڑ کے تو میں جاتا نہیں	٩

بڑھ رہا ہے جوشِ وحشت میں کروں تو کیا کروں
غیر ہے اب میری حالت میں کروں تو کیا کروں

احمدِ بے میم کہنا اک حقیقت ہے مگر
ہے دوئی حکمِ شریعت میں کروں تو کیا کروں

خدمتِ اقدس میں کہہ دوں حالِ دلِ اپنا مگر
چھا رہی ہے دل پہ ہیبت میں کروں تو کیا کروں

جان لینے سے اُدھر انکار ہے محبوب کو
اور ادھر شوقِ شہادت میں کروں تو کیا کروں

شوقِ بےحد ہے اِدھر آرام ناممکن اُدھر
دور ہے حضرت کی تربت میں کروں تو کیا کروں

ہجرِ احمد میں تڑپنا گو ہے اک سوءِ ادب
ضبط کی بھی گم ہے طاقت میں کروں تو کیا کروں

اپنا دامن پھاڑ دوں یا چارہ گر کی آستیں
تو ہی کہدے جوشِ وحشت میں کروں تو کیا کروں
سرورِ کونینؐ کی محرابِ ابرو کے سوا
ہو نہیں سکتی عبادت میں کروں تو کیا کروں

۱۱	گو نہیں ہے مقتضیٰ توحید کا حمزہ مگر ذکرِ احمدؐ کی ہے عادت میں کروں تو کیا کروں	۶۳

ردیف واؤ

دیکھوں جو قدِ سیدِ مکی مدنی کو
قربان کروں شوق سے سروِ چمنی کو

مژدہ یہہ دیا حق نے اویسِ قرنی کو
مقبول کیا آپ کی دنداں شکنی کو

ہمراہ ملائک بھی جلو میں ہیں ادب سے
دیکھے تو کوئی شانِ رسولِ مدنی کو

وہ نور یہہ بلور بھلا اس کی حقیقت
کیا آئینہ پہنچیگا صفائے بدنی کو

تائیدِ مقدر سے جو پہنچیگا مدینے
بھولونگا نہ میں لطفِ غریب الوطنی کو

ان آنکھوں سے جو آنکھیں کہ خالق سے لڑی ہوں
نسبت ہی نہیں چشمِ غزالِ ختنی کو

رویا میں بھی گر دیکھ لوں لعلِ لبِ احمدؐ
قربان کروں یاقوت و عقیقِ یمنی کو

مصری سے سوا مجھ کو مزہ آگیا واللہ
جب یاد کیا آپ کی شیریں سخنی کو

وہ نور عطا کر مری آنکھوں کو خدایا
میں دیکھ سکوں جلوۂ ماہِ مدنی کو

کیوں کس لیے مدت سے ہے گل چاک گریباں
کیا دیکھ لیا آپ کی نازک بدنی کو

۶۴ — حمزہ مجھے محشر میں محمدؐ سے یقیں ہے
بھولینگے نہ وہ اپنے غلام دکنی کو — ۱۲

منتظر دیر سے ہیں ہم بھی ادھر تو دیکھو
یا نبیؐ بہرِ خدا ایک نظر تو دیکھو

حاجیو دیکھ چکے خانۂ ربِّ اکبر
آؤ اللہ کے محبوب کا گھر تو دیکھو

نہیں کونین میں آئینۂ قدرت ایسا
چشمِ حق بیں سے ذرا شکلِ بشر تو دیکھو

اک اشارہ سے فلک پر ہوا مہتاب دو نیم
منکرو معجزۂ شقِ قمر تو دیکھو

مستعد نارِ جہنم کے بجھانے کو ہے
یہہ مرا حوصلۂ دیدۂ تر تو دیکھو

سامنے نورِ محمد کے ہے کیسا بے نور
دیکھنے والو ذرا شکلِ قمر تو دیکھو

ہے خبر آمدِ محبوبِ خدا کی امشب
روکشِ باغِ جناں ہے مرا گھر تو دیکھو

چاند کہتا ہے کہ میں بھی ہوں نبیؐ کا گھایل
ابھی باقی ہے مرا درِ جگر تو دیکھو

دُور سے دیکھ کے گنبد کو یہ دل کہتا ہے
کیسی پُر نور ہے غربت کی سحر تو دیکھو

صاف ٹپکا جو نکل آیا فرشتوں نے کہا
نور ہی نور ہے احمد کی کمر تو دیکھو

گو کہ قندھار میں ہوں پیشِ نظر ہے طیبہ
ہاں مری مشقِ تصوّر کا اثر تو دیکھو

۶۵ — سرفرازی یہ تصور میں ملی ہے حمزہ
ان کے قدموں پہ جھکا ہے مرا سر تو دیکھو — ۱۳

غنچۂ حیراں ہے محمد کے دہن کے روبرو
منفعل بلبل ہے اُس شیریں سخن کے روبرو

پیچ کھاتا ہے بہت شرمندگی سے یا رسولؐ
سنبلِ پیچاں بھی زلفِ پُر شکن کے روبرو

گُل کھلائے ہیں کچھ ایسے میں نے نعتِ پاک میں
دم نہ مارے گی صبا میرے چمن کے روبرو

مَیں ازل ہی سے ثنا خوانِ رسولِ پاک ہوں
مشقِ نو کی اصل کیا مشقِ کہُن کے روبرو

نعتِ احمد کی بدولت تیز ہے تیغِ زبان
تاب کیا لائے کوئی مجھ تیغ زن کے روبرو

گلشنِ نعتِ نبیؐ ہے چاہیئے پاسِ ادب
اِس چمن میں کیا صبا آئے گی تن کے روبرو

ہو جو مقبولِ خدا تو کیا مزے کی بات ہے
فخر یہہ اچھا نہیں ہے ما و من کے روبرو

حشر میں اعمالِ بد کو بخشوا لونگا ضرور
نعت پڑھ کر چار یار و پنجتن کے روبرو

کام ایسا ہو کہ کام آجائے کل روزِ جزا
ایک دن جانا ہے ربِّ ذوالمنن کے روبرو

کچھ مزہ دیتی نہیں سُلطانِ دیں کے ہجر میں
راحتِ دنیا مرے رنج و محن کے روبرو

جو زباں پہ تھا نبیؐ کے تھا وہ اللہ کا کلام

کیا ٹھہر سکتا کوئی ان کے سخن کے روبرو
مرحبا ہی کی صدا آئے گی ہر اک سمت سے
نعتِ احمدؔ جب پڑھو نگا انجمن کے روبرو

۶۶	دیکھنا حمزہؔ صلہ ملتا ہے کیا اس کا مجھے یہ قصیدہ نذر ہے شاہِ زمن کے روبرو	۱۱

گفتگو کی تو نے ربِّ ذوالمنن سے روبرو
تاب ہے کس کو نبیؐ تیرے سخن کے روبرو
جب شبِ معراج پہنچے عرش پر فخرِ رسلؐ
نورِ رب آگے بڑھا پردہ سے چھن کے روبرو
غیب سے احمدؐ کو یہ آئی ندا معراج میں
بے حجابانہ ہی جلد آ جاؤ بن کے روبرو
جتنے اخلاقِ حمیدہ ہیں زہے پاسِ ادب
سرنگوں ہیں خود بخود خُلقِ حَسن کے روبرو
انتہائے آزمائش کا یہی تو تھا مقام
بھائی نے جو سر کٹایا ہے بہن کے روبرو
مجھ کو شرمندہ نہ کر بہرِ علیؓ و فاطمہؓ
عرصۂ محشر میں یارب مرد وزن کے روبرو
تیرِ مژگانِ نبیؐ سے چھد گیا ہے دل مرا

بچ سکے کیونکر بھلا ناوک فگن کے روبرو

عاشقِ احمد نہ ڈالے اک اچٹتی بھی نظر
گو بہت کچھ حورِ جنت آئے بن کے روبرو

غربتِ دشتِ مدینہ میں نہاں جو لطف ہے
ہو نہیں سکتا بیان اہلِ وطن کے روبرو

میری آہوں کی رسائی غیر معمولی نہیں
کیوں ہے شرمندہ صبا مشقِ کہن کے روبرو

نعت گوئی کے سبب سے ہو گیا مشہور میں
بات یہہ پوشیدہ کب ہے اہلِ فن کے روبرو

انتہا پر غور کرنے سے یہہ ثابت ہو گیا
ہیچ ہے بندِ قبا بندِ کفن کے روبرو

۱۵	مدتوں سے دور ہوں نزدیک بلوالو مجھے عرض یہہ حمزہ کی ہے شاہِ زمن کے روبرو	۶۷

مکیں و حاضریں کو آج کا منظر مبارک ہو
یہہ جشنِ محفلِ میلادِ پیغمبر مبارک ہو

وہ نورِ کبریائی کنج وحدت میں جو تھا مکنوں
ہوا جلوہ فزا خود آئینہ بنکر مبارک ہو

بصیرت کی نظر سے چشمِ شیدائے نبی دیکھے

خدا کی شکل میں ہے شکلِ پیغمبر مبارک ہو
چلو الفت کے پیاسو آؤ آئے ساقیٔ کوثر
مبارک ہو مئے دیدار کا ساغر مبارک ہو
ترے گھر جلوہ افگن آج خورشیدِ نبوت ہے
نکیں چمکا تری تقدیر کا اختر مبارک ہو
انہیں کا سَر میں سودا دل میں ان کا ہی سویدا ہے
ہوئے اس ایک سے آباد دونوں گھر مبارک ہو
تڑپتا تھا بہت تو گرمیٔ ایامِ فرقت سے
شبِ میلاد آئی اے دلِ مضطر مبارک ہو
صدائے تہنیت کی دھوم ہے ہر سمت محفل میں
کسی لب پر سلامت ہو کسی لب پر مبارک ہو
ہمایوں جلوۂ نورِ نبیؐ اہلِ زمیں تم کو
فلک کو ماہتاب اور نیّرِ اکبر مبارک ہو
کہیں گے ناز سے حورانِ جنّت اہلِ جنّت کو
یہہ میخواری بدستِ ساقیِ کوثر مبارک ہو
خلوصِ نیّتِ بانیٔ مجلس کا اثر پھیلا
ہوا معمور نورِ حق سے سارا گھر مبارک ہو
نحوست نے چھپایا مُنہ سعادت نے نقاب اُلٹا
نزولِ نورِ باری رحمتِ داور مبارک ہو

ترانہ نغمہ سنجانِ چمن کا فرحت افزا ہے
مہک اُٹھے ہیں گل غنچوں کے ہے لب پر مبارک ہو
خزانہ پاس رہتا ہے ہمیشہ نعتِ احمدؐ کا
تمہیں مولود خواں میلاد کا دفتر مبارک ہو

٦٨	تمہیں مدحت سرائی نبیؐ ہو میمنت حمزہ مکیں کو گھر مکاں کو ذکرِ پیغمبرؐ مبارک ہو	٦٠

اٹھاؤ پردۂ غفلت ذرا درود پڑھو
یہی ہے توشۂ روزِ جزا درود پڑھو

نہ کام آئیگی ہرگز یہ ظاہری الفت
فدا ہو اُن پہ تو بہرِ خدا درود پڑھو

اسی کو کاربراری کی راہ تم جانو
اسی سے نکلے گا ہر مدعا درود پڑھو

اتار دیگا کنارے پہ ایک دن سب کو
یہ سب کی کشتی کا ہے ناخدا درود پڑھو

یہی ہے پیرِ ہدایت یہی ہے شیخ اپنا
یہی ہے خضر کا بھی رہنما درود پڑھو

درود فرض ہے پڑھنا ہر اک مسلماں پر
کہ صاف صاف ہے حکم خدا درود پڑھو

٦٩	ہمیشہ شغلہ دنیا کا ہے تمہیں حمزہ پڑے ہو خوابِ تغافل میں کیا درود پڑھو	٩

ردیف ہائے ہوز

یہ گلشن نعتِ شہِ ابرار ہے واللہ
بے خار ہے بے خار ہے بے خار ہی واللہ

اے نورِ خدا نورِ فزا آپ کا بھی کیا
دربار ہے دربار ہے دربار ہے واللہ

صد شکرِ خدا آج تسلّم مع نبیؐ میں
دُربار ہے دُربار ہے دُربار ہے واللہ

دیدارِ رسولِ عربیؐ میں ہی خدا کا
دیدار ہے دیدار ہے دیدار ہے واللہ

بلوالو مدینے کو، دلِ زار دکھن سے
بیزار ہے بیزار ہے بیزار ہے واللہ

اس قافلۂ امتِ عاصی کا محمدؐ
سالار ہے سالار ہے سالار ہے واللہ

اس شہرِ مدینہ کا سفر بس ہمیں اے دل
درکار ہے درکار ہے درکار ہے واللہ

نعلین مبارک پہ محمدؐ کے فدا جان
ہربار ہے ہربار ہے ہربار ہے واللہ

۷۰	بے بال و پری سے شہِ دیں حمزۂ محزوں ناچار ہے ناچار ہے ناچار ہے واللہ	۱۳

اے صلِّ علیٰ جذب تو لائے مدینہ
بند آنکھ جو کی ہم نے تو ہو آئے مدینہ

جائیگی نہ بیماریِ دلچسپیِ دُنیا
ہو جائے مگر لطفِ مسیحائے مدینہ

ہو جائے نئی سیر مرے جوشِ جنوں کی
آنکھیں ہوں مری آہوئے صحرائے مدینہ

ہے زندگی ہجر میں کیا لطفِ تصور
ہر وقت ہے ہم بزمی لیلائے مدینہ

ارمان نہیں ہے کوئی گر ہے تو یہی ہے
ارماں کی طرح دل میں سما جائے مدینہ

طوبیٰ جسے کہتے ہیں وہ ہے شاخ اسی کی
سرسبز رہے نخلِ تمنائے مدینہ

محبوبِ خدا عاشقِ جاں بازِ محمدؐ
مطلوبِ خدا والہ و شیدائے مدینہ

یارب یہہ تمنا ہے کہ مژگاں سے بنوں میں
جاروب کشِ ساحتِ صحرائے مدینہ

ہے حسرتِ دیدار مری دید کے قابل
میں دیکھتا ہوں انکو جو دیکھ آئے مدینہ

زائر کوئی آتا ہے نظر ہند میں جس دم
ہو جاتا ہوں چپ کہکے فقط "ہائے مدینہ"

کیا خوف قیامت کا کہ ہیں شافعِ محشر
آقائے مدینہ میرے مولائے مدینہ

یارب یہہ بڑھے آبروئے گریۂ فرقت
ہر اشک بنے لولوے لالائے مدینہ

۷۱	حمزہ نہیں خواہش مجھے فردوس کی ہرگز بڑھ کر ہے کہیں خلد سے صحرائے مدینہ	۹

جنت سے بھی بڑھ کر ہے بیابانِ مدینہ
اللہ دکھا دے مجھے میدانِ مدینہ

رضواں کی خوشامد کی نہیں پھر کوئی حاجت
ملجائے کبھی مجھ سے جو دربانِ مدینہ

ڈرتا ہوں کہ دم میرا خوشی سے نہ نکلجائے
بلوائیں جو نا چیز کو سلطانِ مدینہ

وہ دن بھی خدا لائے کہ دربار میں پہنچوں
دل نذر بنے جان ہو قربانِ مدینہ

کیا روضۂ رضواں کے بھی خوش باش الٰہی
خوش ایسے ہی ہیں جیسے کہ یارانِ مدینہ

یہ حسنِ عقیدت نہیں تم دیکھ لو جاکر
گل سے نہیں کم خارِ مغیلانِ مدینہ

دنیا کی شہنشاہی کو قربان نہ کردوں
منظور رہے آقا مجھے زندانِ مدینہ

احمد کی جدائی میں ہیں کیا داغ جگر پر
دل میں ہے ہمارے چمنستانِ مدینہ

۷۲	حاصل یہہ شرف مجھ کو نہیں آج سے کل سے حمزہ میں ازل سے ہوں ثنا خوانِ مدینہ	۹

ازل سے آج تک ہوں میں تمہارا یا رسول اللہ
تو پھر کیونکر نہ ہوں خالق کا پیارا یا رسول اللہ

تڑپ کر مرغِ بسمل کی طرح میں جان دیدونگا
نہیں اب آپ کی فرقت گوارا یا رسولَ اللہؐ

عجب پُر لطف ہے دیوانگانِ عشق کا منظر
مدینے میں ہے جنت کی سہارا یا رسولَ اللہؐ

نہیں اب تابِ فرقت عاشقانِ روئے احمدؐ کو
دکھا دو اپنی صورت اب خدارا یا رسولَ اللہؐ

بناٹے سے بنیگی آپ ہی کے کچھ مری قسمت
نہیں جفّ القلم سے کوئی چارا یا رسولَ اللہؐ

بچا لو ہم کو دوزخ سے تمہارے نام لیوا ہیں
تمہیں ہو بحرِ غم میں اک سہارا یا رسولَ اللہؐ

جو مل جائے سگِ کوئے نبیؐ اس جوشِ وحشت میں
کروں لختِ جگر سے میں مدارا یا رسولَ اللہؐ

گراں جانِ محمدؐ نے اُٹھائیں آفتیں اتنی
کہ دل اب ہو گیا ہے سنگِ خارا یا رسولَ اللہؐ

۱۴	جُدا ہوگا مدینے سے نہ حمزہ حشر تک ہرگز کبھی چمکے جو قسمت کا ستارا یا رسولَ اللہؐ	۶۳

ردیفِ یائے تحتانی

قطرہ دریا نہیں تو پھر کیا ہے		اشک قطرہ نہیں تو پھر کیا ہے

کفِ پائے محمدِ عربی — یدِ بیضا نہیں تو پھر کیا ہے

قطرۂ اشکِ ہجرِ حضرت میں — دُرِ یکتا نہیں تو پھر کیا ہے

چادرِ آبِ چشمِ دریا بار — اُن کا پردہ نہیں تو پھر کیا ہے

قدِ حضرت کے آگے سروِ چمن — بے سروپا نہیں تو پھر کیا ہے

دلِ مردہ کو جو کرے زندہ — وہ مسیحا نہیں تو پھر کیا ہے

دل میں ارمان و شوق و حسرت کا — حشر برپا نہیں تو پھر کیا ہے

دردِ فرقت سے حالِ دل میرا — برق آسا نہیں تو پھر کیا ہے

شکلِ احمد میں نورِ ذاتِ احد — میں نے مانا نہیں تو پھر کیا ہے

دلِ صد چاک کا ہر اک ٹکڑا — ماہ پارہ نہیں تو پھر کیا ہے

اپنی آنکھوں کے سامنے ہر دم — اس کا جلوہ نہیں تو پھر کیا ہے

داغِ مہجوریِ رسول اللہؐ — گلِ لالہ نہیں تو پھر کیا ہے

یہ قبولیتِ سخن آخر — فضلِ مولیٰ نہیں تو پھر کیا ہے

۴۷	یادِ طیبہ میں ابرِ گوہر بار چشمِ حمزہ نہیں تو پھر کیا ہے	۱۴

نبیؐ کی نعت میں رنگیں خیالی ہوتی جاتی ہے
زبانِ خامہ اب پھولوں کی ڈالی ہوتی جاتی ہے
اسی کی یاد ہے دل میں اسی کا نام ہے لب پر
طبیعت بھی مری اللہ والی ہوتی جاتی ہے

ثنائے نورِ حق میں لکھ رہا ہوں نور کے مضموں
فزوں ہر دم مری روشن خیالی ہوتی جاتی ہے

سرافرازی ہوئی جاتی ہے اتنی ہی خدا شاہد
رہِ طیبہ میں جتنی پائمالی ہوتی جاتی ہے

بلا لو جلد مجھ شوریدہ سر کو اپنے روضہ پر
دکن میں کچھ فزوں آشفتہ حالی ہوتی جاتی ہے

بگڑتی جاتی ہے حالت مری ہجرِ محمد میں
مری صورت بھی تصویرِ خیالی ہوتی جاتی ہے

کہاں میں اور کہاں دعویٰ حبیبِ حق کی الفت کا
تعالی اللہ مری ہمت بھی عالی ہوتی جاتی ہے

ذرا اے گریۂ اشکِ ندامت شست و شو کر دے
کہ اعمالِ زبوں کی فرد کالی ہوتی جاتی ہے

خداوندا ادھر بھی ابرِ رحمت کا کوئی چھینٹا
کہ مژدہ تمناؤں کی ڈالی ہوتی جاتی ہے

پلٹے جاتے ہیں تارِ نگاہِ شوق زائر کے
حجابِ ظاہری روضہ کی جالی ہوتی جاتی ہے

مسیحائے مدینہ ہے یہی وقتِ مسیحائی
فزوں بیمارِ غم کی خستہ حالی ہوتی جاتی ہے

یہ کون ایسا شفیع دو جہاں آیا سرِ محشر

کہ اب دوزخ گنہگاروں سے خالی ہوتی جاتی ہے
منوّر کیجئے دکھلا کے اپنا جلوۂ روشن
شبِ تاریکِ مرقد سخت کالی ہوتی جاتی ہے

۷۵	یہہ صدقہ ہے رسولِ پاک کی مدحت کا اے حمزہ جو روز افزوں میری شیریں مقالی ہوتی جاتی ہے	۱۱

داغِ عشق سیّدِ ابرار ہے — میرا دل بھی خلد کا گلزار ہے
ڈھل رہا ہے بادۂ حُبِّ نبی ﷺ — جس کو دیکھو مست ہے سرشار ہے
اے زہے تقدیرِ عشاقِ نبی ﷺ — جن کو حاصل دولتِ دیدار ہے
ہے یہی شوریدگی تو ایک دن — میرا سر ہے اور درِ سرکار ہے
غیرتِ طوبیٰ ہیں طیبہ کے شجر — رشکِ جنّت سایۂ دیوار ہے
خلد میں پہنچے نہ کیوں وہ قافلہ — جس کا احمد قافلہ سالار ہے
کچھ رہے باقی نہ دل میں غیرِ حق — التجائے دل یہی ہر بار ہے
چشمِ عاشق جلوۂ معشوق کی — شکلِ موسیٰ طالبِ دیدار ہے
شانِ غفاری نظر آجائے جلد — میں ہوں عاصی اور تو غفار ہے
لاکھ غرقِ معصیت ہوں اے خدا — تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہے

۷۶	خلد میں حمزہ کو اے رضواں نہ روک یہہ غلامِ احمدِ مختار ہے	۱۱

عشق میں کیا اسکو ننگ و عار ہے
بک چکا جو برسرِ بازار ہے

بختِ اسکندر ہے دل کا آئینہ
اس میں عکسِ صورتِ دیدار ہے

میں فدا پہلے ہوں تو قربان ہو بعد
جان و دل میں بس یہی تکرار ہے

کافرانِ عشق کا کیا پوچھنا
ہر رگِ تن رشتۂ زنار ہے

تھا زمانہ ہی فقط اک جنگ جو
نفس بھی اب برسرِ پیکار ہے

زاہدوں کو ناز ہے اعمال پر
مجھ کو اپنی معصیت سے عار ہے

اپنے بندے کو سزا دے یا جزا
یا خدا مالک ہے تو مختار ہے

جھک چکا اپنا سرِ عجز و نیاز
دیکھنا اب کیا خیالِ یار ہے

دین و دنیا میں مجھے ہے کیا کمی
میرا داتا احمدِ مختار ہے

ناتوانِ عشق کی حالت نہ پوچھ
جامۂ ہستی بھی ان کو بار ہے

۷۷	نقدِ دل لیکر کھڑا ہے نذر کو حمزہ وہ جو ساکنِ قندھار ہے	۱۵

زباں پر یا محمد یا علیؑ ہے
شگفتہ دل کے خاطر کی کلی ہے

نہ پھر کس طرح ہر مشکل ہو آساں
کہ حرزِ جاں مری نادِ علی ہے

حلاوت منہ میں ہے نامِ نبیؐ کی
زباں اب میری مصری کی ڈلی ہے

احد باطن میں ہیں ظاہر میں احمد
خفی ہے وہ تو یہ سرِ جلی ہے

ثنا خوانِ نبیؐ سے انتہا کی
طبیعت ابتدا سے منچلی ہے

جلائیگی نہ مجھ کو نارِ دوزخ
کہ میں نے خاکِ روضہ کی ملی ہے

چھپیگا راز کیا سوزِ دروں کا
کہ ہر اک بات میری دل جلی ہے

دمِ نظارہ کہتے ہیں یہ قدسی
فزوں جنت سے طیبہ کی گلی ہے

مددا اے اشتیاقِ روئے احمدؐ
ترقی پر نظر کی بیکلی ہے

ہوا کرتے ہیں حضرتؐ جلوہ فرما
مرا دل بھی مدینے کی گلی ہے

نبیؐ کی آبیاریِ کرم سے
یہہ شاخِ آرزو پھولی پھلی ہے

تمنا ہے کہ دیکھوں شکلِ احمدؐ
جو نورِ حق کے سانچے میں ڈھلی ہے

یہہ ہے عشاقِ احمدؐ کی تمنا
یہہ زیرِ سایۂ رحمت پلی ہے

نہیں رہتا ہے خالی یادِ حق سے
ہمارا دل بڑا پکا ولی ہے

۹	میں ایسا خاطی و عاصی ہوں حمزہؔ کہ رحمت ڈھونڈھتی مجھ کو چلی ہے	۷۸

یاد کر لیتا ہوں صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے
مل رہا ہے مجھ کو یوں آرام اُٹھتے بیٹھتے

مل رہی ہے لذتِ دردِ فراقِ مصطفےٰؐ
پا رہا ہوں حق سے یوں انعام اُٹھتے بیٹھتے

ناتوانی کا بھی آخر کچھ نہ کچھ ہوتا ہے زور
جا ہی پہنچیں گے تیرے خدام اُٹھتے بیٹھتے

میکشِ حُبِّ نبیؐ کو کام کیا اس کے سوا
جام پیتے ہیں دُردآشام اُٹھتے بیٹھتے

رات دن ذکرِ خدا یادِ نبی صلّی علی
ہم یہی کرتے ہیں ہردم کام اُٹھتے بیٹھتے
بار ہے انسان کو پیری میں اُٹھنا بیٹھنا
دے رہی ہے موت اب پیغام اُٹھتے بیٹھتے
ہے زیارت روضۂ انور کی حاصل ہر نفس
باندھتے ہیں اک نیا احرام اُٹھتے بیٹھتے
روز و شب میری عبادت ہے یہی یا مصطفےٰ
آپ کا لیتا ہوں ہردم نام اُٹھتے بیٹھتے

۷۹ — دُور بینی کا تو اے حمزہ یہی ہے مقتضا
سوچ لے ہر کام کا انجام اُٹھتے بیٹھتے — ۹

مری جان طیبہ میں گر جائیگی
جہاں میں بڑا نام کر جائیگی
میں ہمراہ ہو جاؤنگا اے صبا
مدینے کی جانب اگر جائیگی
سیہ کارسائے میں چھپ جائینگے
جو زلفِ پیمبر بکھر جائیگی
حیا میرے اشکِ مسلسل نہ توڑ
اسی تار سے واں خبر جائیگی
بلالیں گے طیبہ میں اک دن حضورؐ
میری آہ کب بے اثر جائیگی
مدینہ ہی مجھ کو نظر آئے گا
نگاہِ تصور جدھر جائیگی
وہاں کی بڑی فکر ہے یا نبیؐ
یہاں ہر طرح سے گذر جائیگی
اگر روح نکلے گی تن سے مرے
جدھر ہیں محمدؐ ادھر جائیگی

۱۱	ہے تمنّا یہی رحمت سرائے نبیؐ یہی شاعری کام کر جائیگی	۸۰

مرے ساقی کو جلدی یہہ پیام اے باد صرصر دے
مرے پیمانۂ دل کو مئے یا ہو سے بھر بھر دے

ہوئی ہے زندگی برباد گردش میں پس مردن
ہمارے کاسۂ سر کو فلک گردش نہ در در دے

نہ ہو جس سر میں سودائے نبیؐ وہ سر ہے دردِ سر
کسی کو جیتے جی یارب نہ ایسا دردِ سر سر دے

معطر نعش ہے حُبِّ نبیؐ میں میری اے زاہد
ہے لاحاصل بخورِ عود و کافور و اگر گردے

جہاں ہے جمع دولت واں ترقی روز افزوں ہے
مثل مشہور ہے تم نے سُنا ہوگا کہ زر زر دے

بشر بوجہل تھا خیر البشر نورِ الہیٰ تھے
تعجب کچھ نہیں گر نور کو ناری بشر شر دے

سب چلے ہیں قافلے یاروں کے ہم بھی جائینگے اک دن
نہیں کچھ فکر عقبیٰ کی پڑے ہیں آنکھ پر پردے

خبر صرصر اُڑا لائی ہے میلادِ محمدؐ کی
نسیم صبح جا کر یہ مُنادی آج در در دے

تمنا ایک ہے دونوں کی زاہد خلد کا خواہاں
برہمن جپکے مالا کہتا ہے بیکنٹھ ہر ہر دے
مدینے کی طرف اُڑ نیکو ہوں میں اب جواں بنکر
سیہ بختی مٹانے میں مدد اے بادِ صرصر دے

۴۱	میں کشتہ گیسوئے والّیل کا ہوں اس لئے حمزہ سیہ پتھر لحد پر کوئی جائے سنگِ مرمر دے	۱۱

دکھائے بسملِ شہ گر اثر زمیں کے تلے
زمیں فلک پہ فلک ہو مگر زمیں کے تلے
گیا تو پھر کوئی واپس نہ آیا دنیا میں
نہیں یہ کھلتا کہ کیا ہے اثر زمیں کے تلے
نہ کیوں ہو شان زمیں کی فزوں فلک سے بھی
کہ جلوہ ریز ہیں خیر البشر زمیں کے تلے
وہ ذاتِ قادرِ مطلق محیطِ عالم ہے
اُدھر فلک کے ہے اوپر ادھر زمیں کے تلے
نبیؐ کے روضۂ عالی کی دیکھکر رفعت
جھکا ادب سے فلک تا کمر زمیں کے تلے
مٹا دیا ہے زمانہ نے ان کا نام و نشاں
دبے پڑے ہیں بہت نامور زمیں کے تلے

نہ دینے والے کی رہ میں دیا نہ آپ لیا
پڑا ہے بخل سے قارون کا زر زمیں کے تلے
بنا رہے ہیں زمیں پر جو قصرِ عالی شان
بنے گا ایک دن ان کا بھی گھر زمیں کے تلے
بدی و نیکی کا گر تخم بوئیں دنیا میں
مرے کے بعد ملے گا ثمر زمیں کے تلے
جگا ہی دے گا انہیں شورِ حشر، حشر کے دن
جو خواب میں ہیں پڑے بیخبر زمیں کے تلے

۸۴	جہاں میں حمزہ نمایاں ہے قدرتِ قادر شجر زمیں پہ پڑے اور حجر زمیں کے تلے	۱۱

جب سے مثلِ نور وہ نورِ نظر آنکھوں میں ہے
جلوۂ شانِ الٰہی جلوہ گر آنکھوں میں ہے
نورِ احمد کی ضیا آٹھوں پہر آنکھوں میں ہے
روشنی اس نور کی ہے یا نظر آنکھوں میں ہے
کس طرح جائے تصوّر احمدِ مختار کا
دل میں ہے اس کا ٹھکانا اور گھر آنکھوں میں ہے
جلوۂ نورِ خدا اور جلوۂ نورِ نبیؐ
یہ اِدھر دل میں نمایاں وہ اِدھر آنکھوں میں ہے

کیوں عبث تو فکر میں ہے دیدۂ بینا سے دیکھ
ہے تجسس جس کی تجھکو بے خبر آنکھوں میں ہے
رُوئے گلگونِ نبیؐ کے ہجر میں روتا ہوں میں
لختِ دل ہے یا کہ یہ خونِ جگر آنکھوں میں ہے
تابعِ فرمانِ احمدؐ تھے مہ و مہرِ فلک
اس شہادت کے لیے شق القمر آنکھوں میں ہے
روضۂ اقدس کے در پر جبہ سائی کر کے پھر
ہند میں آئے مگر اب تک وہ در آنکھوں میں ہے
دولتِ دیدارِ احمدؐ جن کو ہو جائے نصیب
خاک کی مانند ان کی سیم و زر آنکھوں میں ہے
عاشقانِ روئے احمدؐ شوق و جوشِ عشق میں
کہتے ہیں یہ نورِ حق شکلِ بشر آنکھوں میں ہے

۸۳	کرتے ہو حمزہ عبث دیر و حرم میں جستجو ہے وہ دل میں جلوہ گر جیسے نظر آنکھوں میں ہے	۱۲

مسلمانوں پہ لازم ہے محبت ماہِ رمضاں کی
کہ ہے قرآن سے ثابت فضیلت ماہِ رمضان کی
کھلے رہتے ہیں دروازے ہمیشہ فضلِ باری کے
بہت مقبول ہوتی ہے عبادت ماہِ رمضان کی

خدا کی نعمتوں سے اہلِ ایماں سیر ہوتے ہیں
مسلمانوں پہ جاری ہے عنایت ماہِ رمضاں کی

بسر ہوتے ہیں روز و شب فقط یادِ الٰہی میں
عجب پُر لطف ہوتی ہے حکایت ماہِ رمضاں کی

گنہگاروں کو بھی ہوتا ہے شوقِ نیک کرداری
بہت ہی با اثر ہوتی ہے صحبت ماہِ رمضاں کی

برائی جس میں ہو وہ کام بالکل چھوڑ دیتے ہیں
جو اچھے لوگ ہیں کرتے ہیں عزت ماہِ رمضاں کی

رکھے ہیں جس نے روزے شوق سے پورے مہینے کے
ملی ہے فی الحقیقت اسکو دولت ماہِ رمضاں کی

یہ وہ ماہِ مبارک ہے کہ قرآں جس میں اترا ہے
یہ زندہ معجزہ ہے ایک برکت ماہِ رمضاں کی

ہزاروں شب سے بڑھکر اس کی ستائیسویں شب ہے
اسی شب سے دوبالا ہے فضیلت ماہِ رمضاں کی

سنواری جاتی ہے جنت بجھایا جاتا ہے دوزخ
کہ ہے منظور خالق کو رعایت ماہِ رمضاں کی

مساجد ہوتے ہیں روشن تراویح ہوتی ہے شب بھر
نبیؐ کے حکم سے ہے زیب و زینت ماہِ رمضاں کی

کیا دیدار کا وعدہ خدا نے روزہ داروں سے

۱۵	کبھی دن پاؤ گے حمزہ یہ دولت ماہِ رمضان کی	۴۸

اشکِ شادی چشم گریاں سے بہاتے جائیں گے
گردِ راہِ شوق اشکوں سے بٹھاتے جائیں گے
تیزیِ خورشیدِ محشر کو گھٹاتے جائیں گے
داغِ ہجرِ سرورِ عالم دکھاتے جائیں گے
شورِ محشر سے مزہ محشر میں پاتے جائیں گے
دامنِ زخمِ جگر کو ہم بڑھاتے جائیں گے
وحشیوں کو آپ کے کیا فکر روزِ حشر کی
ان کے نالے آپ ہی محشر اٹھاتے جائیں گے
مرحبا صد مرحبا شانِ کریمی کے نثار
میرے مولا سب کو مستغنی بناتے جائیں گے
آمد آمد دیکھ کر حضرت کی میرے خواب میں
سیکڑوں ارماں دلِ مضطر میں آتے جائیں گے
جیب و دامن بھرتے جائینگے درِ مقصود سے
ہجرِ احمد میں اگر آنسو بہاتے جائیں گے
تشنہ کامی رنگ لائے گی اگر روزِ جزا
سوئے کوثر پھر تو ہم پیتے پلاتے جائیں گے
زیرِ دامانِ شفاعت چھپتے جائیں گے گناہ

شانِ ستاری مرے مولا دکھاتے جائیں گے

صورتِ منصور وا ہونگے نہ اپنے لب کبھی
رازِ عشقِ مصطفےٰ دل میں چھپاتے جائیں گے

حشر میں شوقِ خریداریِ رحمت دیکھ کر
نرخ ہم بھی جنسِ عصیاں کا بڑھاتے جائیں گے

ہاتھ آجائے جو کچکولِ گدائے مصطفےٰ
ٹھوکریں ہم ساغرِ جم کو لگاتے جائیں گے

موجۂ بحرِ شفاعت آئے گی جب جوش پر
دامنِ عصیاں کے سب دھبے مٹاتے جائیں گے

یادِ طیبہ میں جو مچلا یہ در فردوس پر
ہم دلِ وحشی کو سمجھاتے بجھاتے جائیں گے

۸۵	عندلیبِ بوستانِ نعت حمزہ بن گئے حشر میں نغمے قیامت کے سناتے جائینگے	۸

دل دیا اللہ نے عاشق بنانیکے لیئے
کیا کہوں کیا لطف ہے عشقِ محمدؐ میں نہاں
میں اگر پہنچا درِ پاکِ رسول اللہ تک
جان و تن صدقے کروں دل اور جگر قرباں کروں
آپ اگر چاہیں تو مولیٰ کوئی بھی مشکل نہیں

جان و تن عشقِ محمدؐ میں مٹانیکے لیئے
دردمیں میں نے مزے سارے اٹھانیکے لیئے
وقف میرا سر رہیگا آستانیکے لیئے
آپ جو تشریف لائیں آزمانیکے لیئے
جتنی بگڑی باتیں ہیں ساری بنانیکے لیئے

حشر تک سوتا رہونگا چین سے آرام سے
آستانہ گر ملے مجھ کو سرھانے کیلیے

دیتی پھرتی ہے خبر اسرار گل کی ہر جگہ
ہے فقط بادِ صبا فتنے اٹھانے کیلیے

٨٦	سرفرازی ہو تو ایسی ہو کہ بعدِ مرگ بھی ہو سرِ حمزہ تمہارے آستانے کیلیے	١٥

اہلِ محفل کو لٹاؤں تو سہی
نعتِ احمدؐ میں سناؤں تو سہی

شعلۂ فرقت دکھاؤں تو سہی
آگ دریا کو لگاؤں تو سہی

حالِ دل تم کو سناؤں تو سہی
یا نبیؐ موقع یہ پاؤں تو سہی

نامۂ اعمال ہو جائے سفید
آنکھ سے دریا بہاؤں تو سہی

پاؤں کے کانٹے چھپاؤں آنکھ میں
دشتِ یثرب کو میں پاؤں تو سہی

سب بھلاؤں رازگوئی کے چلن
اے صبا تجھکو میں پاؤں تو سہی

ہو شبِ تاریکِ فرقت آفتاب
شمعِ رخ سے لو لگاؤں تو سہی

بخشوا لوں گا خطا میں ہر طرح
دامنِ احمدؐ میں پاؤں تو سہی

اے اجل جلدی نہ کر بہرِ خدا
میں مدینہ پہنچ جاؤں تو سہی

اوج اس دم دیکھنا تقدیر کا
ان کے در پر سر جھکاؤں تو سہی

توتیائے خاکِ پائے مصطفےٰ
اپنی آنکھوں میں لگاؤں تو سہی

روضۂ انور کا نقشہ دوستو
صفحۂ دل پر جماؤں تو سہی

آمدِ خیر الوریٰ کی ہے خبر
فرشِ دل اپنا بچھاؤں تو سہی

اے فرشتو ٹھیر جاؤ قبر میں
اپنے آقا کو بلاؤں تو سہی

۸۷	فرقتِ احمد میں مہرِ حشر کو داغِ دل حمزہ دکھاؤں تو سہی	۱۳

مسیحِ وقت اس کا ہر مکیں ہے	زمیں طیبہ کی چرخِ چارمیں ہے
کروں کیا نذرِ خارِ دشتِ طیبہ	کہ دامن ہے نہ ثابت آستیں ہے
جو کی بند آنکھ ہو آیا مدینے	تجھے ذوقِ تصور آفریں ہے
ہیں میری نیند میں جنت کے جھونکے	کہ رویا میں وصالِ شاہِ دیں ہے
جتا ہے سکۂ داغِ محبت	ہمارے دل کا شہرہ ہر کہیں ہے
صبا سے سو قدم رہتے ہیں آگے	ترے نالوں پہ اے دل آفریں ہے
ملا سنگِ درِ شاہِ دو عالم	فلک پر آج تقدیرِ جبیں ہے
نہ چھوٹا ہو کہیں وحشیٔ احمد	کہ ہنگامہ قیامت کا کہیں ہے
نئے نقشے جما کرتے ہیں ہر دم	محبت میری صورت آفریں ہے
بھری ہیں جھولیاں سب زائروں کی	مدینہ کی زمیں کیا گل زمیں ہے
مدینہ لے چل اے جذبِ محبت	مرے دلدار کا مسکن وہیں ہے
طفیلِ مدحتِ سردارِ عالم	سخن کا میرے شہرہ ہر کہیں ہے

۸۸	نہ جانا ہو تو اب حمزہ کو جانو کہ باغِ نعت کا وہ خوشہ چیں ہے	۱۳

بلند اس درجہ آہِ آتشیں ہے	کہ قندیلِ سرِ عرشِ بریں ہے

مزے سے کٹتی ہے اپنی شبِ ہجر
کہ ہم ہیں اور خیالِ شاہِ دیں ہے
نہ پہلو میں نہ ہے گیسو میں اُن کے
ٹھکانا نہ بھی ترا اے دل کہیں ہے
وُہی نالے ہیں ہجرِ مصطفےٰ میں
وہی شورِ قیامت آفریں ہے
مجھے ہے وِردِ مَازَاغَ الْبَصَرُ کا
تصور میں وہ چشمِ سُرمگیں ہے
ہَوا سے دو قدم جاتا ہوں آگے
نقاہت میری شہپر آفریں ہے
نہیں معلوم یہ کس وقت آئے
اجل بھی اک عدوے دل کمیں ہے
ہوئی ہے سرنوشتِ بختِ روشن
کہ وقفِ سجدہ ریزی یہ جبیں ہے
گُلِ داغِ محبت کھل رہے ہیں
ہمارے دل میں فردوسِ بریں ہے
براقِ مصطفےٰ کی برق ریزی
درخشاں گوشۂ دامانِ زمیں ہے
گلوں کا رازِ ہم کرتی ہے افشا
صبا گلشن میں مارِ آستیں ہے
نہ کیونکر اس کو سمجھیں نورِ مطلق
کہ جس کے جسم کا پرتو نہیں ہے

۸۹	مدینے کو چلو حمزہ دکن سے کہ لطفِ زندگی جو ہے وہیں ہے	۱۲

بارِ عصیاں سر پر اپنے دھر چلے
جو نہ کرنا تھا وہی ہم کر چلے
ایک دن جانا ہے آخر خاک میں
خاک اس جا کوئی تن تن کر چلے
کیا عدم کی راہ ہے بے امتیاز
حکم ہے چھوٹا بڑا یکسر چلے
کثرتِ جرمِ معاصی کی ہے شرم
اس لیئے زیرِ کفن چھپ کر چلے
دیکھئے کیا پیش آئے قبر میں
ہاتھ خالی ہم تو اپنے گھر چلے

ہے بہت دشوار راہِ پُل صراط
یہ نحیف اِس دھار پر کیونکر چلے

یا نبیؐ ہے غرق ہو جانے کا خوف
ناخدا بِن ناؤ یہ کیونکر چلے

حشر میں پیاسوں کا ہوگا اژدحام
جس طرف کو ساقیٔ کوثر چلے

مغفرت کا ہے یہ ایما حشر میں
میرے پیچھے اُمتِ مضطر چلے

اُمتِ عاصی کا رُخ ہو جس طرف
اُس طرف ابرِ رحمتِ داور چلے

آ کے حضرت آج میرے خواب میں
حسرتِ مردہ کو زندہ کر چلے

۱۱	راہِ طیبہ میں نہ رک جانا کہیں پاؤں تھک جائیں تو حمزہؔ سر چلے	۹۰

اتنا اثر دکھائے محبت رسولؐ کی
دیکھوں جدھر دکھائی دے صورت رسولؐ کی

سمجھینگے ابتداء نہ نہایت رسولؐ کی
اللہ جانتا ہے حقیقت رسولؐ کی

آغازِ روزِ حشر ہے بدلے میں صبح کی
کیسی دراز ہے شبِ فرقت رسولؐ کی

سب میں شریک رہ کر وہ سب میں ہیں پھر جدا
کثرت رسولؐ کی ہے تو وحدت رسولؐ کی

گاہے رُلا دیا مجھے گاہے ہنسا دیا
نیرنگیاں دکھاتی ہے اُلفت رسولؐ کی

ہنگامِ گریہ بھی یہ تصور اثر دکھائے
آئے نظر ہر اشک میں صورت رسولؐ کی

مطلب رہا نہ سیرِ دو عالم سے کچھ مجھے
پھرتی ہے جب سے آنکھوں میں حسرت رسولؐ کی

ہو بازپُرس حشر سے اُمت کو خوف کیا
منظور ہے خدا کو رعایت رسولؐ کی

پھر زندگیٔ تلخ کی ہوتی ہے آرزو
شیریں کچھ اس قدر ہے حکایت رسولؐ کی

طیبہ کا کوچہ چھوڑ کے پھرتی ہے باغ میں
دل میں صبا کے کب ہے محبت رسولؐ کی

۱۱	پھرتی ہے ڈھونڈھتی ہوئی حمزہؔ کو حشر میں اللہ کی پناہ حمایت رسولؐ کی	۹۱

محفلِ نعتِ نبیؐ ہے سر سے آنا چاہیے
با ادب صلِ علیٰ کا غل مچانا چاہیے

نعت خوانی آج ٹھہری ہے نئے انداز سے
شائقینِ نعت کو تشریف لانا چاہیے

جلوۂ فخرِ رسل ہے محفلِ میلاد میں
جھاڑ کر پلکوں سے فرشِ دل بچھانا چاہیے

محفلِ میلاد میں شمعِ رخِ محبوب پر
اپنے جان و دل کو پروانہ بنانا چاہیے

روح جب گرمیِ مہرِ حشر سے گھبرا گئی
زیرِ داماں یا نبیؐ اسکو چھپانا چاہیے

یا شفیع المذنبیں اللہ سے روزِ جزا
امتِ عاصی کو اپنے بخشوانا چاہیے

التجا ہے حاضرینِ محفلِ میلاد کی
مقصدِ دل حق سے یا احمد دلانا چاہیے

یا الٰہی از طفیلِ محفلِ نعتِ نبیؐ
بانیِ محفل کا ہر مقصد بر آنا چاہیے

گل کھلائے ہیں نئے انداز سے عشاق کو
گلشنِ نعتِ نبیؐ کا لطف اٹھانا چاہیے

خواب میں بھی چاند طیبہ کا نظر آتا نہیں
بختِ خوابیدہ کو اب کیونکر جگانا چاہیے

۱۳	اشتیاقِ انجمن کو دیکھکر کہتا ہے دل اِک قصیدہ دوسرا حمزہؔ سنانا چاہیے	۹۲

آج پھر طبعِ رسا کو آزمانا چاہیے
نعت گوئی کے جو ہیں جوہر دکھانا چاہیے

وحشیِ عشقِ نبیؐ ہوں چاہیے کچھ بھی نہیں
ہاں مدینہ کا مجھے جنگل سہانا چاہیے

دیکھئے طیبہ میں بعدِ مرگ تھوڑی سی زمیں
بے ٹھکانوں کے لیے کچھ تو ٹھکانا چاہیے

مرگیا ہوں رحمۃ للعالمیں کے عشق میں
قبر پر رحمت کا یا رب شامیانہ چاہیئے

نخلِ بستانِ مدینہ میں الٰہی بعد مرگ
طائرِ جاں کیلئے اک آشیانہ چاہیئے

دل یہ کہتا ہے کہ طیبہ جاؤں تو آئے قرار
سر کی یہ خواہش کہ اس در کا سرہانا چاہیئے

کھو چکا میں کھو چکا غفلت ہی میں عمرِ عزیز
یا نبیؐ اب میری بگڑی کو بنانا چاہیئے

جیبِ داماں کی اڑیں جب دھجیاں آئے مزہ
دشتِ طیبہ میں تو رنگِ عاشقانہ چاہیئے

ہو اگر منظور بسمل کو تڑپتے دیکھنا
تیغِ ابروئے نبیؐ پھر آزمانا چاہیئے

ہو عطا خلدِ بریں محشر میں کس منہ سے کہوں
اس میں تیرے فضل کا یا رب بہانا چاہیئے

کہہ رہی ہے آنکھ کی پتلی یہ ہو ہو کر نثار
گیسوئے احمد کو پلکوں ہی کا شانہ چاہیئے

وادیٔ نعتِ نبیؐ میں چلتے چلتے جب رکے
توسنِ طبعِ رسا کو تازیانہ چاہیئے

اب تو یہ حمزہ ٹھنی ہے شائقینِ نعت کو
جب سنائیں ہم نیا مضموں سنانا چاہیئے

خدا کی شان کیا ہی عز و شانِ غوثِ اعظم ہے
خدائی ساری زیرِ آسمانِ غوثِ اعظم ہے

ادب سے سر جھکایا ہے سلاطینِ جہاں نے بھی
رفیع المنزلت وہ آستانِ غوثِ اعظم ہے

خدا کے جو ولیِ خاص ہیں وہ مر نہیں سکتے
ابھی تک صوفیوں کے دل میں جانِ غوثِ اعظم ہے

معطر ہر دماغِ اہلِ دل ہے اس کی خوشبو سے

طراوت بخش کتنا گلستانِ غوثِ اعظم ہے
ملائک جمع ہوتے ہیں ہر اک محفل میں حضرت کی
مبارک کس قدر دیکھو بیانِ غوثِ اعظم ہے
یہہ حضرت کی عنایت ہے قبولیت ہوئی حاصل
وگرنہ کب یہ دل شایانِ شانِ غوثِ اعظم ہے

۱۰	نہایت دلنشیں انداز میں حمزہ نے لکھا ہے بڑی مقبولِ عالم داستانِ غوثِ اعظم ہے	۹۴

شہ بغداد سے کہدے کوئی حالِ پریشانی
تمہارے ہجر میں شاہا مجھے از حد ہے حیرانی
بلالو آستانہ پر مجھے یا شاہِ جیلانی
بصد شوق وادب رگڑا کروں تا اپنی پیشانی
خدارا کیجئے یا غوث میری مشکل آسانی
کہ تم معشوقِ رب ہو اور ہو محبوبِ سبحانی
نہ شوقِ سلطنت ہی ہے نہ مجھ کو خواہشِ جنّت
غلامی آپ کے در کی مرے حق میں ہے سلطانی
ازل سے آپ کے در کی غلامی کا میں خواہاں ہوں
عنایت لطف سے کیجیے اب اپنے در کی دربانی
تمہاری دید کا مشتاق ہوں روزِ ازل سے میں

دکھا دو چہرۂ انور مرے محبوبِ سبحانی

قمر بھی نقشِ پائے شاہِ جیلاں سے ہے شرمندہ
بجا ہے گر کہیں ہم آپ کو محبوبِ سبحانی

نہیں کچھ خوف مجھ کو مشکلاتِ قبر و محشر کا
یقیناً شاہِ جیلانی کریں گے مشکل آسانی

چھپا لو روزِ محشر زیرِ داماں اپنے خادم کو
تمہارا سایۂ دامن ہے بیشک ظلِ سُبحانی

۹۵	اسی پر ہے یقیں اپنا یہی اپنا عقیدہ ہے وہی پیش آئیگی حمزہ جو قسمت میں ہے پیش آتی	۷

نظر نہ آیا دوئی کا نقشہ فلک کے اوپر زمیں کے نیچے
قسم تمہاری تمہیں کو دیکھا فلک کے اوپر زمیں کے نیچے

درود خواں ہیں نبیؐ پہ ہر جا فلک کے اوپر زمیں کے نیچے
ملائک و جن و انس صدہا فلک کے اوپر زمیں کے نیچے

وہاں ہے قندیلِ عرش روشن یہاں ہے روئے نبیؐ کا درشن
ہے جلوہ دونوں جگہ اسی کا فلک کے اوپر زمیں کے نیچے

نہ اس کو خوفِ حساب محشر نہ اس کو منکر نکیر کا ڈر
ہے جو حضرت کا نام لیوا فلک کے اوپر زمیں کے نیچے

وہاں بھی ثابت ظہورِ احمدؐ یہاں بھی روشن ہے نورِ احمدؐ

خدا کی قدرت کا ہے تماشا فلک کے اوپر زمیں کے نیچے
اُدھر ہے عرش آپ ہی کا مسکن اِدھر ہے صحن زمیں بھی مدفن
رسولِ مقبول کا ہے قبضہ فلک کے اوپر زمیں کے نیچے

۹	وہاں خدا کو بھی میں سناؤں یہاں بھی حق نبی کی گاؤں رہوں ثنا خواں ہمیشہ حمزہ فلک کے اوپر زمیں کے نیچے	۹۶

سیر گلزارِ مدینہ جو خدا یا کرتے
ہم کبھی خلدِ بریں کی نہ تمنا کرتے
خبرِ آمدِ محبوب جو سُن پاتے کبھی
راہ کو پنجۂ مژگاں سے مصفا کرتے
گر یہ معلوم ہوا اس راہ سے آتے ہیں حضور
فرش آنکھوں کا بصد شوق بچھایا کرتے
دُور سے بھی نظر آتا جو ہمیں روضہ پاک
باادب شوق سے ہم سر کو جھکایا کرتے
بختِ خوابیدہ اگر ہوتا ہمارا بیدار
چہرۂ پاک کو ہم خواب میں دیکھا کرتے
روئے حضرت کا تصور جو اثر دکھلاتا
دل کے آئینہ کو ہم خوب مجلا کرتے
خاکِ پا آپ کی ہم کو جو میسر آتی
مثلِ سُرمہ سے آنکھوں میں لگایا کرتے
آرزو ہے درِ حضرت پہ جبیں سا ہو کر
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹایا کرتے

۱۱	روبروئے شہِ والا یہ قصیدہ حمزہ خوب ہوتا جو مدینہ میں سنایا کرتے	۹۷

کیونکر بیاں کسی سے ہو عظمت رسول کی
لولاک سے عیاں ہے فضیلت رسول کی

حاصل فروغِ مردمِ دیدہ ہو بار بار
بس جائے میری آنکھوں میں صورت رسولؐ کی

جملہ رُسُل کو اپنی رسالت پہ ناز تھا
کرتی ہے نازان پہ رسالت رسولؐ کی

حسرت یہہ ہے کہ وصل میں اپنا وصال ہو
پھر مُنھ دکھائے مجھ کو نہ فرقت رسولؐ کی

اللہ تیری شانِ کریمی کے میں نثار
بندوں پہ تیرے ایسی عنایت رسولؐ کی

حاجت نہیں ہے عرضِ شفاعت کی کچھ مجھے
عاصی کو بخشوانا ہے عادت رسولؐ کی

میں نغمہ خوانِ گلشنِ نعتِ رسولؐ ہوں
سُنئے مری زبان سے مدحت رسولؐ کی

مرقد میں پُل صراط پہ میدانِ حشر میں
ہم کو بچائے گی یہہ محبت رسولؐ کی

جو اُمتی ہے آپ کا قسمت میں اُسکے ہے
دیدار کبریا کا شفاعت رسولؐ کی

رویا ہوں سروِ باغ سے پہروں لپٹ کے میں
آئی جو یادِ خوبیِ قامت رسولؐ کی

۹۸	تکبیر یجگانہ سے حمزہ عیاں ہوا بجتی ہے پنج وقتہ یہ نوبت رسولؐ کی	۱۱

محمدؐ کی گر رہنمائی نہ ہوتی
خدا تک کسی کی رسائی نہ ہوتی
منور نہ ہوتی کبھی بزمِ عالم
نبیؐ کی جو جلوہ نمائی نہ ہوتی
ہمارے پیمبرؐ نہ ہوتے جو پیدا
قسم ہے خدا کی خدائی نہ ہوتی
بھٹکتے ہی پھرتے تھے ہم راہِ دیں سے
اگر آپ کی پیشوائی نہ ہوتی
سماتا نہ گر دل میں عشقِ محمدؐ
خدا کے مکاں کی صفائی نہ ہوتی
ملائک کو ہرگز یہ رتبہ نہ ملتا
ترے در پہ گر جبہہ سائی نہ ہوتی
نہ ہوتا اگر شوقِ نعتِ محمدؐ
عنادل کی نغمہ سرائی نہ ہوتی
شفیعِ دو عالم نہ ہوتے جو احمدؐ
گنہ کے مرض کی دوائی نہ ہوتی
مدینہ کو کعبہ پہ کب فخر ہوتا
تری ذاتِ اقدس گر آئی نہ ہوتی
نکلتے نہ اشعار اِس طرح موزوں
جو نعتِ نبیؐ دل کو بھائی نہ ہوتی

نہ ہوتا جو حمزہ کو عشقِ محمدؐ
یہ شہرت زمانہ میں پائی نہ ہوتی

ہوا نہیں ہے بہت زمانے سے تیرا درشن کملیا والے
دکھادے اپنا جمال ہم کو اٹھا کے چلمن کملیا والے

خدا کی ہے ذات میں تو واصل بقا کا رتبہ ہے تجھکو حاصل

ترے سبب سے ہے تیری امت سدا سہاگن کملیا والے

کیا ہے آنکھوں نے تیری جادو بچا ہے مومن نہ کوئی ہندو
کہ تجھ پہ صدقہ ہے ہر مسلماں فدا برہمن کملیا والے

ذرا ٹھہر دم تو لے گھڑی بھر کہ پائے تسکین قلبِ مضطر
نکل مرے دل میں خونِ حسرت چھُڑا کے دامن کملیا والے

سمجھ نہ عاشق کو بے ٹھکانا نہ ترک کر اپنا آنا جانا
کہ دیدہ و دل ہمارے دونوں ترے ہیں مسکن کملیا والے

دکھا کے عاشق کو اپنے جلوہ لٹا دے طالب کو مثلِ موسیٰ
بنا دے سطحِ زمینِ عاشق کو دشتِ ایمن کملیا والے

کیا ہے اُس نے وہیں ٹھکانا کہ طاق ابرو ہے آشیانہ
وہی ہے مرغِ دلِ حزیں کا مرے نشیمن کملیا والے

دکھائے ہر دم بہار یا ہو زباں پہ ہو بار بار یا ہو
لگا دے آنکھوں میں میری ایسے اثر کا انجن کملیا والے

گذر گیا حمزہ کا زمانہ ہوا میسر نہ آستانہ
کشش جو ہو آپ کی تو طیبہ بنے گا مدفن کملیا والے

زلفِ نبویؐ شب کو جس دم مجھے یاد آئی
دل پر مرے سودا کی گھنگور گھٹا چھائی

ہر رنگ میں کیا جانیں کیا اِن کو ادا بھائی

آپ ہی ہیں تماشا خود اور آپ تماشائی

موسیٰ کی طرح ہم بھی غش کھا کے گرے جدم
خالق کی محمد میں تنویر نظر آئی

مر مٹ گئے یوں عاشق دیدار کی حسرت میں
وا رہ گئی نرگس سی ہر چشم تمنائی

تنہائی مرقد کا کچھ خوف نہیں مجھ کو
عشقِ نبوی میرا ہے مونسِ تنہائی

دو آنکھوں سے کیوں اپنی آتی ہے نظر اک شے
اس بات سے ثابت ہے یا رب تری یکتائی

اے بادِ صبا جا کے کہدے مرے مولا سے
بیتاب ہے فرقت میں اک آپ کا شیدائی

ہو وصل کہ فرقت ہو رہ رہکے تڑپتا ہے
کب ہے دلِ مضطر میں عاشق کے شکیبائی

ٹھوکر سے تری مُردے جی اُٹھیں ابھی لاکھوں
کیا کھیل تماشا ہے اعجازِ مسیحائی

ہیں دیدہ و دل اس کے ہیں دیر و حرم اسکے
پھرتا ہے ہر اک گھر میں ہر وقت وہ ہرجائی

آتا ہے نظر مجھ کو جلوہ جو ترا ہر سو
زیبا ہے تجھی کو بس یہ دعوے یکتائی

ہے بخت سیہ میرا زلفوں پہ ترے صدقے
آنکھوں پہ ترے شاہا قربان ہے بینائی
سب تجھ کو سمجھتے ہیں کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں
انجان بنا کیوں ہے اے محوِ خود آرائی

۱۰۱	اے الفتِ پیغمبرؐ حمزہ کی ہو تو رہبر کرتا رہے وہ کب تک یوں بادیہ پیمائی	۷

مجھے ہو اس طرح عشقِ احمدؐ کہ دل کو بھر بھی کل نہ آئے
پکا کرے ایسا سر میں سودا دماغ میں کچھ خلل نہ آئے
نبیؐ کے یاں آنے کی خبر ہے مگر یہ بیمارِ غم کو ڈر ہے
کہ وقتِ نظارہ ہائے یہ دم مرے دہن سے نکل نہ آئے
نہ پوچھیں گر وہ تو کیا ہے پروا وفا ہے آشفتگاں کا شیوہ
مزہ تبھی تو ہے عاشقی کا کہ ان کی تیوری میں بل نہ آئے
یہی ہے عاشق کا اصل شیوہ کہ رہتا ہے شب کو سر بسجدہ
وہی ہے عاشق کہ نیند آنکھوں میں ایک دم ایک پل نہ آئے
یہی تو ڈر ہے یہی ہے کھٹکا کہ دل ہے بیطور مضطر اپنا
ہماری آنکھوں سے دل کا ٹکڑا تڑپ کے باہر اُچھل نہ آئے
لگاؤ تو شاہد خدا سے نہ شمع دیانِ بے وفا ہے
کسی پہ دم بے سبب نہ جائے کسی پہ دل بے محل نہ آئے

۱۰۲	یہی ہے حسرت یہی ہے ارماں یہی دعا ہے خدا سے ہر آں نبیؐ کا درشن نصیب حمزہ کو ہو نہ جبتک اجل نہ آئے	ے

یہ کل ہنڈا ان کا یارو سماں اللہ ہی اللہ ہے
تماشا ہے جہاں دیکھو وہاں اللہ ہی اللہ ہے

وُہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
عیاں اللہ ہی اللہ ہے نہاں اللہ ہی اللہ ہے

جدھر میں دیکھتا ہوں شکل آتی ہے نظر اسکی
مری نظروں میں تو کون و مکاں اللہ ہی اللہ ہے

تعین سے ہوا ہے فصل یہ ورنہ حقیقت میں
ہر اک جزو اور ہر اک کُل میں عیاں اللہ ہی اللہ ہے

خلیلِ حق کا آتش سے نہ جلنے کا سبب کیا تھا
ذرا سوچو ذرا سمجھو میاں اللہ ہی اللہ ہے

یہہ آواز آئی کس جانب سے کس کے مُنہ سے نکلی ہے
صدا ناقوس کی صوتِ اذاں اللہ ہی اللہ ہے

۱۰۳	صفات و ذات دونوں لازم و ملزوم ہیں حمزہ وجود و روحِ انساں جسم و جاں اللہ ہی اللہ ہے	ے

مجھے بس ہے الفت رسولِ خدا کی	یہ کافی ہے دولت رسولِ خدا کی

تمنا مجھے رات دن بس یہی ہے
نظر آئے صورت رسولِ خدا کی
خدا نے کیا وعدۂ مغفرت ہے
جو شاداں ہو امت رسولِ خدا کی
نہ سمجھو کہ تکلیف میں ہیں مسلماں
یہ ہے عین حکمت رسولِ خدا کی
نظر آئیگی دیکھنا حشر کے دن
بڑی شان و شوکت رسولِ خدا کی
نرالی حسینوں میں سب سے خدا نے
بنائی ہے صورت رسولِ خدا کی

۱۰۴	کبھی رنگ دکھلائیگی تجھ کو حمزہ یہ چاہت یہ مدحت رسولِ خدا کی	۸

ہو گئی ہجر پیمبر میں یہ حالت میری
غیر بھی روتے ہیں اب دیکھ کے صورت میری
آپ کی یاد سے شاداں ہے طبیعت میری
یہی دنیا ہے مری اور یہی دولت میری
کیا کہوں نورِ مجرد ہے حقیقت میری
نظر آجاتی ہے کثرت میں بھی وحدت میری
ہو گیا فاش مرا رازِ محبت آخر
خشک ہیں ہونٹ مرے زرد ہے رنگت میری
داغِ عشقِ نبوی پر نہ کیونکر مجھے ناز
اسی تمغہ کی بدولت ہوئی عزت میری
ہوگا نظارہ مدینہ کا الہٰی کس دن
دیکھیں کس روز چمکتی ہے یہ قسمت میری
حضرتِ عشق کا اس روز میں ہونگا ممنون
مجھ کو طیبہ میں جو لیجائیگی وحشت میری

شاہدِ حق سے مری آنکھ لڑی ہے حمزہ
واہ رے حوصلہ اللہ ری ہمت میری

۱۰۵	متفرقات	۱۳

نوحہ

کہا مقتل میں زینب نے مرے شیریں سخن بھائی
دلاسا دو اُٹھو آئی ہے لاشہ پر بہن بھائی
اُٹھو دیکھو بُری حالت سے آئی ہے بہن بھائی
مرے بیکس مرے مظلوم میرے بے وطن بھائی
تعجب ہے تمہیں کس طرح بھائی ہے مری دوری
سہا جاتا نہیں مجھ سے تو یہ رنج و محن بھائی
کیا برباد آخر ایک دم میں بادِ صرصر نے
مری ماں جائی کا سرسبز تھا تم سے چمن بھائی
اُٹھو دیکھو مرا حالِ زبوں سوتے ہو کیا رن میں
مرے گُل پیرہن بھائی مرے رنگیں کفن بھائی
تمہاری موت نے افسوس مُجھ دکھیا کے سینہ میں
کیا پھر تازہ داغِ حیدرِ خیبر شکن بھائی
نہ آئے لوٹ کر دشتِ بلا سے پھر مدینے کو
نہیں معلوم چھوٹا آپ سے کس دن وطن بھائی
کلیجا چھد گیا واحسرتا ظالم کے تیروں سے

بڑا ہی سنگ دل کمبخت تھا ناوک فگن بھائی

نہ پایا ایک قطرہ آب کا افسوس ہفتم سے
تمہاری پیاس پر قرباں مرے تشنہ دہن بھائی

خبر لو اکبر و عباس کے لاشوں کی مقتل میں
پڑے ہیں دھوپ میں عرصہ سے بے گور و کفن بھائی

مجھے اس دشتِ غربت میں تمہارا ہی سہارا تھا
نہیں معلوم اب پہونچو نگی میں کیونکر وطن بھائی

بتاؤ تو یہ کس بے رحم نے سر کاٹ ڈالا ہے
ہوا ہے چور زخموں سے یہ کیوں سارا بدن بھائی

اِدھر شوقِ شہادت اور اُدھر ہمشیر کی اُلفت
غضب کا وقت تھا حمزہ جو بچھڑے تھے بہن بھائی

دیگر

تھی یہی زینب کی بین ہائے برادر حسینؑ
مر کے بھی پایا نہ چین ہائے برادر حسینؑ

قصۂ غم بھائی جاں کس سے کروں میں بیاں
کون ہے میرا یہاں ہائے برادر حسینؑ

اے مرے گُل پیرہن اے مرے تشنہ دہن

روتی ہے دیکھو بہن   ہائے برادر حسینؑ

آپ تو بس مر چلے   کو ہِ الم دھر چلے

ساتھ نہ لے کر چلے   ہائے برادر حسینؑ

کیسی یہہ نیند آگئی   آنکھ بھی پتھرا گئی

کس کی نظر کھا گئی   ہائے برادر حسینؑ

ہائے غریب الوطن   کشتہ رنج و محن

پایا نہ گور و کفن   ہائے برادر حسینؑ

آپ تو مُنھ موڑ کر   رشتۂ جاں توڑ کر

ہم کو چلے چھوڑ کر   ہائے برادر حسینؑ

زندگی بھاتی نہیں   موت بھی آتی نہیں

جان بھی جاتی نہیں   ہائے برادر حسینؑ

خلد کو اکبرؑ گئے   ساتھ ہی اصغرؑ گئے

مجھ کو نہ لے کر گئے   ہائے برادر حسینؑ

دیکھتے مُنھ رہ گئے   درد و الم سہ گئے

کچھ نہ ہمیں کہہ گئے   ہائے برادر حسینؑ

تھا یہی حمزہ مدام   بنت علیؑ کا کلام

اے مرے بیکس امام   ہائے برادر حسینؑ

۱۰۷	دیگر	۵

سرِ حسین ابنِ علی کا کیا ستمگر لے چلا ‌ ‌ عاقبت کا بوجھ کندھے پر اٹھا کر لے چلا

ہائے غم ہائے غم ہائے غم ہائے غم

تکیۂ بالیں تھا جس کا زانوئے احمد کبھی ‌ ‌ بے ادب کو دیکھئے نیزہ پہ وہ سر لے چلا

ہائے غم ہائے غم ہائے غم

خوں میں تر ہاتھوں میں سر ابنِ علی پیشِ نبی ‌ ‌ بخشش امت کا ہدیہ روزِ محشر لے چلا

ہائے غم ہائے غم ہائے غم ہائے غم

طوقِ لعنت پڑ گیا گردن میں اس ملعون کی ‌ ‌ فرقِ اقدس کاٹنے جب شمر خنجر لے چلا

ہائے غم ہائے غم ہائے غم ہائے غم

فرطِ غم سے بڑھ گئی دل میں تپش حمزہ کے جب ‌ ‌ ساقیٔ کوثر کے آگے دیدۂ تر لے چلا

ہائے غم ہائے غم ہائے غم ہائے غم

۱۰۸	سحری	۹

جاگو خدا کے پیارو سحری کا وقت آیا ‌ ‌ ہشیار روزہ دارو سحری کا وقت آیا

روزوں ہی کی بدولت نازل ہے حق کی رحمت ‌ ‌ دیکھو تو دوستدارو سحری کا وقت آیا

رحمت کا ہے تشدد کر لو ادا تہجد ‌ ‌ غفلت میں مت گزارو سحری کا وقت آیا

مرتد کے ہر سبق سے افکار ہو حق سے ‌ ‌ دل کا مکاں سنوارو سحری کا وقت آیا

غفلت کی کیوں ہیں باتیں جگنے کی ہیں یہ راتیں ‌ ‌ بیداری میں گزارو سحری کا وقت آیا

کر لو کچھ ایسا ساماں تا جیت لو یہ میداں	رمضاں کے شہسوارو سحری کا وقت آیا
مقصد مراد پاؤ سحری بھی خوب کھاؤ	اللہ میاں کے پیارو سحری کا وقت آیا
سو جانے میں ہے غفلت ہے جاگنا فضیلت	جاگو نہ سوؤ یارو سحری کا وقت آیا

۱۰۹	حمزہ یہی صدا دو سوتوں کو اب جگا دو جلدی کہیں پکارو سحری کا وقت آیا	۱۱

مثلث

کس کی فرقت یہ مرے دل پہ قیامت ڈھاگئے — آنکھ میں آنسو بھرے ہیں اور لب پر ہائے ہے

یا خدا یہ بیٹھے بیٹھے یاد کس کی آئے ہے

زلفِ احمد کے تصور میں مجھے ہے پیچ و تاب — نوکِ مژگانِ نبی کی یاد میں ہے اضطراب

یہ تو رہ رہ کر کلیجہ میں کھٹکتی جائے ہے

اے موذن میں تری آواز پر دل سے فدا — اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّد کی جو دی تو نے صدا

جان میری مرغِ بسمل سی پھڑکتی جائے ہے

باغِ جنت سے کہیں بڑھ کر ہے طیبہ کی گلی — یا خدا پہنچا دے مجھ کو اس گلی جیتے جی

دیکھنے کو مدتوں سے دل مرا للچائے ہے

روتے روتے ہجرِ احمدؐ میں جو آ پہنچی اجل | فاتحہ خواں آ کے تربت پہ کہینگے بر محل

ابرِ رحمت قبر پر کس کس طرح سے چھائے ہے

تیرہ و تاریک شب ہے اور کونا گور کا | عالمِ تنہائی میں ہے خوف مار و مور کا

جلد لو مولا خبر ظلمت یہ کاٹے کھائے ہے

خوفِ تنہائی مجھے کنجِ لحد میں کیوں نہ ہو | یک نفس ٹھیرو فرشتو مجھ کو دم لینے تو دو

تازہ وارد ہوں مرا دل اس لیے گھبرائے ہے

یا نبیؐ ہر چند ہوں میں معصیت میں مبتلا | تم اگر چاہو تو پیدا ہو مرے دل میں جلا

دل کے آئینہ پہ عصیاں کی سیاہی چھائے ہے

ہوں سیہ کارِ زمانہ یا نبیؐ ہر چند ہوں | خوش نصیبی پر اپنی بہت خورسند ہوں

امتی ہونے سے کیا کیا دل مرا اترائے ہے

یا محمدؐ ہو کسی دن آبیاریِ نظر | تا رہے سرسبز نخلِ آرزو آٹھوں پہر

گلشنِ امید مدت سے مرا مرجھائے ہے

یا خدا بہرِ محمدؐ دے مراداتِ دلی | یا محمدؐ بہرِ بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ

حمزہ مدحت سر کو تجھیں کیا دلوائے ہے

مخمسہ

۱۱۰ ۱۰

کر زباں میں کہوں عرض مجھے کیا دکھلا
کعبہ جب دیکھ چکوں کعبہ کا کعبہ دکھلا
جس کا مشتاق ہے دل اسکو مرے مولا دکھلا
جیتے جی سیدِ کونین کا روضہ دکھلا
سیر گلزارِ مدینہ کی خدایا دکھلا

کوئے محبوب میں پہنچا دے کہیں تو رب مجھے
جلد حاصل ہو یہ نظارۂ مسعود مجھے
اور ارماں نہیں کچھ مرے معبود مجھے
دیکھنا گلشنِ طیبہ کا ہے مقصود مجھے
باغِ فردوس کا یارب نہ تماشا دکھلا

لطف حاصل مجھے ہر شام و سحر ایسا ہو
گھر میں غربت کا مزہ آئے سفر ایسا ہو
روضۂ شاہ رہے پیشِ نظر ایسا ہو
یا خدا مشقِ تصور کا اثر ایسا ہو
بند جب آنکھ کروں میں تو مدینہ دکھلا

نگہِ شوق کو میں سیر جناں دکھلاؤں
ہند سے کعبہ تو کعبہ سے مدینہ جاؤں
روضۂ پاک کے نظارہ کی لذت پاؤں
ایسا جاؤں کہ نہ پھر ہند کو واپس آؤں
جلد یارب اثرِ جذبِ توَلّا دکھلا

دشتِ طیبہ ہے الٰہی کوئی طرفہ گلزار
اِس کے ہر نخل پہ طوبیٰ ہے بصد شوق نثار
باغِ فردوس بھی ہے جس پہ تصدق ہر بار
دیکھ لیں خواب میں آکر جو مدینہ کی بہار

مکے والے بھی پکار اُٹھیں مدینہ دکھلا

ہجر میں آنکھ سے نہر یں جو بہا کرتی ہیں
صدمۂ ہجر یہ مدت سے سہا کرتی ہیں
حسرتیں شوق میں ہر دم یہ کہا کرتی ہیں
پتلیاں آنکھ کی بیچین رہا کرتی ہیں

اپنے محبوب کا یارب انہیں جلوہ دکھلا

یاد آجاتے ہیں جس دم مجھے گیسوئے نبیؐ
لَو لگی رہتی ہے ہر آن مری سوئے نبیؐ
سنبلِ تر سے مجھے آتی ہے خوشبوئے نبیؐ
یا خدا ہجرِ نبیؐ مجھ کو دکھا روئے نبیؐ

کسی صورت مجھے وہ صورتِ زیبا دکھلا

آتشِ ہجرِ محمدؐ میں نہ اس طرح جلوں
پھر کبھی واپسی ہند کا میں نام نہ لوں
وہ بھی دن آئے خدایا کہ مدینے کو چلوں
اپنی آنکھوں کو محمدؐ کے کفِ پا سے ملوں

نہ سہی پاؤں مجھے نقشِ کفِ پا دکھلا

اُس قدِ پاک کی رعنائی کو جب یاد کروں
تا کجا ہجر میں یوں نالہ و فریاد کروں
جانِ شیریں کو فدا صورتِ فرہاد کروں
حسرتوں کو صفتِ سرو میں آزاد کروں

یا خدا جلد مجھے وہ قدِ رعنا دکھلا

کھنچ گئی ہے نگہِ شوق میں جس کی تصویر
واہ کیا چرخ نبوت کا ہے وہ بدرِ منیر
کرلیا ہے دل حمزہ کو اسی نے تسخیر
دونوں عالم میں ضیا بخش ہے جسکی تنویر

اپنے حمزہ کو وہ تنویر خدا یاد دکھلا

۱۱۱ — خمسہ — ۹

زخم دل اب ہی فرقت میں ہیں آلے آجا
ٹھیس ہے دل میں مرے لب پہ ہیں نالے آجا
اے مسیحا مجھے مرنے سے بچالے آجا
خواب میں بھی کبھی لے گیسووں والے آجا

کملی کندھے پہ ذرا ناز سے ڈالے آجا

نہ تو مونس ہے نہ غمخوار ہمارا کوئی
قبلہ رُو ہوکے حُدی خوان پکارا کوئی
ڈھونڈھنے پر بھی نہیں ملتا سہارا کوئی
کہدے لیلائے مدینہ سے خدارا کوئی

شکلِ مجنوں مجھے دیوانہ بنالے آجا

ہجرِ احمدؐ میں مجھے دیکھ کے بالکل بیتاب
بے خبر تیری رحیمی کے تصدق میں شتاب
نعت پڑھ پڑھ کے لگے کہنے یہ میرے احباب
اے مسیحا ترے بیمار کی حالت ہے خراب

اس کے جینے کے پڑے ہیں تو ہیں لالے آجا

نزع کا وقت بُرا ہے مرے مولا ہے بہت
فکر شیطان کو بہکانے کی شاہا ہے بہت

خوفِ پرسش کا لحد کا مجھے دھڑکا ہے بہت — لغزشیں پاؤں میں اور ہاتھ میں رعشہ ہے بہت

تو سنبھالے نہ تو پھر کون سنبھالے آجا

کس قدر ہوتی ہے ہیبت مجھے اللہ غنی — نزع کا وقت ہے اور جان پہ میری ہے بنی
وقتِ امداد ہے اے مُلکِ شفاعت کے دھنی — معصیت ہی میں کٹی عمر دو روزہ اپنی

مرے مولا مری بگڑی کو بنالے آجا

فردِ عصیاں یہ نہیں آج یا کل کے دھبے — ہے سیہ بختی کہ ہیں روزِ ازل کے دھبے
تجھ سے ممکن ہے کرے صاف بدل کے دھبے — تو مٹائے تو مٹیں فردِ عمل کے دھبے

سینکڑوں یہ جو نظر آتے ہیں کالے آجا

گرمِ بازارِ محشر سے نہیں ہوش بجا — انبیا اولیا بیتاب ہیں سب حد سے سوا
تیری امت کا ہر اک شخص لگاتا ہے صدا — ہے قیامت کی تپش پھر قیامت سے شہا

زیرِ داماں مجھے للہ چھپالے آجا

شافعِ روزِ جزا تیرا ہی پیارا ہے خطاب — اس بھروسے پہ رہا کچھ نہ کیا کارِ ثواب
وقتِ امداد ہے ہوں فکر سے بالکل بیتاب — نیکیاں کچھ بھی نہیں گرم ہے بازارِ حساب

کہیں بچ جاؤں نہ دوزخ کے حوالے آجا

ساتھ عقبیٰ کے لیے کچھ نہ رہا سرمایہ	سچ ہے بے مایہ کی ہوتی نہیں عزت اصلا
مفلسی دیتی ہے انساں کو آنکھوں سے گرا	پوچھنے والا نہیں کوئی بھی اس کا مولا

اپنے حمزہ کو قیامت میں بچا لے آ جا

۱۱۲	خمسہ	۴

(کونین نبی احمدِ مختار کی خاطر)

لولاک سے ظاہر ہے مرے یار کی خاطر	طٰہٰ سے عیاں ہوتی ہے دلدار کی خاطر
کیا کیا نہ ہوا یارِ طرحدار کی خاطر	پیدا ہوا عالم مرے سرکار کی خاطر

کیا پوچھتے ہو قافلہ سالار کی خاطر

آئینہ ہے ہر ایک پہ توقیر پیمبر	ہے رحمتِ حق قہرِ الٰہی سے فزوں تر
اِس بات سے محظوظ مرا دل نہ ہو کیونکر	شرمائے خداوندہ عاصی کے گنہ پر

اللہ غنی تیرے گنہگار کی خاطر

سب تجھ پہ ہوئے ختم کمالاتِ نبوت	سب تجھ کو ملی نعمتِ کونین کی دولت
حیراں ہیں نبی دیکھ کے یہ شان یہ شوکت	تو فخرِ رسل فخرِ امم ہے تری امت

خادم کی بھی توقیر ہے سردار کی خاطر

پروردۂ صد ناز و نعم ہے تری امت	مشہور عرب اور عجم ہے تری امت

کس بات میں کس چیز میں کم ہے تری امت
تو فخر رُسل فخر اُمم ہے تری اُمت

اُمت کی بھی تو قید ہے سرکار کی خاطر

آتی ہے صدا اِنّی اِنا اللہ کی پیہم
معلوم نہیں کون ہے تو صُورتِ آدم

ہے غلبۂ الفت سے جہاں دُہم برہم
برپا ہے چلن سے ترے یہ فتنۂ عالم

اُٹھیگی قیامت تری رفتار کی خاطر

چلتے دلِ عاشق پہ تھے انداز کے آرے
دن عمر کے آفات میں مر مر کے گزارے

افسوس صد افسوس مصیبت کے وہ مارے
پیوند زمیں ہو گئے عشاق تمہارے

پامال ہوئے شوخی رفتار کی خاطر

اچھا ہوں نہ ہے زخم نہ کچھ درد کہیں ہے
یہ بات تو نادان کے بھی ذہن نشیں ہے

ہر ایک کو معلوم ہے ہر اک کو یقیں ہے
جز عشق مجھے اور کوئی روگ نہیں ہے

بیمار ہوں میں سیّد ابرار کی خاطر

رکھنا تھا محال آٹھ پہر دیدہ و دل میں
مشکل تھی سنبھال آٹھ پہر دیدہ و دل میں

لیکن ہے یہ حال آٹھ پہر دیدہ و دل میں
رہتا ہے خیال آٹھ پہر دیدہ و دل میں

صیاد کو ہے اپنے گرفتار کی خاطر

عشقِ مئے احمدؐ سے جو مخمور ہے دن رات
کہتے ہیں فرشتے بھی تمنائے ملاقات
ہے فرشِ قدم اس کا ہر اک پیرِ خرابات
موسیٰ کو یہ عزت ہے نہ عیسیٰ میں ہے یہ بات

ہے جو ترے دیوانۂ سرشار کی خاطر

یہ شہرۂ آفاق ہے یہ بات ہے مشہور
بے دیکھے محمدؐ کے دکھانا تھا نہ منظور
تھا جلوۂ جانانہ اسی جلوہ میں مستور
بیہوش گرے حضرتِ موسیٰ جو سرِ طور

منظور تھی اِس مظہرِ انوار کی خاطر

یکساں مری آنکھوں میں ہے مسجد ہو کہ مندر
بہتر نہ کسی سے ہے کوئی، کوئی نہ کمتر
کافر کو سمجھتا ہوں مسلماں کے برابر
سب بندے اسی کے ہیں سبھی اسکے ہیں مظہر

کیونکر نہ کروں کافر و دیندار کی خاطر

آتش کی پرستش میں کسے رنگ دکھایا
سورج کے کرن کا کسے گرویدہ بنایا
اور آگ میں جاندار سمندر کو جلایا
اور چاند کی عظمت کو کسی دل میں جمایا

مرغوب کیا اپنے ہی دیدار کی خاطر

ہندو ہے کوئی کوئی برہمن کوئی ترسا
ہر رنگ میں ہر روپ میں ہے ایک تماشا
مندر کی عمارت کہیں تبیا و کلیسا
بتخانہ میں آتا ہے نظر جلوہ خدا کا

کیونکر نہ کروں صاحب زنار کی خاطر

عاد آئیگا منھ اپنا عزیزوں کو دکھانا
ہم جنس بنائینگے ملامت کا نشانا
بیکار رہوا یاں عدم آباد سے آنا
ہستی میں بھی حمزہ نہ ملا اسکا ٹھکانا

ہم آئے وطن چھوڑ کے جس یار کی خاطر

۱۱۳	مسدس چہلم	۹

وہ جو سوئے ہیں لحد میں زیب تن کر کے کفن
جنکے غم میں مبتلا ہیں یا الٰہی مرد و زن
از پے سردار عالم از پئے شاہ زمن
قبر کو اس کی بنا دے یا خدا رشک چمن

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اس کی خطائیں از طفیل پنجتن

مردہ بچوں کیلئے	وہ جو سویا ہے لحد میں اوڑھ کر دو گز کفن
زیارت کیلئے	آج ہے جس کی زیارت اے خدائے ذوالمنن
وہم کے لیئے	آج ہے جس کا دہم اے کردگار ذوالمنن
بیسویں کے لیئے	آج جس کا بیسواں ہے اے خدائے ذوالمنن
شش ماہی کیلئے	آج شش ماہی ہے جس کی اے خدائے ذوالمنن
برسی کے لیئے	آج برسی جس کی ہے اے کردگار ذوالمنن
فاتحہ کے لیئے	فاتحہ ہے آج جس کا اے خدائے ذوالمنن

جو کہ سب رشتہ دیرینہ الفت توڑ کر
جو کہ خویش و اقربا کو اپنے روتا چھوڑ کر

چل بسا افسوس جو کہ سب سے منہ کو موڑ کر ۔ اسکے حق میں ہے دعا یہ ہاتھ اپنے جوڑ کر

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اس کی خطائیں از طفیل پنجتن

اقربا ہیں سوزِ غم سے جسکے ہر دم اشکبار ۔ جسکی فرقت نے بنا رکھا ہے سب کو بیقرار
اے خداوند دو عالم اے مرے پروردگار ۔ اسکے اعمالِ بد کا تو نہ کر ہرگز شمار

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اسکی خطائیں از طفیلِ پنجتن

ملتجی ہیں دست بستہ ہم بصد عجز و نیاز ۔ اے خدائے پاک تیری ذات ہے شکستہ نواز
روزِ محشر ہو نہ کچھ مرحوم کو سوز و گداز ۔ از طفیلِ مصطفےٰ خلدِ بریں ہو سرفراز

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اس کی خطائیں از طفیل پنجتن

جس کے غم میں رو رہے ہیں اقربا زار و زار ۔ کر رہے ہیں جسکی فرقت میں گریباں تار تار
ہجر میں جسکے نظر آتے ہیں گل بھی خار خار ۔ واسطے اسکے دعا ہے یہ ہماری بار بار

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اسکی خطائیں از طفیلِ پنجتن

کثرتِ جرمِ معاصی سے ہے بحدِ انفعال
پر ہمیں آجاتا ہے جب فضل کا تیرے خیال

غرقِ بحرِ معصیت ہے گو ہمارا بال بال
یاس ہوتی ہے مبدل اس سے اے ذوالجلال

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اسکی خطائیں از طفیلِ پنجتن

از پئے سالارِ رسل از پئے آلِ رسول
کر نہ اس مرحوم کو یا رب تہِ مرقد ملول

التجا ہم عاصیوں کی جلد ہو اتنی قبول
قبر پہ چڑھتے رہیں ہر صبحدم جنت کے پھول

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اس کی خطائیں از طفیلِ پنجتن

طے ہوئی اچھی طرح مرحوم کی راہِ حیات
لاج اپنے عبد کی معبود ہے اب تیرے ہاتھ

اب بھی تیرا فضل ہی درکار ہے بعد ممات
تو اگر چاہے تو وہ مرقد میں بھی پائے نجات

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اس کی خطائیں از طفیلِ پنجتن

یا سمیع یا مجیب یا الٰہ العالمین
از طفیلِ سرورِ عالم شفیع المذنبین

ملتجی صبح و مسا ہے حمزہ اندوہ گیں
چین ہو آرام ہو مرحوم کو زیرِ زمیں

آج ہے جس کا چہلم اے خدائے ذوالمنن
بخشدے اس کی خطائیں از طفیلِ پنجتن

یا ربنا یا ربنا کر دُور طاعونی بلا

صدقہ رسُولِ پاک کا کر دُور طاعونی بلا

تو دافع الآفات ہے تو قاضی الحاجات ہے

بندوں کی ہو حاجت روا کر دُور طاعونی بلا

اے مالک جان آفریں بندوں میں اب طاقت نہیں

کب تک یہ فریاد و بکا کر دُور طاعونی بلا

اے شافیِ امراضِ کُل از بہر سردارِ رُسل

مقبول ہو یہہ التجا کر دُور طاعونی بلا

یارب طفیلِ پنجتن مٹ جائیں سب رنج و محن

یہہ ہے دعا صبح و مسا کر دُور طاعونی بلا

صدقے میں تو حسنین کے باب اجابت کھولدے

اب تھک گئے دستِ دعا کر دُور طاعونی بلا

ہے خوف کا ایسا اثر لیتا نہیں کوئی خبر

اپنا پرایا بنگیا کر دُور طاعونی بلا

بندے ترا در چھوڑ کر جائیں کہاں مُنہ موڑ کر

فریاد ہے تجھ سا خدا کر دُور طاعونی بلا

اب ہو چکے ہیں نیمجاں باقی نہیں تاب و تواں

یارب اس آفت سے بچا کر دُور طاعونی بلا

بندے ترے یوں جانبکف جائیں تو جائیں کسطرف
کچھ بھی نہیں ہے سوجھتا کر دُور طاعونی بلا

بیحد اُٹھائیں زحمتیں کر جلد نازل رحمتیں
تجھ کو نبیؐ کا واسطہ کر دُور طاعونی بلا

کشتی بھنور میں آپڑی امداد کی ہے یہ گھڑی
ڈوبے نہ یہ اے ناخدا کر دُور طاعونی بلا

ہیں معصیت سے منفعل کس کو سنائیں دردِ دل
ہے کون اب تیرے سوا کر دُور طاعونی بلا

اپنا جو ابتر حال ہے یا شامتِ اعمال ہے
اس میں کسی کا کیا گلا کر دُور طاعونی بلا

اے خالقِ جن و بشر اپنے کرم پر کر نظر
مت دیکھ تو جرم و خطا کر دُور طاعونی بلا

ہم دل سے توبہ کر چکے بے موت گویا مر چکے
یارب ہمیں اب تو جلا کر دُور طاعونی بلا

ہم سب کو تو محفوظ رکھ طاعون سے محفوظ رکھ
بیمار پا جائیں شفا کر دُور طاعونی بلا

بندے ترے گھبرا چکے اپنی سزا کو پا چکے
بس امتحاں اب ہو چکا کر دُور طاعونی بلا

پیچھا چھوٹے آفات کا بدلا ملے مافات کا
بلدہ بنے دارالشفاء کر دُور طاعونی بلا
اس شہر کو آباد رکھ ہر ایک کا دل شاد کر
یارب پئے نحوت لورا کر دُور طاعونی بلا

۱۱۵	بہرِ علیؑ و فاطمہؓ طاعون کا کر خاتمہ حمزہ کی ہے یہ التجا کر دُور طاعونی بلا	۳۱

مُناجاتِ عام بدرگاہ ربِّ انام

موموں کے سب عجز و بکا
کیوں نہ اب وا درِ اجابت ہو
مانگتا ہوں دعائے عجز آگیں
اے خدا سب کے پالنے والے
نام تیرا رحیم ہم سُنکر
یہہ جو مجلس ہے نعتِ احمدؐ کی
تیرے محبوب کا ہے یہہ دربار
چھوڑ اس در کو پھر کہاں جائیں
اب بحقِ شہنشہ معراج

ہاتھ اُٹھاؤ کہ ہے یہ وقتِ دعا
جبکہ نازل خدا کی رحمت ہو
مومنو تم کہا کرو آمیں
ہر مصیبت کو ٹالنے والے
دوڑ کر آئے ہیں ترے در پہ
متکفل ہے سب کے مقصد کی
عرض کرتے ہیں ہم پکار یکبار
حالتِ زار کس کو دکھلائیں
کر کسی اور کا نہ تو محتاج

اپنی رحمت کا ہم کو طالب کر
نفس پر اپنے ہم کو غالب کر

بڑھ چلا ہے نفاق اور کینہ
دل کا کالا بنا ہے آئینہ

اس سیاہی کو یا خدا کھو دے
آبِ رحمت سے جلد تر دھو دے

ہر خطا کو معاف فرما دے
سینہ کینے سے صاف فرما دے

التجا ہے یہ تجھ سے ربِّ رحیم
سنگ دل پائیں جلد قلبِ سلیم

متفق مومنین ہوں یکسر
رہیں مل کر مثال شیر و شکر

نہ تُلیں یہ کسی ترازو میں
ایسی قوت ہو ان کے بازو میں

مومنوں کے دلوں میں چستی دے
دائمی ان کو تندرستی دے

یہ جو چاہیں وہ بے تلاش ملے
دشمنوں کو شکستِ فاش ملے

ہر بلا کو ہمارے سر سے ٹال
لغزشیں کھائے ہیں جلد سنبھال

مقصدِ دل ہر اک کا ہو حاصل
ہو شگفتہ ہمیشہ غنچۂ دل

ہم غریبوں میں ہیں جو بے اولاد
اُن کو کر دے تو صاحبِ احفاد

پائیں ایسی وہ سرفرازی عمر
یا خدا دے انہیں درازیٔ عمر

جو ہیں مفلس انہیں تو دولت دے
صاحبِ مال کو بھی برکت دے

تیرے جاری رہیں مدام فیوض
ہو کسی کا نہ کوئی بھی مقروض

مومنوں کو ہمیشہ رکھ خوش حال
دولتِ دیں سے کر دے مالا مال

ان کے ہر کام کی ترقی ہو
دینِ اسلام کی ترقی ہو

سب کی آسان ہو ہر اک مشکل
اور مریضوں کو ہو شفا حاصل

یا خدا بہرِ سیدِ عربی
ہو نہ خالی دعائے نیم شبی

مومنوں کے دلوں میں الفت دے
اپنے محبوب کی محبت دے
ذکرِ محبوب صبح و شام رہے
شوقِ میلاد کا مدام رہے

۱۱۶
یہی مجمع ہو اور یہی منزل
نام حمزہ ہو اور یہی محفل
۲۵

مناجات خاص بدرگاہ قاضی الحاجات

جشنِ میلادِ مصطفائی ہے
آج تقدیر آزمائی ہے
جوش پر ہے یہ رحمتِ غفار
قدسیوں میں یہ ہو رہی ہے پکار
مانگنا ہو جو مانگ لے انعام
ہر طلبگار کو ہے اذنِ عام
کیوں نہ حمزہ اُٹھائے دستِ دعا
وا ہے بابِ قبول نامِ خدا
جب ہوں ذوق فزا جنابِ رسول
کیوں نہ ہر شخص کی دعا ہو قبول
کب ہے پوشیدہ یا رسولِ خدا
آپ سے حالِ زارِ حمزہ کا
سچ تو یہ ہے کہ کہہ نہیں سکتا
اور چپ بھی تو رہ نہیں سکتا
شوقِ نظارہ ہو گیا پیدا
جب سے شیدا ہوا دلِ شیدا
کیوں نہ ہو اس پہ صد ہزار افسوس
جس کے نکلے نہ حسرتِ مایوس
ہاں شہِ دوسرا نگاہِ کرم
عرض کرتا ہوں میں بہ چشمِ نم
آپ سے دور میں ہوں کبتک
صدمۂ ہجر یوں سہوں کبتک

درد ہجراں سہا نہیں جاتا — اب دکن میں رہا نہیں جاتا
جلد بلوائیے رسولِ خدا — تا کجے آپ سے رہوں میں جدا
یا رسولِ خدا شفیعِ اُمم — چشمِ رحمت کشا ببیں حالم
آستاں پر لگا رہے بستر — درِ اقدس ہو اور میرا سر
قابضِ روح کا جب آنا ہو — تیری دہلیز کا سرہانا ہو
روئے انور کی دید ہو حاصل — نزع میں لطفِ عید ہو حاصل
جان اس دم ہلاک ہو جائے — اس طرح قصہ پاک ہو جائے
یوں رسولِ خدا خوشی کے ساتھ — طے کروں میں رہِ حیات و ممات
رات دن ہے اسی کی فکر بڑی — منزلِ گور بھی ہے سخت کڑی
نہ کٹی عجز و اشکباری میں — عمر گذری سیاہ کاری میں
سر پہ بارِ گناہ بھاری ہے — آنکھ سے سیلِ اشک جاری ہے
المدد اے شفیعِ روزِ جزا — کہیں اعمال کی نہ پاؤں سزا
عرصۂ حشر میں شہِ معراج — آپ کے ہاتھ ہے سبھوں کی لاج

آپ کی گر نگاہِ رحمت ہو
حمزۂ خستہ کی شفاعت ہو

۱۲	مناجات	۱۱۷

کرم کر مرے حال پر اے کریم
کہ ہے نام تیرا غفورُ الرّحیم

سوا تیرے کوئی نہیں دادرس
نہیں جز ترے کوئی فریاد رس

خدایا تو ہے ارحم الرّاحمین
ترے رحم کی انتہا ہی نہیں

نہیں ایک بھی مجھ میں حسنِ عمل
کہ پاؤں قیامت میں نعم البدل

اسی کا مجھے سخت ہے انفعال
کہ غرقِ گنہ ہے مرا بال بال

نہ کالی ہو کس طرح فردِ عمل
کہ ہوں میں سیہ بخت روزِ ازل

سیہ کاریوں میں کٹی زندگی
نہ بندہ سے تیری ہوئی بندگی

نہیں وقتِ طاعت حضوریِ قلب
ہمیشہ رہی ناصبوریِ قلب

اگر دل مرا تیرے جانب رجوع
ہوا بھی تو کیا بے خشوع و خضوع

مگر ہے اسی بات پر مجھ کو ناز
تری ذاتِ اقدس ہے نکتہ نواز

خطائیں ہیں گو میری صحرا کی طرح
مگر تیری رحمت دریا کی طرح

کٹے معصیت میں مرے ساٹھ سال
نہ آیا کبھی نیکیوں کا خیال

خدایا نہ میری بری گت کو دیکھ
فقط اپنی تو شانِ رحمت کو دیکھ

مجھے بخش دے اور حمزہ کو بھی
پئے یاد و اصحاب و آلِ نبیؐ

ہے قصۂ طور اک کہانی تیری
ہر شے میں ہے تو اور کسی میں بھی نہیں
بیجا نہیں کچھ یہ لن ترانی تیری
ہے لاکھ نشان بے نشانی تیری

ولہ

قدرت کے کرشمے بھی نرالے دیکھے
اس دل میں بتوں کا گھر الٰہی توبہ
اندھے دیکھے جو آنکھ والے دیکھے
بنتے ہوئے کعبے میں شوالے دیکھے

ولہ

صنائع قدرت کے یہ جلوے دیکھے
کہتا ہے یہ دل میرا بوقتِ گلگشت
پھولے ہوئے پھول دیکھے غنچے دیکھے
قائل ہوں خدائی کا تری بے دیکھے

ولہ

حاصل کچھ زادِ راہِ عقبےٰ ہو جائے
پیری پہ انحصار رکھو نہ تم طاعت کو
کچھ بات بنے کام جو اچھا ہو جائے
اس صبح سے پہلے ہی نہ تڑکا ہو جائے

ولہ

جب روز قیامت کا خدایا ہوگا
خورشیدِ قیامت کی بڑھیگی جو تپش
اپنا کوئی اپنا نہ پرایا ہوگا
قدِ حضرت کا سر پہ سایا ہوگا

ولہ

ہے بحرِ جہاں میں جوش طغیانی کا
ہر وقت ہے خوفِ موجِ طوفانی کا

ہے بادِ نفس سے اس کو خطرہ ہر دم
انسان بھی ہے ایک بلبلا پانی کا

ولہ

خمخانۂ وحدت کا شرابی ہوں میں
بدمستِ دائے بے حجابی ہوں میں
ذرے مری خاک کے خورشید بنینگے
ہر ذرہ چکونگا بوترابی ہوں میں

ولہ

سمجھا نہیں راز کوئی مولا تیرا
حیران و پریشاں ہے شناسا تیرا
اس فکر سے آئینہ حیرت ہوں میں
نقشہ مری صورت کا یہ ہے یا تیرا

ولہ

ہمت طلبِ دولت و عزت کبتک
ارمانِ بقائے شان و شوکت کبتک
ہیں موئے سفیدِ صبحِ پیری کا نشاں
ہشیار رہو ہشیار رہو غفلت کبتک

ولہ

شاہِ شہدا کے غم میں دل پھٹتا ہے
بڑھ جاتے ہیں صدمے تو لہو گھٹتا ہے
ملتا ہے بقدرِ ظرف مومن کو یہ غم
رزاقِ ازل سے رزق جب بٹتا ہے

ولہ

شبیر کا ضبط و تحمل اللہ اللہ
منھ سے کبھی اُف کی نہ نکالی کوئی آہ
آتی تھی یہی حلق بریدہ سے صدا
طے سر سے ہوئی منزلِ تسلیم کی راہ

ولہ

جس طرح بنیگا سب کو جانا ہوگا
اک روز خدا کو منھ دکھانا ہوگا
رو دھو کے مٹالے یہیں اعمالِ سیہ
بیکار وہاں اشک بہانا ہوگا

آثارِ بقا سرائے فانی میں نہیں
آرام بشر کو زندگانی میں نہیں
پیری کیسی کسے بھروسہ دم کا
طفلی میں کوئی کوئی جوانی میں نہیں

ولہ

جب جسم سے یہ روح روانہ ہو جائے
اندھیر نگاہوں میں زمانہ ہو جائے
ٹھنڈے ٹھنڈے ارم میں پہنچے حمزہؔ
رحمت تری سر پہ شامیانہ ہو جائے

ولہ

عظمت سے نبیؐ کی نہیں آگاہی ہے
بے سود مآلِ فکر و جانکاہی ہے
ہیں آپ مدارِ کل سمجھ لو اتنا
کونین میں آپ کی شہنشاہی ہے

ولہ

جس وقت وفورِ جوشِ وحشت ہوگا
بے تاب ہر اک وحشیِ الفت ہوگا
دیوانۂ مصطفےٰ اٹھیں گے جس دن
واللہ وہی روزِ قیامت ہوگا

ولہ

اللہ کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے
کیا جاہ ہے کیا شان کیا رتبہ ہے
دیکھا جو احد کا اور احمد کا فرق
معلوم ہوا میم کا بس پردہ ہے

ولہ

مصروف رہا خامۂ دستِ قدرت
اس طرح گزر گئی بہت کچھ مدت
آدمؑ سے مسیحؑ تک بنائے نقشے
اس وقت کہیں نبیؐ کی صورت

ولہ

طیبہ جانے کی کوئی صورت نکلے
مرجاؤں وہاں یہ مری حسرت نکلے

مکے ہوتے ہوئے مدینے جاؤں
اس طرح شریعت میں طریقت نکلے

ولہ

کیا نعت نویسی کی ہیں پیاری راتیں
محبوب ہیں واللہ یہ ساری راتیں
حمزہ نہیں لاریب عبادت سے کم
اس طرح سے گذریں جو ہماری راتیں

ولہ

سنتا ہوں طلب سے بھی سوا دیتے ہیں
کمتر کو بھی برتر وہ بنا دیتے ہیں
جلدی سر تسلیم جھکا دو حمزہ
اب دیکھئے حضرت مجھے کیا دیتے ہیں

ولہ

واللیل کی تفسیر ہے گیسوئے نبیؐ
والشمس ہے شرح رخ نیکوئے نبیؐ
جلدی سر تسلیم جھکا دو حمزہ
ہے طاق عبادت خم ابروئے نبیؐ

ولہ

تیغ الم شاہ سے ہے دل مجروح
بسمل سی تپاں ہے مرے قالب میں روح
یارب یہ دعا ہے کہ مدینہ پہنچوں
اب جلد کہیں باب اثر ہو مفتوح

ولہ

گنجینۂ اسرار ہے شہ کا سینہ
قدرت نے بنایا ہے جسے بے کینہ
صورت نظر آجاتی ہے حق کی اس میں
حق بینی کا بیشک ہے یہی آئینہ

ولہ

یارب نظر لطف جو تیری ہو جائے
میرے دل پرشوق کی سیری ہو جائے
جاؤں در محبوب پہ سائل کی طرح
پھر کیا ہے جو اس طرح کی پھیری ہو جائے

شمعِ رخِ محبوب کا ہوں پروانہ ۔ ولہ ۔ کاشانۂ دل بھی ہے تجلّی خانہ
ہو جائیں حضور جلوہ فرما اس میں ۔ آباد کسی دن تو ہو یہ ویرانہ

ولہ

بے فیضِ درِ شاہ کا بے اندازہ ۔ مدت سے سُنا کرتا ہوں یہ آوازہ
حمزہ پئے تکمیلِ سوالِ سائل ۔ ہر وقت کھلا رہتا ہے یہ دروازہ

ولہ

گر لطفِ شہنشاہِ حجازی ہو جائے ۔ ہر دردِ گنہ کی چارہ سازی ہو جائے
جنت بھی ملے روزِ جزا کوثر بھی ۔ بدلے میں سزا کے سرفرازی ہو جائے

ولہ

تاثیر دے یا رب تو دعا سے پہلے ۔ پہنچا دے مدینے کو صبا سے پہلے
عشقِ شہِ لولاک میں حمزہ یا رب ۔ بچ جاؤں جو مر جاؤں قضا سے پہلے

ولہ

شمعِ رخِ محبوب کا پروانہ ہے ۔ متوالی نگاہوں کا وہ مستانہ ہے
اے بادِ صبا پوچھ نہ حالِ حمزہ ۔ وہ کشتۂ تیغِ عشقِ جانانہ ہے

ولہ

رحمت کا اشارہ سے کافی ہو جائے ۔ حمزہ کے گناہوں کی معافی ہو جائے
صدقے سے رسولِ عربی کے یا رب ۔ مافات کی اب جلد تلافی ہو جائے

ولہ

الحمد کہو ملا تھا حسنِ نیت کیسا ۔ تھا نورِ مجسم قدِ بالا کیسا

سایہ کے نہ ہونیکی یہ روشن ہے دلیل
ہوتی ہے چمک نور میں سایہ کیسا

ولہ

معراج میں حضرت جو سرافراز ہوئے
لوٹے کچھ لطف ہمکلامی ایسا
بیٹھے تھے در رحمت حق باز ہوئے
تنہا ہو کر خدا کے ہمراز ہوئے

ولہ

اللہ کی قدرت کے کرشمے دیکھے
ہر رنگ میں ہیں ہزار نیرنگ نہاں
ذرہ ذرہ بھی خورشید کے جلوے دیکھے
دیکھے جو کوئی نہیں تو کیسے دیکھے

ولہ

کھلتا نہیں بھید کچھ بھی مولا تیرا
کیونکر ہو بیاں وصف تیرا حمد سے
ناواقف عقل ہے شناسا تیرا
کھنچتا نہیں الفاظ میں نقشا تیرا

ولہ

کس منھ سے غلام مدح آقا لکھے
دنیا کے بکھیڑوں سے کسی دن فرصت
اور مدح بھی ایسی کہ سراپا لکھے
فرصت ہی نہ پائے تو بھلا کیا لکھے

۱۱۹ سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۵۴

شکر معبود کہ پوری ہوئی نیت میری
پھول کی طرح شگفتہ ہے طبیعت میری
آج نکلی ہے کئی سال کی حسرت میری
کس بلندی پہ ہے اللہ ری قسمت میری

للہ الحمد کہ ہے عرش معلی پہ داغ
کہ تصور میں نظر آتا ہے تقدیس کا باغ

پھر گئی جب سے نگاہوں میں نبیؐ کی صورت
اب تو کچھ اور ہی ہے طبعِ رسا کی حالت
کیا سے کیا ہو گئی اللہ ری میری قسمت
چھوٹے منہ سے ہے بڑی بات خدا کی قدرت

لبِ اعجاز نما کا جو اِشارہ پاؤں
توڑ کر چرخ سے میں شمس و قمر کو لاؤں

غیب سے مجھ کو ہوئی جب مددِ یزدانی
دیکھ کر رنگ طبیعت کا مری لاثانی
روحِ حسّانؓ ہوئی شرم سے پانی پانی
توسنِ خامہ کی کچھ اور بڑی جولانی

کہہ رہا ہے کہ بتاؤ تو مجھے کیا لکھوں
حکم گر ہو تو پیمبرؐ کا سراپا لکھوں

فکر کہتی ہے کہ تا عرش میں پرواز کروں
گلشنِ نعت کا مضمون جب آغاز کروں
ہے بجا اپنی رسائی پہ اگر ناز کروں
خوش بیانی سے عجب طرح کا اعجاز کروں

کان مصروف فرشتوں کے ہوں سننے کیلئے
اور مژگاں ہوں گلِ نظم کے چننے کیلئے

حال پر میرے جو ہو اِک نظرِ ربانی
کہہ رہی ہے یہ طبیعت کی مری جولانی
مدحِ ممدوحِ خدا میں نہ ہو کیوں آسانی
نور کا ذکر ہے مضمون بھی ہو نورانی

باغِ امید سرِ عرش کے سایے میں پھلے
یہ سراپائے نبیؐ نور کے سانچے میں ڈھلے

طائرِ فکر کی ہر چند ہے پرواز بلند
بات ایسی ہو جو ہر شخص کو آجائے پسند
اس کا اظہار کریگا نہ کوئی دانشمند
حمزہ ہیچمداں اب یہ تعلّی تا چند

بھول بیٹھے وہی جو یاد کے قابل تھی بات
مدح ممدوحِ خدا کی نہیں معمولی بات

سرِ اقدس کا نہیں کون و مکاں میں ہمسر
زیب وہ تاجِ شفاعت کا ہے ایسا یہ سر
ہے اولوالعزم بھی جملہ سروں کا افسر
اس کی سرداری سے نازاں ہے ہر اک پیغمبر

یہی وہ سر ہے جو سرداری کے قابل ٹھیرا
عرشِ اعظم بھی نہیں جس کے مقابل ٹھیرا

شان کیا فرقِ مبارک کی کسی سے ہو بیاں
نظر آتی ہے اسی فرق سے شانِ یزداں
فرقِ عالم پہ یہی فرق تو ہے سایہ کناں
جب جھکا پیشِ خدا یہ تو کہاں کے عصیاں

شافعِ روزِ قیامت کا بھی اللہ رے سر
بخشوا ہی لیا اللہ سے ہمیں واہ رے سر

زلفِ پرپیچ سے ہے سنبلِ پیچاں محجوب
گیسوئے پاک بھی واللہ ہیں کیا ہی محبوب
نظر آتے ہیں یہ شانوں پہ لٹکتے کیا خوب
کہ ہوئے خلق جہاں میں پئے تسخیرِ قلوب

مرغِ دل دیکھ کے ان کو نہ ہو کیونکر بے ہوش
یہ دو گیسو نہیں دو دام ہیں بالائے دوش

ذکر اوصافِ جبیں کا بھی برائے مقصود
پہلے ہو جاؤں میں اہم شکر یہ تقدیمِ سجود

لوحِ محفوظ دکھائے جو مجھے ربِ ودود
پھر بصد شوق یہ کہنے لگوں پڑھ پڑھ کے درود

اے خدا مصحفِ رخ کا تو ہی فاتحہ ہے
ان کی یہ جبین تو حقیقت میں طرار تحفہ ہے

خاک پر رہتی تھی اللہ کے آگے وہ جبیں
یہ سپیدی ہے سحر کی کہ ہے اک نسخۂ دیں

یہ ہے جنت کہ یہ کیوں عرش وہ تجلائے زمیں
یہ بھی ممکن ہے کہ ہو رب کی کتابِ زریں

یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ چاند کا اک ٹکڑا ہے
لوحِ محفوظِ الٰہی کا یہ دیباچہ ہے

ایسی مرغوب ہے محبوب کی وہ لوحِ جبیں
مہ جبینانِ جہاں کو بھی اسی پہ ہے یقیں

دلِ عشاق کو ہو جاتی ہے جس سے تسکیں
لوحِ محفوظ بھی اس لوح کی ہمشکل نہیں

کیا بتاؤں میں کہ پیشانیِ انور کیا ہے
صاف ظاہر ہے کہ وہ نور کا اک دریا ہے

جبہۂ پاک کا ہے ماہِ دو ہفتہ قائل
تیغِ ابرو سے مہِ نو کا ہوا دل بسمل

مہرِ رخشاں کی ہوئی روشنی اس سے زائل
خود بخود ہونے لگا دل سوئے سجدہ مائل

سر جھکا جاتا ہے کیا لائقِ طاعت ہے یہ
خمِ ابرو ہے کہ محرابِ عبادت ہے یہ

دامنِ سطحِ جبیں میں ہیں وہ ابروئے سیاہ
یا یہ دو مصرعۂ توحید ہیں وحدت کے گواہ
یا کہ مکتوبِ خدا کے ہیں حدِ بسم اللہ
زخم خوردہ ہے ابھی تیغِ ہلالی کی نگاہ

اس سے زینت ہے جبیں کی تو جبیں سے اس کو
نسبتِ تامہ ہے مدر نشیں سے اس کو

صدقے اس ابروئے خمدار کے کیسے ابرو
چشمِ افلاک نے بھی ایسے نہ دیکھے ابرو
ابروِ مصحفِ رخ کی ہیں یہ اچھے ابرو
اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں خدا نے ابرو

ان کا ثانی کوئی ہوگا نہ تو ہمسر ہوگا
ماہِ نو چرخ پہ ہوگا بھی تو گھٹ کر ہوگا

جبکہ سیمائے منور کا خیال آتا ہے
ابروئے پاک کا دھیان آ کے تڑپاتا ہے
آنکھ میں نور کا دریا مری لہراتا ہے
کیونکہ اربابِ نظر سے یہ سنا جاتا ہے

تیرنے کے لیئے قدرت نے انہیں چھوڑا ہے
نور کی بحر میں دو مچھلیوں کا جوڑا ہے

ذکر منظور ہے کچھ دیدۂ آنحضرتؐ کا
یوں لکھوں جوش ذرا بھی جو ہو کم رقت کا
پیاری آنکھیں ہوں تو پھر لطف ملے مدحت کا
سرمگیں دیدہ تھا اس سروِ سہی قامت کا

نرگسِ مست بھی اس دیدہ سے شرمندہ ہے
چشمِ خورشید اسی نور سے تابندہ ہے

چشمِ بد دور نظر آئیں نہ ایسی آنکھیں
مست ہیں جن سے دو عالم وہ رسیلی آنکھیں
ہاں دو بادامِ سیہ رنگ ہیں پیاری آنکھیں
ایسی پُرنور کہ آنکھوں کی ہیں پتلی آنکھیں

ذہن کب اتنا رسا ہے میں انہیں کیا سمجھوں
نقطۂ غیب کا بس ان کو معمّا سمجھوں

نرگسیں چشم کی تعریف بھلا کیا ہو رقم
ہو کے قرباں یہ کہتے ہیں غزالانِ حرم
جس کے بیمار ہیں میثاق سے ابنِ مریم
ایسی آنکھیں تو نہ دیکھی کبھی خالق کی قسم

چشمِ محبوب ہیں یا نور کے دو جام ہیں یہ
تشنہ لب خلق ہے سب ساقیِ گلفام ہیں یہ

چشمِ شہلائے پیمبر کی صفت کیا ہو بیاں
یہ سبب ہے کہ ہوئے جاتے ہیں ان پر قرباں
آنکھ وہ آنکھ جو دیکھ آئی ہے نورِ یزداں
جملہ خوبانِ جہاں جملہ حسینانِ جناں

حورِ عیں کہتے ہیں سراپائے نبی پہ گھس کے
سرمگیں آنکھ ہیں یا پھول ہیں دو نرگس کے

کیا ہی پُرنور ہے واللہ مرے شاہ کی آنکھ
ایسی بے مثل ہے شاہنشہِ ذیجاہ کی آنکھ
جس کی تنویر سے پُرنور ہوئی ماہ کی آنکھ
جس کے نظارہ کی مشتاق تھی اللہ کی آنکھ

پیش چلتی نہیں کچھ ان سے سخن چینی کی
راہیں دکھلاتی ہیں یہ صاف خدا بینی کی

بینیِ پاک کی کیا شان ہے سبحان اللہ
دو نوں رخساروں کے مابین ہے یہ شک ماہ

اس کی رفعت کو نہ پہنچے گی کبھی کوئی نگاہ
اس کی عظمت سے ہے واللہ خدا ہی آگاہ

اس کی تنویر سے جب عرش بنا نورانی
پھر ہو کس طرح نہاں اس کی رفیع الشانی

لبِ جاں بخش کی کیا کر سکے کوئی تعریف
اِن کو امت کی گوارا نہیں ہرگز تکلیف

کوئی شئے بھی ہے تشبیہ نہیں ایسی لطیف
اس لیے بہرِ دعا ملتے ہیں لبہائے شریف

اِن کے ملنے سے کھلے جاتے ہیں رحمت کے باب
لبِ اعجاز نما ہیں کہ شفاعت کے باب

وصف ہو اس دہنِ پاک کا کس طرح بیاں
یوں تو کہنے کو کہوں چشمۂ آبِ حیواں

کس کا یہ منہ ہے کہاں منہ میں ہے پھر ایسی زباں
لیکن اللہ کی قسم ستم نہیں اس کا نہاں

اس کو اک دُرجِ دُرِ سرِّ الٰہی کہیے
مخزنِ حق کا چمکتا ہوا موتی کہیے

شکرستاں ہے یہ گنجینۂ گوہر بخدا
دیکھ کر اس کو ہوا بند دہن غنچہ کا

ہے اسی چشمہ سے حق گوئی کا دریا بہتا
تھی یہی بات کہ سوسن نے بھی کہنا چھوڑا

اس کی تعریف میں جو کچھ بھی سناؤں ہے کم
مصحفِ رخ کا یقیناً ہے یہ اسمِ اعظم

دہنِ تنگ کا مضمون عجب ہے نایاب
ایک مدت جو ہوئی اور بڑھا استعجاب

جسکی تشبیہ میں ہیں غنچہ دہن بھی بیتاب
سر جھکا کر یہ سبھوں نے کہا ازرہ حجاب

چشمۂ فیضِ قدم اس لیے ہم کہتے ہیں
اسی چشمہ سے تو دریائے کرم بہتے ہیں

جبکہ دندان پہ فدا کرنے کو دل للچایا
موتیوں کو جو نہاں دُرج دہن میں پایا

ماہ بھی سر پہ لیے گوہر پروین آیا
پھر بھی پاسِ ادب سے یہ زباں پر لایا

ایسی تعریف سے آتی ہے مجھے شرم بڑی
دانت ہیں منھ میں الٰہی کہ ہے موتی کی لڑی

کیوں محاسن کے محامد کا نہ مشکل ہو بیاں
کس خوش اسلوبی سے ہے چاہِ ذقن سیمیں نہاں

جبکہ ہو لایقِ تشبیہ نہ ریحانِ جنان
جیسے ظلمات میں پوشیدہ ہے آبِ حیواں

پوچھ لوں میں بھی ذرا یوسفِ کنعاں جو ملے
کیا نہ ڈوبو گے تمہیں چاہِ زنخداں جو ملے

پر توِ رخ سے منور ہے فلک پر خورشید
عکسِ رخسار بھی واللہ ہے کیا قابلِ دید

مہِ کامل بھی درخشاں ہے اسی سے جاوید
عاشقوں کیلئے اس دید میں ہے جلوۂ عید

خواب میں وہ رخِ پُر نور خدا دکھلائے
دیکھوں ان آنکھوں سے جی بھر کے وہ دن جلد آئے

روئے احمد ہے کہ آئینۂ حق اُلحق ہے
ظلمتِ کفر کا چہرہ بس اسی سے فق ہے

بزمِ عالم کی اسی آئینہ سے رونق ہے
شبہ و شک نہیں ہمیں نسخۂ مطلق ہے

دیکھنا جس کو ہو منظور صمد کی صورت
دیکھ لے آکے وہ احمد میں احد کی صورت

وصف کیا کر سکے تحریر کوئی شانوں کا
حوصلہ کب ہے بھلا اتنا ثنا خوانوں کا

اتنا مقدور یہ منہ تو نہیں انسانوں کا
اِن پہ یہ قول ہے یہ آپ کے دیوانوں کا

شان ان شانوں کی جز حق کے کوئی کیا جانے
بارِ کونین اٹھایا ہے ہیں ایسے شانے

دستِ و بازو کے بیاں کیا ہوں کسی سے درجات
اس کے کہنے کی ضرورت نہیں ظاہر ہے بات

انکی عظمت سے تو واقف ہے خدا ہی کی ذات
منتظر ہے انہیں ہاتھوں میں دو عالم کی نجات

کس طرح پھر نہ ہو کونین پہ قابو ان کا
جبکہ ہو دستِ خدا قوتِ بازو ان کا

وصفِ سینہ کا لکھوں کیسے جو ہے ربِ اشرح لی
روئے انور کی مرے سینہ میں ہو جلوہ گری

ہو بلند عرش سے آوازہ الم نشرح کی
پھر دہن جائیگا یوں کہتے نکلے گل تیری

شرط یہ ہے کوئی سن لے بھی تو سینہ کھل جائے
نظر اُٹھ جائے اُدھر تو سب مدینہ کھل جائے

لوحِ محفوظ ہے یا سینۂ شاہِ لولاک
شق ہوا سینۂ اُمّی لقب و احمدِ پاک

عرش اللہ کا کہکر بھی ہوں میں بے باک
تھی یہی وجہ کہ عشاق بھی ہیں سینہ چاک

ہیں ملک ششدر و حیراں کہ عجب سینہ ہے
میں سمجھتا ہوں کہ حق بینی کا آئینہ ہے

صاف و خوش رنگ نبیؐ کا ہے جو صدرِ سمیں
سینہ سے ناف تک آیا ہوا خطِ تسکیں

اس پہ کچھ موئے مبارک بھی ہیں جیسے پرویں
ہوں نہ ہوں ہیں یہ حروفِ نکتۂ مُندرج یقیں

لوحِ محفوظ کی یک سطر نئی لکھی ہے
یا کوئی موج یمِ علمِ لدنی کی ہے

یہ وہ سینہ ہے کہ خالق کی ضیا ہے اسمیں
معرفت کا دُرِ شہوار دھرا ہے اسمیں

نور اللہ کا جو کچھ ہے بھرا ہے اسمیں
صاف کس طرح سے کہدوں کہ خدا ہے اسمیں

صدرِ ایوانِ رسالت ہے نبیؐ کا سینہ
قصہ کوتاہ خدا کا ہے یہی آئینہ

میرے سرکارِ دو عالم کا عجب سینہ ہے
قدرتِ خالقِ اکبر کا جو گنجینہ ہے

دستِ قدرت نے بنایا جسے بے کینہ ہے
یہی سینہ بخدا نور کا آئینہ ہے

موئے اطہر جو منور صفتِ گوہر ہیں
اُسی آئینۂ پُر نور کے یہ جوہر ہیں

قدِ رعنا کی ادا کا ہو بیاں کس سے ادا
پائے اقدس کی جب آنے لگی کانوں میں صدا

ہے قیامت بھی اسی قامتِ زیبا پہ فدا
شوق سے جھوم کے یہ کہنے لگا عرشِ خدا

قدمِ پاک کا جس وقت خیال آتا تھا
شوقِ پابوسی میں سر خود ہی جھکا جاتا تھا

جب طبیعت کی بلندی ہوئی مائل تقدم
پاؤں چومے جو تصور میں تو جاتا رہا سب غم

سر کے بل چلنے لگا از رہِ تعظیم قلم
اور ہی ہو گیا اس فکر میں میرا عالم

جب نظر اٹھ گئی سرکار کا چہرا دیکھا
مجھ کو دیکھو کہ ان آنکھوں سے سراپا دیکھا

پائے اقدس کی صفت میں ہے زباں بھی گونگی
عقل ہی جب ہو تحیر میں تو مدحت کیسی

ہائے کس منہ سے ہو وصفِ قدمِ پاک نبی
قوتِ ناطقہ قدموں پہ تڑپتی ہی رہی

پاؤں وہ پاؤں کہ جو عرش پہ بھی جا پہنچے
فکر حیران ہے پھر کوئی وہاں کیا پہنچے

ساقِ پائے نبی کی ہے صنوبر تمثال
سروِ شمشاد بھی دیکھیں تو کریں استقبال

ہے انہیں قدموں سے فردوس کا ہر نخل نہال
شجرِ طور بنے سبزہ اگر ہو پامال

کاش اللہ سے میں سیکڑوں پاؤں آنکھیں
اور پھر ہر قدمِ شہ پہ بچھاؤں آنکھیں

ساق ہے نخلِ تمنائے لاتُعرَف کی ساق
اس کا دیدار ہے بیماروں کے حق میں تریاق

حُسن میں آپ نظیر اور تنَدُّر میں طاق
یہ قدم جکو ملیں۔ چھوڑنا اس کو ہو شاق

گر کے قدموں پہ وہیں روح تڑپتی رہ جائے
ساق ہی ساق کے الفاظ کو جپتی رہ جائے

پاؤں جس فرش پہ محبوب خدا نے رکھا
آج تک ایسا قدم ہم نے نہ دیکھا نہ سنا

عرش سے بھی ہوا اس فرش کا رتبہ بالا
سرِ افلاک بھی جس پاؤں کے آگے نہ اٹھا

اے خدا قبر سے جب میں سرِ محشر پہنچوں
سر فدا کرنے کو قدموں کے برابر پہنچوں

نور ہو جائے سراسر یہ مری گِل یارب
میرے آقا کی قدمبوسی ہو حاصل یارب

بس اسی حال میں کر لے مجھے واصل یارب
شوق سے نور کے ٹکڑوں پہ ملوں دل یارب

آنکھیں قدموں پہ ملوں اور اسی حالت میں مروں
ایسا مرنا مجھے حاصل ہو تو جنت میں مروں

دی کسی نے یہ مجھے آکے بشارت حمزہؑ
کیوں تمہاری نہ ہو پھر اوجِ قسمت حمزہؑ

کیا مبارک ہے قدمبوسیٔ حضرت حمزہؑ
ہو گئی تم کو نصیب ایسی سعادت حمزہؑ

گلِ جنت کی طرح غنچۂ دل کھلتا ہے
اس سراپا کا صلہ آج تمہیں ملتا ہے

۱۲۰	مناجاۃ بالصلوٰۃ	۱۳

اللھم صل علیٰ محمد یارب صل علیہ وسلم

فخرِ زماں ہو جانِ جہاں ہو تم پر مری جاں فدا محمد

اللھم صل علیٰ محمد

سرورِ عالم اور فخرِ آدم ہیں سرورِ انبیاء محمد

اللھم صل علیٰ محمد

یاورِ موسےٰ ہمدمِ عیسےٰ ہیں خضر کے رہنما محمد

اللھم صل علیٰ محمد

روزِ قیامت کیوں ہو ندامت شافع ہو گر آپ سا محمد

اللھم صل علیٰ محمد

بادلِ بریاں باچشمِ گریاں حاضر ہوا ہوں میں یا محمد

اللھم صل علیٰ محمد

ہاں روزِ محشر چھپنے کو بہتر ہم کو ہے ظلِ خدا محمد

اللھم صل علیٰ محمد

غم سے بچا لو جلدی بلا لو کب تک رہوں میں جدا محمد

اللھم صل علیٰ محمد

ہے میرا مقصد تعویذِ مرقد ہو آپ کا نقشِ پا محمد

اللھم صل علیٰ محمد

وقتِ تکلّم شانِ تبسّم مجھ کو دکھا دو نورِ محمدؐ

اللّٰھم صلِ علیٰ محمدؐ

وہ تابِ نداں دیکھوں میں جب آں جاں اپنی کر دو فدا محمدؐ

اللّٰھم صلِ علیٰ محمدؐ

یاں گر نہ آئے کس در پہ جائے کہیے گدا آپ کا محمدؐ

اللّٰھم صلِ علیٰ محمدؐ

تم سے نہ پاؤں پھر کس سے پاؤں دل کا جو ہے مدعا محمدؐ

اللّٰھم صلِ علیٰ محمدؐ

حمزۂ مضطر اب رجھکا کر پڑھ تو بھی صلِّ علیٰ محمدؐ

اللّٰھم صلِ علیٰ محمدؐ

۷	ٹھمریاں	۱۲۱

طرز مصطفیٰ کی جدائی مجھے بیحد ستائی

نبی جی کی کہانی جب میں دنیا میں آئی پر وہ نزدیک مجھ کو بلاتے نہیں

میں نے کیا کی برائی ان سے دل جو لگائی کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

تلپت کلپت بیتی رتیاں نیند اچٹ گئی ہائے

پلک پلک سے ناہیں لیں اور نین جلین پر درش نہ پائے

سکھی تم ہی بتاؤ کیا ہو گا نبھاؤ کس سے بولوں ملاؤ
وہ تو آتے نہیں اور بلاتے نہیں کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

پیت کی ریت وہ کیا جانے جا کو نہیں ہے گیان
براہ اگنی جس من لاگے وہ تن جلنے پیت کا مان
تن بدن کو جلائی ہاڑ کوئلہ بنائی براہ اگنی لگائی
وہ تو لاگی کو آکے بجھاتے نہیں کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

کاہ کہوں کچھ من نہیں آوے پیا ہیں انجان
میں بھی گنی ہوں پکے دھن کی کبھی نہ چھوڑوں دھیان
دھیان دل میں جمائی دل کو رہبر بنائی ان کے دل سے ملائی
دیکھوں کیسے وہ آنکھوں میں آتے نہیں کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

نگر نگر سب ڈھونڈ پھری ڈگر ڈگر سب ماری چھان
کھوج تمہارا تب ہی پائی جب من میں رکھ لی دھیان
بیٹھی گردن جھکائے نین دل پر جمائے لو انہیں سے لگائے
اب وہ پردہ میں صورت چھپاتے نہیں کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

کھڑی ہوں پیا کل تمرے دوارے درس دکھاؤ آؤ

جگت نبی پت موری راکھو پیت کی بات نبھاؤ
موے چاتر گنی تم ہو جگ کے دھنی میں تمہاری بنی
اپنی بندی پہ کیوں رحم کھاتے نہیں کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

یتیم موری پت راکھیو سب سکھین میں آج
اور ن سنگ موہے من میں راکھو تب تو رہے گی لاج
سب ہیں چاتر نگائی مجھ میں گو ہے برائی پر تمہاری کہائی
جو ہیں اچھے بروں کو بناتے نہیں؟ کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

پیارے محمدؐ ترے ملن کی آس رہت دن رین
آن بسو حمزہؓ کے من ملن جب ہو وا کے من کو چین
دل تہیں سے لگائے حق کو تم سے ہی پائے سیدھا رستہ بتائے
اچھی باتوں کو اچھے چھپاتے نہیں کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں

۱۳۲	طرز بلواؤ جی طیبہ والے سجن کو	۷

لیجاؤ جی مجھے طیبہ نگر کو دکھلاؤ جی روئے خیر البشر کو
سکھین مورا جا کے ندیا کھیو پیا کے پاس
ترے ملن کی آس آس میں گل گیو تن کا ماس

قسمت کی ماری، دل ویکے ہاری، ہے بیقراری
سہلاؤ جی سکھی میرے جگر کو دکھلاؤ جی روئے خیر البشر کو

پیتم ترے کارنے میں کروں براہ کی بین
دم بھر موہے کل نہ پڑت ہے ایسو بنی بچین
فرقت سے گھل کر، حالت ہے ابتر، اور دم لبوں پہ
پہنچاؤ جی کوئی ان تک خبر کو دکھلاؤ جی روئے خیر البشر کو

دیس میں رہ کر پردیسی پرجی سے ہوئی بلہار
جس کی چاہ میں ڈوب رہی ہوں وہ ہے سمندر پار
خضر ملیں گر، ناؤ چڑھا کر، بولوں گی رہبر
بتلاؤ جی خواجہ اِس رہگذر کو دکھلاؤ جی روئے خیر البشر کو

سکھین موہے کاہے مناویں نامانونگی کوئی بات
ذات جماعت بھول گئی جو ذات پیا کی میری ذات
ان میں ملونگی مل کر رہونگی، اب نہ سنوں گی
بس جاؤ جی سکھی یہاں سے سرکو دکھلاؤ جی روئے خیر البشر کو

دنیا میں جب آئی سکھی میں کچھ بھی نہ لائی اپنے ساتھ

آویگا جب واں سے بلاوا پھر جانا ہے خالی ہاتھ

نندگی ساری پوشاک بھاری دل سے آتاری

سرکاؤجی سکھی زیور و زر کو ۔ دکھلاؤجی روئے خیر البشر کو

نہلا دھلا کے پہنائے سکھیاں بے سیون کا نیا لباس

سرمہ لگائے عطر لئے پھر روؤن لاگے بیٹھ کے پاس

کیوں آہ وزاری آ گئی سواری ہو گئی تیاری

پہنچاؤجی مجھے جلدی سے گھر کو دکھلاؤجی روئے خیر البشر کو

سرائے فانی ہے یہ دنیا جو آیا وہ رہا چلا

صرف اعمال کا سرمایہ ہے پاس ہر اک کے بُرا بھلا

سرمایہ اچھا عشق نبی کا ہے پاس حمزہؔ

ہوجاؤجی تم مہیا سفر کو دکھلاؤجی روئے خیر البشر کو

۱۲۳	طرز نبی جی ہو یا دم دم راکھو کہ میری آس ٹوٹی جائے	۶

کہوجی گرگیانی داتا کہ طیبہ نگری کیونکر جائیں

بتادو کوئی گُر ایسا کہ حضرت ہم کو خود بُلائیں

میاں جبکہ بلائیں ایسا ساماں بنائیں کوئی بلوانے آئیں اور ہم کو منائیں

بڑی چاہت کریں دل سے الفت کریں چلنے منت کریں اور ہم کو بیجائیں
بنے جب پورا سب ساماں تو پھر ہم کیونکر نہ اترائیں

نبیؐ کے سامنے ہم کو ندامت آہی جائیگی — گنہگاروں کے چھڑکانے کو رحمت آہی جائیگی
کھڑے ہونگے جھکائے سر جو پیشِ شافعِ محشر — تو آنکھیں چار ہوتے ہی مروت آہی جائیگی
رحم والے نبیؐ تجھ پہ قربان ہے جی — صدقے اُمّی ابی اور امت سبھی
اے شفیعِ امم تیرا فیض و کرم — سب پہ ہے دمبدم کم نہ ہوگا کبھی
محمدؐ کی ہم امت ہیں تو پھر کیوں محشر سے گھبرائیں

کہیں فخرِ امم جس کو وہ امت ایسی ہوتی ہے — غلامانِ نبیؐ پر حق کی رحمت ایسی ہوتی ہے
محبت نام ہے اس کا محبت ایسی ہوتی ہے — شفاعت اس کو کہتے ہیں شفاعت ایسی ہوتی ہے
یہ روایت سُنی ہوئے پیدا نبیؐ — لب پہ تھا امتی یاد امت کی تھی
عرش پر جب گئے اُمتی پھر کہے — بخشوا ہی لیے اپنی امت سبھی
تو اُمت کو بھی لازم ہے نمازی بن کے منہ دکھلائیں

بہت بیتاب ہوں میں یا نبیؐ بیتابیٔ دل سے — جہاں تک ہو سکا کرتا رہا میں ضبط مشکل سے
مگر اب قلبِ مضطر کا تڑپنا جان کھو دیگا — تعلق ہے بہت گہرا رگِ جاں اور رگِ دل سے
جان جائے تو جائے موت آئے تو آئے — دل سے الفت نہ جائے دھیان انکا جمائے
ہے پیشِ نظر روئے خیر البشر — جھکے قدموں پہ سر مزہ مرنے میں آئے

اُدھر سے عروسائیں آئیں اِدھر سے حضرت بھی آئیں

بلا یہ پھل مجھے آخر بنی کی نوکِ مژگاں سے ‏ ‏ کہ زخمِ دل مرا گہرا بنا چھید چھید کے پیکاں سے
نہ کرنے حسرتِ دیدار خون اب نے ارماں کا ‏ ‏ امیدِ دیدِ احمد میں چلا جاؤنگا میں جاں سے
کیسی مشکل پڑی دل کی سوزش بڑھی ‏ ‏ ہے تپش ہر گھڑی سر پہ آفت کھڑی
نبی سپنے میں آؤ اپنا درشن دکھاؤ ‏ ‏ دل کی سوزش بجھاؤ فکر یہہ ہے بڑی
مچلتا دل ہے پہلو میں اب اس کو کیونکر ہم سمجھائیں

بڑی امید سے آیا ہے تیرے پاس اے ساقی ‏ ‏ ترے میخانہ کے صدقے بجھا دے پیاس اے ساقی
بنا حمزہ کو متانہ تو اپنی چشمِ مستگوں کا ‏ ‏ پلا جلدی مئے الفت نکر بے آس اے ساقی
پاس اپنے بلائیں آس پوری کرائیں ‏ ‏ پاس دل سے بھلائیں پیاس اس کی بجھائیں
مدھ متوالا پن بھولے چال وچلن ‏ ‏ گھومے الفت کا بن ایسا جی بھر پلائیں
کرے وہ محشر محشر میں نبی واں جب تک نہ آجائیں
کہو جی گر گیانی داتا طیبہ نگری کیونکر جائیں

۱۲۴	طرز آ آوہ عرب سے کنہیا	۴

جا جا وہ بادِ صبا تو جا
لا لا طیبہ کی خبریا لا

دیر نہ کیجو کہیں ڈگر ماں   جلدی جائیو طیبہ نگر ماں

ہرا بھرا ہے ان کا دوارہ جا جا

کیا آئے پھر کے صباؤں سے دیکھئے یا رب   اُمید امید میں ہم نیم جاں ہوئے یا رب

قصور وار ہیں ہم جرم عشق کے یا رب   دل اپنا دیدیا محبوب کو ترے یا رب

من کو موہے چین نہ آوے   جب تک ان کا درس نہ پاوے

کب تک روئے پیت کا مارا جا جا

لحاظ و پاس ادب ہے ذرا سنبھل اے دل   نبی کے عشق میں آننا نہ تو مچل اے دل

یہ تیرا ایسا تڑپنا ہے بے محل اے دل   پڑے نہ ضبطِ محبت میں کچھ خلل اے دل

چاہے پیا جے میں بھی چاہوں   چاہوں بھی ایسا کبھی جاؤں

پیا کا بیری ہمارا جا جا

جو بات ان کی طبیعت میں ہے وہ کب جانیں   جو لطف ان کی طریقت میں ہے وہ کب جانیں

جو راز انکی حقیقت میں ہے وہ کب جانیں   مزہ جو ان کی محبت میں ہے وہ کب جانیں

تب جانیں جب انمیں سمائیں   موند کے نینان دھیان لگائیں

بند انکھین میں چمکے تارا جا جا

ہوئے ہیں حمزہ سے عشق سے جو متوالے   نبی کے عشق میں روتے ہیں لب پہ ہیں نالے

تپش سے دل میں پڑے ہیں ہزار یا چھالے   تڑپ کے کاٹتے ہیں رات کاٹنے والے

ڈر نرگن سے کا نیہا نبی کی   پروا کب ہے اور کسی کی

ٹانڈا چھوڑ دیا بنجارا

جا جا آوہ بادِ صبا جا

۱۲۵	طرز چھول چھڑیاں نہ مارو سیاں لگ جائیگی	۷

سکھیاں ہجر بپتا میں میں مرجاؤنگی
میں مرجاؤنگی نام کرجاؤنگی

بیہا کی آگیا تن میں لاگی ہاڑ جلیں اور ماس
اس لاگی کو کون بجھا دے پیا نہیں ہے پاس
دکھ سے برا جیں پیا طیبہ نگریاں
دئی ماری سکھی ہیں کدھر جاؤنگی سکھیاں

بیت بیت سب کوئی بولیں پر نہیں جانیں بیت کی ریت
تن من دھن کو آگ لگا دے گیاں گنوادے وہ ہے بیت
نیہا کی بپتا سکھی من ماں ہے مولے
لیکے سینے میں داغ جگر جاؤنگی سکھیاں

مجھ جیسے ہیں ان کو بچارن سب کا راکھیں اوہی صیان
بکیر بھی کیا پاپن سے کیوں ایسے ہوئے ہیں وہ انجان
پوچھونگی جاکے سکھی پیارے سجن سے
ایسی نہیں ہوں جو ڈر جاؤنگی سکھیاں

گورا مکھڑا چندر ماتھا نینن میں ہیں ڈورے لال
بل بل جائیں سینٹ نبی پہ گھونگر والے گھنے بال
کاکل کا ان کے سکھی قصہ نہ چھیڑو

دیکھو زلفوں سے بڑھ کر بکھر جاؤں گی سکھیاں

نس نس تن کے تار ہے اور تن ہے اپنا ستار
کر کر تار کے تار ہلا دیں او ہی کریں پھر تار م تار
دنیا کو چھوڑی نبیؐ جوگن نبیؐ کی
کیا میں اپنے ارادہ سے پھر جاؤں گی سکھیاں

مٹ کر خود میں مٹا رہی ہوں اپنی خودی کا رنگ
ملوں گی جب رنگریز کے رنگ میں رہونگی اسکے سنگ
شاداں پھر ونگی سکھی وحدت کے بن ماں
وہ ساتھ رہینگے جدھر جاؤں گی سکھیاں

اچھے اچھا میں حمزہ سب بھور ہے ہیں تن کے کیس
من میں ٹھنی ہے طیبہ دیکھوں جو ہے نبیؐ کا دیس
جھاڑونگی پلکوں سے روضہ کی جالی
انشاءاللہ تعالیٰ اگر جاؤں گی سکھیاں

۱۲۶	طرز ہو وصل ایسا نہ میں ہوں بلکہ تو ہو	۱۰

مرے دل کی یہ پوری آرزو ہو فنا ہو جاؤں باقی تو ہی تو ہو
کھوج ملے کیا ڈھونڈن سے ہر روپ میں ان کا رنگ نیا
جو تن را کھے چشم بصیرت وہ من وا کو دیکھ لیا
تمہاری کس لیے پھر جستجو ہو ہمارے سامنے ہو رو برو ہو

تم تو ہمرے من میں بسے ہو ہر دم ترا شبد سُنے
موسےٰ بچارے کچھ نہ بچارے آپ گرے مدہوش بنے
کلیم اللہ بھی رہ جائیں حیراں ہماری آپ کی جب گفتگو ہو

ہر گل میں سمایا رنگ تمہارا تم ہو ہر اک گل کے پاس
ہمرے من میں ایسے بسے ہو پھولن میں ہے جیسی باس
مثالِ رنگِ گل ہو آشکارا نہاں ہر ایک میں تم مثلِ بو ہو

مندر مسجد آپ بنائے روپ دکھائے کیا نیارے
آپ بنائے مدھ کی رنگت آپ اپن ہیں متوارے
نیا جوبن نیا جلوہ نیا روپ کہیں ساغر کہیں جام و سبو ہو

اپنے من میں دیکھت دیکھت توری صورتیا نین سمائی
جا کو دیکھا جا کو بوجھا وا کی صورت من میں پائی
ترا جلوہ سبے آنکھوں کی تپلی نظر جس پر پڑے میری وہ تو ہو

کاہ بتاؤں پر بھتی میں کوؤ نہیں ہے اپنے ساج
تمہیں ہمارے من کی ارماں تمرے کارن ہمرا کلج
بتاؤں کیا تمنا دل کی کیا ہے تمہیں حسرت تمہیں تو آرزو ہو

پہلے نبیؐ کو پہچانے جب اللہ اللہ ہم جانے
منھ احمدؐ کا بات احد کی سب باتوں کو ہم مانے
ملا ہم کو تمہارے منھ سے قرآں خدا کی شکل میں تم ہُو بہُو ہو

اٹھلائی ہوئی ہے چال تمہاری میٹھی میٹھی ہیں بتیاں
دیکھت بیری پیت جمائے ٹونا بھری دونو اکھیاں
عجب جادو بھری باتیں ہیں انکی بنے وہ دوست جوان کا عدو ہو
جاہ نے واکو پہچانا وہ چھوڑا سب کی جان پہچان
اپنے من میں آپ ہے وہ من کی دھن نہ تن کا دھیان
حقیقت منکشف جس پر ہو حمزہ روا سجدہ اسی کو چارسو ہو

۱۲۷	طرز سیلے تورے انکھوں میں ڈورے لال	۵

نبی جی تورے زلفوں کے بکھرے بال
ہیں وہ کمند دل ہائے عاشق اچھا بچھا ہے جال۔ نبی جی تورے
کالی کملیا کیسی سہا دے واپہ واروں تن من دھن
دھن میں واکے دیکھن کے کوئلہ بھیو مورا جل جل من
برقِ تجلی نینوں میں چمکی آیا جو رخ کا خیال۔ نبی جی تورے
جوت بچھائی نینن کی تمرے ڈگروا جگت پتی
آؤ آؤ پہا دھنی ہمرے داورے جگا و رتی
عالم میں برپا محشر نہ ہو جائے چلیے نہ ڈلتی چال۔ نبی جی تورے
کا ہے پرے پر چھائیں تمہاری جوت جوت سے بنا شریر
رسیلی نینن جادو بھریا بھویں کمانی پلکھن تیر

بچھن
قیمت
عکس
جسم

نرگس کے غنچے اِس پر رگِ گل نینوں میں دوڑے لال - نبیؐ جی تورے

سب دیس بدیس ہے راج تمہارا دھرتی تمری تمرا آکاس
مال و دھن اَورن کو بانٹیں کچھو نہ راکھیں اپنے پاس

بطحے سے نکلے طیبہ چلے ہیں کاندھے پہ کملی سنبھال - نبیؐ جی تورے

بانکو سج دھج موہنی مورت اور سہانا روپ
چندر ماتھا سورج مکھی نور بھیو جیوں چمکے دھوپ

آنکھیں چکاچوند حمزہ کی ہوگئیں دیکھا نہ تیرا جمال - نبیؐ جی تورے

۱۲۸	طرز پیارے نبیؐ کبھی سپنے میں آؤ جی درس دکھاؤ	۴

خواجہ مرے مجھے اجمیر بلاؤ جی اپنی بناؤ

خواجہ نینوں میں آؤ، میرے دل میں سماؤ، من کی منت دلاؤ جی اپنی بناؤ

ترے روضہ سے ہے دوری معین الدین اجمیری
تڑپتی ہوں بہ مجبوری معین الدین اجمیری

ہند کے تم سلطان کہاویں گھٹ گھٹ میں ترا راج
ہم پہ مہر کی کر کے نجریا بناؤ ہمارے سارے کاج

میں جو مانگو دلاؤ، میری جھولی بھراؤ، دھنی داتا کہاؤ جی اپنی بناؤ

مرے آقا مرے داتا ترحم کی نظر کیجے
حضوری میں ہے مجبوری معین الدین اجمیری

ہم برابر[1] رتی برابر کرپا گر ہو جگے رتی اور بنے سہاگ

قسمت جوت نین کی ہم پر ڈارو سُرج بناؤ ہمرا بھاگ[2]

رُخ سے پردہ ہٹاؤ، اپنا جلوہ دکھاؤ، میری قسمت جگاؤ جی اپنی بناؤ

ترستی ہیں مری آنکھیں کرادو ان کا درشن تم

یہ حسرت دل کی ہو پوری معین الدین اجمیری

دنیا جوگ سوگ سب جھوک چڑھائی چھوڑی پرتھی[3] کا ساجا

اپنے نبیؐ کی ناؤ لی ہوں واسے ملاؤ جی نواج۔۔

بات میری نبھاؤ، نبیؐ جی سے ملاؤ، میرا دکھڑا سناؤ جی اپنی بناؤ

مرے ساقی ترے صدقے بنا حمزہ کو متوالا

پلادے بادۂ نوری معین الدین اجمیری

اپنی دیا حمزہ پر راکھو سب کے بناؤ سارے کام

تم تو ہے اجمیری سیاں خواجہ مُہادے تمرا نام

خواجہ بگڑی بناؤ، ڈوبی ڈوبی بچاؤ، پار نیا لگاؤ جی اپنی بناؤ

۱۲۹	طرز درشنوا کو ترسیں ہماری انکھیاں	۵

نینوا میں لبیو طیبہ کے بسیاں

ترے بنا موہے کچھ ہو نہ بھاوے درس دکھاؤ آ ؤ رسیاں

وہ گئے آ کے رہی آنکھ میں صورت باقی رہ گئی لب پہ جدائی کی شکایت باقی

کھلتے ہی آنکھ جو دیکھا تو ہے نجمت باقی ، نہ وہ محفل ہے نہ وہ بزم نہ صحبت باقی

آ کے گیو پیا سپنے میں مورے

پھر دیکھن کو جیا ترسیاں

دل کو بہلایا مگر ہجر میں وحشت نہ گئی ، دل تو قابو سے گیا دل سے پر الفت نہ گئی

کسی صورت بھی تصور سے وہ صورت نہ گئی ، تاب طاقت گئی لیکن تپ فرقت نہ گئی

منوا جلا دینو براہ کی اگنی

بجھاؤ سیاں آگ بر سیاں

شعلۂ عشق نہیں دل کو جلا دیتا ہے ، دل جلاتا نہیں یہ دل کو جلا دیتا ہے

زنگ دل چھیل کے آئینہ بنا دیتا ہے ، جلوۂ عارض جانا نہ دکھا دیتا ہے

جوت پیا کی من ماں لبی ہے

بھول میں جیسی باس بسیاں

اثر اتنا تو ہو جذبۂ دل ناشاد کبھی ، مجھ کو بھولے سے میں نے میں کریں یاد کبھی

ہجر کی میری زبانی سنیں روداد کبھی ، ہند میں کر نا مری خاک نہ برباد کبھی

منوا کی مورے ارماں ہے اتنی

تورے چرن پہ جاں نکسیاں

آج اتری ہوئی صورت ہے خدا خیر کرے ، زرد چہرہ کی بھی رنگت ہے خدا خیر کرے

گریہ ہے نالہ ہے وحشت ہے خدا خیر کرے ، حمزہ یہ کیا تری حالت ہے خدا خیر کرے

کیا کہوں سکھیاں کل نہ پرت ہے

پھانس برہ کی من میں دھسیاں

۱۳۰	طرز اجمیری سیاں خواجہ ہے تورا نام	۱۱

طیبہ کے بسیاں — لولاک توری شاں

نور نبی گر پیدا نہ ہوتا — ہوتا نہ کون و مکاں — طیبہ کے بسیاں
نور خدا ہے شکل نبیؐ میں — چہرہ پہ میں قربان — "
دیکھ کے انکے لب کو حیا سے — پھیکا پڑا مرجان — "
سرخی بھری ہے ہونٹوں کی رنگت — جیسے چبائے پان — "
ہاتھ لگے گر خواب میں میرے — چھوڑوں نہیں داماں — "
حضرت عشق آؤ جاتے کہاں ہو — دل میں رہو مہماں — "
آنکھیں مری ترے روضہ کی جالی — دونوں رہیں یکساں — "
ایک ہی نظر میں دل کو لٹایا — مژگان بنے پیکاں — "
عاشق کو اپنے پہچان کر بھی — ہوتے ہو کیوں انجاں — "
نیا بچاؤ ڈوب رہی ہے — تمہیں بڑھاؤ بادبان۔ — "
حمزہ وہ شوخ پردہ نشیں کا — دل ہے میرا ایواں — "

۱۳۱	طرز۔ اجمیری سیاں خواجہ ہے تورا نام	۱۱

معراجی سیاں — عرش تورا ایواں

کہتے ہیں جس کو روح الامیں سب — وہ ہے ترا دربان — معراجی سیاں

داروغہ ہے وہ باغِ نبیؐ کا	کہتے جسے رضواں معراجی رے سیاں
عرش و کرسی لوح و قلم سب	تیرا ہی ہے ساماں "
بارِ گنہ سے گردن جھکی ہے	مشکل کرو آساں "
منکی مرادیں مانگ رہی ہوں	بھر دو مرا داماں "
اُنکا دہن ہے درجِ صدف کی	گوہر بنے دندان "
طیبہ کے سیاں طیبہ کے سیاں	تجھ پہ ہے جاں قرباں "
طفلی جوانی دونوں سے بچ گئے	لیگا بڑھاپا جاں "
تن من سارا تم پہ لٹا دوں	دل کا ہے یہ ارماں "
جوگی کا ہم نے لیا برن ہے	دیو جی داتا دان "
خود کو مٹاوے عشقِ نبیؐ میں	حمزہؒ کا کہنا مان "

۱۳۲	طرز مشترکہ جیا تم سے بریا رے سکھی ری دن کیسے کٹنگے بہار کے	۷

طیبہ نگر سے۔ پیا کے گھر سے سکھی ری۔ میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

چھانڈو جی سکھی موری بیّاں ۔۔۔ وہیں رہونگی جاں ہے سیّاں

مجھے کتنا مناؤ۔ نہیں مانونگی جاؤ۔ میرا دل نہ دکھاؤ۔ دیکھو نہ رے بھرونگی ہائے ہائے کے

میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

لاگی اگیا برہ کی من ماں ۔۔۔ ہاڑ پھونکی جلن ہے تن ماں

پاس مجھ کو بلائیں۔ پیا وہ آ کر منائیں۔ من کی لاگی بجھائیں اپنی رحمت کا مینہ برسائے کے

میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

نبیؐ جوگن میں وا کے کارن   مورے منوا میں ہے جا کی سمرن
خاک منھ پر ملے - بھگوی کفنی رنگائے - بال بکھرا کے آئے
چلی مستانہ حالت بنائے کے
میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

نہیں لینی کھبر موری سیاں   جان واکی جدائی میں جیاں
پیلی رنگت مری   اتری صورت مری   دیکھیں حالت مری
کون لائیگا ان کو بلائے کے
میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

دھیان ان کا بندھی جو من ماں   اب من ہی نہیں ہے تن ماں
دل میں کیسے گئے   پیا دل لے گئے   خوب جل دے گئے
کیسے انجان بنے دل لبھائے کے
میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

ہوں میں پاپی کہوں کیا سندیا   کملی والے کا پر ہے بھروسا
جن کے دھن میں گھلی   مجھ کو ہے بیکلی   میں جنم کی جلی
مجھے اب کیا کروگے جلائے کے
میں تو واپس نہ آؤنگی جائے کے

میرا منوا ہوا ہے پختیاں   سچی مچی سنیں میں نے بتیاں
کلمہ گو ہے نبیؐ   تیری امت سبھی   پائی جنت جبھی

گئے حمزہ یہ فقرہ سنائے کے
میں تو واپس نہ آؤں گی جائے کے

۱۳۳	طرز لاکے ملا موری پیاری موہن	۷

میں تو سپنے میں دیکھ آئی طیبہ نگری
میرے پیارے نبی جی کی جلوہ گری

کیسا سہانا ہے بستی پہ نور۔ آنکھیں چکا چوند ہو گئیں حضور۔ نینوں میں ہے نور دل میں سرور
دیکھی تیرے دوارے کی منڈپ ہری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

گورا بدن مثل خورشید تن۔ کالی کملیا زیب بدن۔ نکلی تجلی باہر کو چھن
چلی نورِ الٰہی کی دریا بھری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

ماتھے کے رتّے سے چندر ہے کم۔ زیبندہ رُخ پر زلفوں کا خم۔ ابرو مثالِ طاقِ حرم
میں تو بیاختہ بہرِ سجدہ گری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

دنداں میں گوہر تو لب ہیں لال۔ نخل تمنا ہیں پلکوں کے بال۔ آنکھوں کی پتلی کا پوچھو نہ حال
شیشے میں جیسی سمائی پری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

کاکل کے خمدار ایسے ہیں بال ۔ عاشق کے دل پڑ ڈالے وہ جال ۔ ہے لفِ معنبر کا دل میں خیال
مُنھ سے نکلتی ہے بُو عنبری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

جب تک نہ ہوں میں الفت کی بُو ۔ بناوٹ کی کام آئے کیا گفتگو ۔ کسی دن جو ہو جائینگے دُوبدو
وہ پہچان جائینگے کھوٹی کھری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

آئیگا جس روز روزِ جزا ۔ برسیگی رحمت کی اس دن گھٹا ۔ رہیگی اے حمزہ بفضلِ خدا
محمدؐ کی امت کی کھیتی ہری
مرے پیارے نبیؐ جی کی جلوہ گری

۹	طرز ۔ وارث بھر دے ایسا جام کہ جس سے مست بنے متوالے	۱۳۴

گورے رُخ پہ ترے قرباں
او کالی کملیا والے

لولاک لما ہے تیری شاں ہے دونوں جہاں کا تو سلطاں
تیرے لیئے ہے کون و مکاں معراج کے جانے والے

ماتھا ہے تیرا چندر پونم ابرو ہیں دونوں طاقِ حرم
کاکل کو بنائے خم در خم تیرے بال گھونگر والے

نعت کا کھلا ہے میخانہ لبریز ہے دل کا پیمانہ

کیا جھوم رہے ہیں مستانہ مے عشقِ نبیؐ کے متوالے
ہاں ذاتِ خدا کی ہے واحد کہنا ہے بجا اللہ صمد
ہیں نورِ احد کے جزو احمدؐ وہ کُل کے بنانے والے
کیا فرش سے لیکر عرش تلک سب نورِ الٰہی کی ہے چمک
دنیا کو دکھانے آئے جھلک دُنیا کے بنانے والے
پُر لطف ہے کیا طیبہ کی گلی آتی ہے نظر یہ کتنی بھلی
دُنیا ہی میں جنت ہم کو ملی حیرت میں ہیں جنت والے
خفگی کا سبب فرماتے نہیں کچھ میری خطا بتلاتے نہیں
پہلے کی طرح کیوں آتے نہیں میرے خواب میں آنے والے
آئے نہ گنہ سے اپنے باز کرتے ہی رہے ہم تجھ پر ناز
کر دامنِ رحمت اپنا دراز وہ ناز اُٹھانے والے
محشر میں تپش حمزہ کو ہو جب سوکھا ہو گلا اور خشک ہوں لب
بھر بھر کے پلا ساقیِ عرب کوثر کے پیا پے پیالے

۱۲	طرز - آہ آؤ مدد کو فخرِ نوح موری نیا ڈوبی جائے رے	۱۳۵

چلی چلی گنہ کی تیز پون
موری نیّا جھوکے کھائے رے

آن پڑا موجوں کا تھپیڑا چھوٹ گیا سب ساتھ کا بیڑا

ڈولت ڈولت نیّا ہماری
کیسے کنارے جائے رے

تن کی نیّا روح چلاوے — پاپ اور پن کا بوجھ اٹھاوے
جاوے چلا جب کھیون ہارا
ناؤ کو مٹی کھائے رے

رنج و الم کی چھائی بدریا — نینوں سے منہ برسن لاگا
جھُم جھُم جھُم جھُم آنسو بہکر
من کی آگ بجھائے رے

یوں تیوں نیا پار نکس گئی — آکے کنارے گال میں دھس گئی
نزع میں برسا ابرِ رحمت
نالے ناؤ چڑھائے رے

اپنے نبیؐ کی بات نہ مانی — سمجھے جگت کو کھیل کہانی
منھ کو چھپا کے چار کے کندھے
کس برتے پہ جائے رے

عمر کی میرے ناؤ پرانی — جرم و گنہ کی اس پہ گرانی
راہ گزر کا پانی ہے گہرا
کون کنارے لائے رے

گھاٹ سے نیّا چھوٹ گئی ہے — دھار پر آکر پھوٹ گئی ہے
ٹوٹ گئی ہیں عمر کی رسیاں

کاہے ہوت پچھتائے رے

فرش حویلی گھوڑا ہاتھی   نوکر چاکر چھوڑ کے ساتھی

اعمال کا تکیہ لے کے سرہانے

گور میں سونے آئے رے

پاپ گن سے چکر کھائی   ناؤ چٹان سے ٹکر کھائی

کڑا کڑا کڑ کڑ تختے ٹوٹے

ڈوب چلی میں ہائے رے

ندیا کا ہے دور کنارا   نیا کا نہیں کھیون ہارا

خدا بنا، نا خدا ہمارا

اوہی پار لگائے رے

ناؤ کی دیکھی حالت بیڈھب   پڑھنے لگی میں کلمۂ طیب

مجھ دکھیا کی من کے صدائیں

پیارے محمد آئے رے

بس رسا ہے حمزہ مضطر   آؤ بچاؤ قاسم کوثر

خضر کے رہبر راہ پہ لاؤ

ناؤ ڈوب نہ جائے رے

۱۳۶	طرز — نہ ملے ابھی محمدؐ مرے دل کو کل نہ آئے	۷

میں فدائے مصطفےٰ ہوں بجز اُن کے کل نہ آئے
میں نہ جاؤں طیبہ جبتک مجھے یاں اجل نہ آئے

ہو جو تیرے دوارے کا درشن کردوں جی سے نچھاور میں تن من
کہاں ڈھونڈوں میں تجھ کو سنوریا
تری جستجو کی خاطر مرا دم نکل نہ آئے

گنگا جمنا بنیں میری دو نیں ٹپ ٹپ ٹپ گریں اشک دن رین
قطرہ قطرہ یہی بن کے دریا
مری چشم تر کا چشمہ کہیں اب اُبل نہ آئے

نبیؐ نیہا کے دکھ سے میں دکھیا یو میری نبیؐ جی کھبریا
دل ہے فرقت میں بیچین ایسا
جو میں کروٹیں بھی بدلوں کسی طرح کل نہ آئے

تورے بلہار ہوں میں نبیؐ جی چھانڈوں تورے چرن نہ کبھی جی
لاکھ سمجھائیں مجھ کو اجیتا
غم عشق میں نبیؐ جی مرے کچھ خلل نہ آئے

لاکھوں[۱] نیہا[۲] کی بتیا[۳] چھپائے کبھی منھ سے نہ نکسے کہ ہائے
ہو نہ جائے کبھی راز افشا
مری آنکھ سے بھی آنسو کسی دن نکل نہ آئے

واکی اچھا[۱] میں گزری عمریا یوں ہی سونی رہی ہے سیجریا
ان سے ملنے کی رہ گئی تمنا

مرے نخلِ آرزو میں کبھی پھول پھل نہ آئے

جان نرگن کا ہے سارا منڈان مان من سے نبیؐ جی کا تو مان

حمد اور نعت کہنے میں حمزہ

کوئی بات بھی زباں پر تری بے محل نہ آئے

۱۳۷	طرز۔ سائیں طیبہ سے پیت لگائے	۴

بنکے خاتم نبیوں کے آئے

جلوہ دکھائے۔ پیمبر کہائے۔ رب سے ملائے

منجھ جلوہ نہ رب کا عرش کی منزل میں ہے

ہر زمان و ہر مکاں ہر بزم و ہر محفل میں ہے

چار عنصر باد و آتش اور آب و گل میں ہے

ہے وہی دیر و حرم میں اور ہمارے دل میں ہے

لاکھن کا وہ پالن ہارا لاکھن واکے نام

وہی کرت کرتار ہے بے ساجھے سارے کام

اپنی قدرت کا شعبہ دکھائے۔ نور نبوی نبائے۔ دنیا میں لائے۔ جو محمدؐ کہائے

وہ محمدؐ عرش سے بڑھ کر رسائی اس کی ہے

وہ خدا کا نور ہے ساری خدائی اس کی ہے

کفر کی ظلمت مٹی ساری صفائی اس کی ہے

دو جہاں میں مومنو فرمانروائی اُس کی ہے

مُلکن مُلکن واکے داسی جو کہے مالا صبح و شام

اُنگلین کے بھیا چومیں کہہ کے محمد نام

ہم کو راہِ ہدایت بتائے۔ سب کچھ سنائے۔ ہم نے سمجھے نہائے اپنے کیے کو پائے

ایک دن سارے زمانے پر اُداسی چھا جائیگی

ایک دن بادِ فنا عالم پہ آفت ڈھائیگی

جز کفِ افسوس ملنے کے نہ کچھ بن آئیگی

ہاتھ خالی دیکھ کر مخلوق سب گھبرائیگی

جس کارن آئے دھرتی میں وہ کام نہ کرنے پائے

سر پر آکر موت کھڑی ہے کاہے ہوت دیوانے

ہم نے دُنیا سے دل کو لگائے۔ عمر یونہی گنوائے۔ [illegible] کوئی ساتھ نہ آئے

روزِ محشر پھر وبالِ جسم و جاں ہونے کو ہے

داستانِ ماتمِ [illegible] بیاں ہونے کو ہے

رازِ مخفی چار لوگوں میں عیاں ہونے کو ہے

[illegible] مکر و ریا سب [illegible] عیاں ہونے کو ہے

کرنے والے کرت نبیلے نیکی بدی کی چھان پھٹک

ہر احمد ہم لوگن کو چن چن لیگا جان پہچان

دیکھو حضرت شفاعت کو آئے۔ سر کو جھکائے۔ ہاتھ دونوں اٹھائے

اپنی اُمت بچائے

۱۳۸	طرز - اپنا مجنوں بنانا پیا رے پیا	۵

خاتم المرسلیں ہیں ہمارے نبیؐ
رحمت العالمیں ہیں ہمارے نبیؐ

نورِ محمدی کا جہاں میں ظہور ہے — کوئی اگر نہ دیکھے تو اس کا قصور ہے
ہے مردمک میں جلوۂ جاناں چھپا ہوا — آنکھوں میں نور دل میں ہر اک کے سرور ہے

مرحبا دل نشیں ہیں ہمارے نبیؐ
خاتم المرسلیں ہیں ہمارے نبیؐ

امت پہ انکے فضل خدائے جلیل ہے — جاری ہمیشہ رحمتِ حق کا سبیل ہے
لَا تَقْنَطُوْا سے رحمتِ باری ہے آشکار — آیت یہ مغفرت کی ہماری دلیل ہے

شافع المذنبیں ہیں ہمارے نبیؐ
خاتم المرسلیں ہیں ہمارے نبیؐ

احمد کا میم پردہ ہے اسرار و راز کا — کونین اک طلسم ہے راز و نیاز کا
آئینہ خانہ میں نظر آتی ہے ایک شکل — جلوہ ہے دو جہان میں آئینہ ساز کا

اس میں پردہ نشیں ہیں ہمارے نبیؐ
خاتم المرسلیں ہیں ہمارے نبیؐ

مومن کے دل میں شمعِ نبوت کا نور ہے — سب عاصیوں پہ فضل خدائے غفور ہے
رہتی ہے انکی آٹھ پہر لو لگی ہوئی — پوشیدہ دل میں کوئی نہ کوئی ضرور ہے

اس مکاں کے مکیں ہیں ہمارے نبیؐ

خاتم المرسلیں ہیں ہمارے نبیؐ

وہ کونسا مکان ہے جس میں مکیں نہیں — وہ انجمن نہیں کہ جہاں وہ حسیں نہیں

حمزہ اُسی کے جلوے سے ہر مردمک میں نور — کس چشم میں وہ لیلئے محمل نشیں نہیں

جہاں دیکھو وہیں ہیں ہمارے نبیؐ

خاتم المرسلیں ہیں ہمارے نبیؐ

۱۳۹	مشترکہ طرز۔ کملی والے کنہیا۔ مورے سپنے میں آجا	۴

طیبہ والے سنوریا — ذرا درشن دکھا جا

نینوں میں آجا — مورے من میں سما جا

پیتم آؤ سینے میں اور بھردو مورے من مان رنگ

لوہا سونا ہو جائے گر پارس سے ہو اس کا سنگ

مورے پیارے پیا — ذرا نیناں ملا جا — طیبہ والے

اے نورِ یزداں، محبوب باری — فرقت میں تیری ہے بیقراری

لب پہ فغاں اشک آنکھوں سے جاری — کبتک کریں ہم یوں اشکباری

نیہا کی ندیا پور چلی جب بہنے لاگیں دونوں نین

توری چاہ میں ڈوب رہی ہوں کرکے برہا کی من میں مین

آجا آجا کھیویا — پار نیا لگا جا — طیبہ والے

گلشن کے ہر گل میں تیری مہک ہے — بلبل میں قمری میں تیری چہک ہے

یاقوت و گوہر میں تیری جھلک ہے　　ہر رنگ ذرہ میں تیری چمک ہے

نور نبیؐ ہے آئینہ یا بھوت کیا رنگ یا بے رنگ

بے پرچھائیں کا ہے انسان سب سے نرالا اس کا ڈھنگ

ذرا پردہ اُٹھا جا　　یہاں عکس دکھا جا　　طیبہ والے

نور جلالی میں شانِ جمالی　　ہے شان تیری سب سے نرالی

گل رنگ رُخ ہے زلفیں ہیں کالی　　سرمئی انکھیاں بڑی رحم والی

سلونی صورت گوری رنگت ڈلتی ڈلتی پیاری چال

بانکے نبیؐ کے سر پر ساجیں گھونگر والے گھنے بال

مورے بانکے پیا　　اپنی پیت نبھا جا　　طیبہ والے

گردش میں جبتک ہے چرخِ اخضر　　شمس و قمر کا جبتک ہے چکر

دنیا کا جبتک قایم ہے منظر　　شہرہ ہو پیارے نبیؐ کا ہی گھر گھر

حمزہ جیسے لکھن ہارے لاکھ لکھیں گے تیری گن

اپنی اپنی کہنا وت میں سب کو رہیگی تیری دھن

نبیؐ کرکے دیا　　سب کی اچھا دلا جا　　طیبہ والے

۱۴۰	طرز۔ یاد تجھے کرتے کرتے اللہ ہو چاتر وہی ہے جو کھو گئی رے	۵

موز ہجر نبیؐ میں جو آنسو بہے　　مورے من کی گدریا دھو گئی رے

رنگدو رنگدو چندریا رنگیلے پیا　　اب یہ رنگنے کے قابل ہو گئی رے

یوں تو سب رنگ رنگا کرتے ہیں   رنگ پختہ ہی دیا کرتے ہیں
جو کہ رنگریز ہوا کرتے ہیں   اپنے ہم رنگ کیا کرتے ہیں

رنگریز کو اپنے ڈھونڈن گئی
اس کو پا کر خود میں کھو گئی رے

منے وحدت جو پیا کرتے ہیں   اپنی مستی میں رہا کرتے ہیں
کبھی روتے ہیں بکا کرتے ہیں   ٹیسو کے نعرے وہ بھرا کرتے ہیں

لال اور پیلے کی بوجھ کہاں کی
سکھی بیرنگ جو کوئی ہو گئی رے

ہجر کا داغ جو دل کھاتا ہے   رنگ لالہ کی طرح پاتا ہے
وصل میں رنگ بدل جاتا ہے   کچھ نہ پوچھو جو مزہ آتا ہے

واہ جانیں ہیں ہم انیں وصل کی لذت
پیتی نہ چھوٹے سکھی جو گئی رے

کام دھرمی جو کیا کرتے ہیں   وہ جو ادب سے کیا کرتے ہیں
اس بھروسہ پہ رہا کرتے ہیں   سچ مثل ہے جو کہا کرتے ہیں

اوڑھے گی او ہی لینتی چندریا
گل ٹیسو کی پیٹر جو بوگئی رے

حمزہ جب فضل خدا ہوتا ہے   عقدہ رنگریز کا وا ہوتا ہے
جلوہ گر دل میں پیا ہوتا ہے   سکھی پچتائے سے کیا ہوتا ہے

چاتر چندریا لے گئی رنگا کر

چوتھی پوٹڑ سہیلی دہ سوگئی مے

۱۴۱	طرز	سنو صاحب مرا دل جبل جائے گا ہے آتشِ فرقت بھڑکی جگر میں	۵

جس کی خواہش ہے وہ ابھی مل جائیگا آٹھوں پہر کہو اپنی زباں سے
اللہ اللہ اللہ ہو ابھی وہ مل جائیگا

پیرِ طریق کی کہیں پہلے تلاش کر جو راز وہ بتائے سمجھ لے نہ فاش کر
جو کچھ ہے دل ہے جائے دل کی تماش کر افشا نہ کرنے راز کو باتیں تراش کر
ایک ہی صدا ہو دل و دہاں سے
اللہ اللہ اللہ ہو ابھی وہ مل جائیگا

آساں ہے لینا ہاتھ میں پیرِ رسا کا ہاتھ دشوار ہے سمجھنا کہ ہے کس ہُدیٰ کا ہاتھ
کس سلسلہ سے پہنچا ہے خیر الوریٰ کا ہاتھ دستِ خدا ہے کب ہے جُدا مصطفےٰ کا ہاتھ
ذکرِ جلی ہو سترِ نہاں سے
اللہ اللہ اللہ ہو ابھی وہ مل جائیگا

پہلے تو چشمِ دل سے شریعت کو دیکھئے جم جائے جب نظر تو طریقت کو دیکھئے
یہ راہ طے ہوئی تو حقیقت کو دیکھئے پھر معرفت کے لطف حلاوت کو دیکھئے
سن لو صدائیں کون و مکاں سے
اللہ اللہ اللہ ہو ابھی وہ مل جائیگا

گندم نمائی کام نہ آئیگی جو فروش دل میں اگر ہو جوش تو حاصل ہو کچھ خروش

ذکر خدا میں چاہیئے خالص عمل کا جوش　　جب بیخودی کے پردہ میں قایم رہیگا ہوش

سُن لے گا آواز آئی کہاں سے

اللہ اللہ اللہ ہو　　ابھی وہ مل جائیگا

میزانِ عمل میں کبھی اعمال اپنے تول　　اسرار تیرے دل میں جو پنہاں ہیں اسکو کھول

کہنا جو چاہتا ہے بلا خطرہ صاف بول　　دُر ہائے پند لینگے ترے حمزہ لوگ مول

نکلے صدا یہی　　روح رواں سے

اللہ اللہ اللہ ہو　　ابھی وہ مل جائیگا

۴	طرز — یثرب کا چھیلا سانوریا من پیارو لاگو جی / تھارو نام محمد مصطفےٰ من پیارو لاگو جی	۱۴۲

من نیہا نی نے پھونک دیا　تن اگیا لاگی رے

آکے پیارے نبی جی بجھاؤ　　تن اگیا لاگی رے

کہہ سکتا نہیں کوئی کہاں پردہ نشیں ہے　　بالائے فلک وہ ہے کہ وہ زیر زمیں ہے

میں ڈھونڈھوں اُسے کیونکہ مرے نکو یقیں ہے　　وہ میرے مکانِ دلِ مضطر کا مکیں ہے

من میں رہنا تن کو جلانا ہے یہ پیا کا کام

بیتا ماری نیہا بچاری ناحک ہے بدنام

پیا رحمت کا مینھ برسا دو نا　　تن اگیا لاگی رے

ہر وقت مرے آگے ترا روئے نکو ہو　　ہو میرا اٹھکانا وہیں جس جائے کہ تو ہو

بھر تیرے وصل سے پھر دل کا سبو ہو　　تا دامن دل سوزنِ وحدت سے رفو ہو

نینن میں ہے جوت جیسی پھولن میں ہے باس
ہے یہ من کی مورے اچھا رہوں پیا کے پاس

پیا پاس تم اپنے بلاؤ نا — تن اگیا لاگی رے

تصویر خیالی ہوں میں پتلا ہوں فنا کا — مجموعہ ہوں میں آتش و گل آب و ہوا کا
در اصل میں گنجینہ ہوں اسرارِ خدا کا — کھل جاؤں تو کھل جائیگا سب رازِ بقا کا

منھ سے نکلی بات پرائی کہیں مثل گوئیاں
اگر سنیں گے گھر کی باتیں روٹھینگے سیاں

سکھی سیاں کو مورے مناؤ نا — تن اگیا لاگی رے

حمزہ ہے عیاں حال مری نشو و نما کا — امت ہوں محمدؐ کی میں بندہ ہوں خدا کا
حیرت ہمہ عالم میں مرقع ہوں فنا کا — بے پردہ ہستی میں نہاں رازِ بقا کا

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ہوگی سانچ مثال
اپنے حال کو حال میں رکھو حمزہ چھوڑو قال

دل کا دل ہی میں بھید چھپاؤ نا — تن اگیا لاگی رے

۲۰	طرز۔ اپنے جیا کی بات رے۔ سن بادِ بہار حلیۂ آنحضرت صلعم	۱۸۳

اپنے نبیؐ کا دھیان رے — کر من میں بچار
ہے وہ بیشک نور کا پتلا شکلِ بشر میں رب کا جلوہ — دل سے سن لے حلیہ اس کا
شکلِ نبیؐ پہچان رے — کر من میں بچار

قامتِ اقدس اس کا میانہ رنگ ہے سُرخ و سفید سہانا پیاری رنگت اس پہ ملاحت
مُنھ پر خدا کی شان رے کر من میں بچار
سرِ حضرت کا بڑا اور بحیال گیسوئے مشکیں نرم اور گنجان گھونگروالے کالے کالے
تا گردن لانبان رے کر من میں بچار
مانگ تھی سیدھی سر پہ نکالی بالوں میں تھا تیل نمایاں تین دنوں کا وقفہ دے کر
تیل کا ہوتا دھیان رے کر من میں بچار
گوش مبارک دونوں برابر درجہ میں اوسط کم نہ بڑھکر جبیں مصفّی اور کشادہ
نور کا تھا میدان رے کر من میں بچار
باریک ابرو اور خمیدہ ہر یک حصہ جدا جدا تھا ہاشمی رگ تھی صاف نمایاں
ابرو کے درمیان رے کر من میں بچار
اس رگ میں تھی صفت انوکھی رحم و غضب میں گھٹتی بڑھتی باطل و حق کا فیصلہ کرتی
ایسی تھی شریان رے کر من میں بچار
آنکھ بڑی اور سرمہ والی پتلیاں اس میں کالی کالی سپیدیوں میں لال تھے ڈورے
لانبی تھی مژگان رے کر من میں بچار
اُبھرے ہوئے رخسار معلّیٰ سرخی مائل رنگ تھا اُن کا بینیِ اقدس سیدھی اونچی
دونوں لب مرجان رے کر من میں بچار
دہن کشادہ اور معنبر کہنا بجا ہے درجِ گوہر بعض جدا اور کچھ تھے مل کر
چمکیلے دندان رے کر من میں بچار
تھا وہ نہایت شان کا چہرہ گول زیادہ اور نہ لانبا ریشِ مبارک سینہ تک تھی

لانبی اور گنجان رے کرمن میں بچار
گردن شفاف اور بھلی تھی گویا وہ سانچے میں ڈھلی تھی چوڑا چکلہ پیارا سینہ
نور کا مخزن جان رے کرمن میں بچار
بھرے بھرے تھے دوش منور ملے نہ تھے پر باہم یکدیگر مہر نبوت کی تھی منت
دونوں کے درمیان رے کرمن میں بچار
دست و بازو لانبے قوی تھے چوڑے سیدھے کف و در پنجے انگلیاں لانبی اور ملائم
ہاتھوں کے شایان رے کرمن میں بچار
بغل سپید اور اس میں خوشبو بال نظر آتے نہ سر مو صاف اور ستھرا قوی بدن تھا
نوری تھا انسان رے کرمن میں بچار
پنڈلیاں گو تھیں گول اور پتلی آتی نظر تھیں ابھری ابھری اونچی ایڑی تلوے خالی
جیسے کھڑاوں جان رے کرمن میں بچار
پنجۂ پا کی دوسری انگلی تھی وہ انگوٹھے سے کچھ لانبی ہے یہ حلیہ پیارے نبی کا
جن پر ہوں قربان رے کرمن میں بچار
دیکھی جنھوں نے ایسی صورت تھے وہ نہایت ہی خوش قسمت بیڑا انکا پار لگا ہے
اور ہیں شادان رے کرمن میں بچار
ذکر نبی کے سننے والو حلیۂ اقدس دھیان میں رکھو خواب میں آئیگی وہ صورت
سچا اگر ہے دھیان رے کرمن میں بچار
دل میں تصور ایسا جماؤ آنکھیں بند اور سر کو جھکاؤ فضل خدا کا گر ہے حمزہ
کام ہے آسان رے کرمن میں بچار

۱۴۴	طرز پیاری تورے بالے جوبن پر کس کس کے مارا ہے تیر	۵

نبی تورے گورے بدن سے چھن چھن کے برسے ہے نور
پر چھائیں تن کی کب ہو ظاہر ہیں نورِ مجسم حضور
نبی تورے گورے

نور کے جلوے دیکھن ہارے دیکھ کے ہو گئے دنگ
کالی کملیا نور سے چمکی بنا نرالا رنگ
فانوس کا رنگ شمع کی لو سے
رنگت کو بدلے ضرور نبی تورے گورے

نور خدا سے نور نبی ہے نور نبی سے کل منڈان
چشم بصیرت تبلادیگی دل میں اگر ہوش کا دھیان
نور الٰہی شکل بشر میں
کیسے ہوا ہے ظہور نبی تورے گورے

ہیرا اُجلا لعل ہے لال پکھراج کا پیلا رنگ
رنگ سے ہر اک نام جدا ہے اصل میں سب ہیں سنگ
ہوتا نہ ظاہر نورِ نبی گر
پتھر نہ بنتا بلور نبی تورے گورے

جب تک ڈوری ثابت ہے بے کھٹکے اڑے پتنگ
رشتہ ٹوٹا سب سے چھوٹا لوٹن ہارے رہ گئے سنگ

وقتِ اخیر یہ مولا سنبھالو
شیطان نہ ڈالے فتور نبی تورے گورے
دل کو لگاؤ اس دل سے جس دل میں ہو کچھ لاگ
بن میں گھسے لکڑی پہ لکڑی جب تو پیدا ہوتی آگ
حمزہ کے دل میں اپنی تجلی
بھر دو جی نوروں کے نور نبی تورے گورے

۵	طرز۔ وہ کملی والے سائیں بانکے رنگیلے	۱۴۵

وہ طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے
نیناں رسیلے کیسے سجیلے بانکے رنگیلے چھیل چھبیلے
طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے
ابرو و چشم جبیں کا ہے مرقع کیا خوب ہے خجل نرگسِ شہلا تو قمر ہے مجبوب
غنچہ حیران ہے اس غنچہ دہن کے آگے گل عارض کی نزاکت ہے گلوں کو مرغوب
نازک بدن ہو رشکِ چمن ہو غنچہ دہن ہو من کے موہن ہو
گوری ہے رنگت پیاری ہے صورت موہنی مورت ابرو نکھیلے
طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے
مدتوں نورِ نبی رکھا بنا کر مستور شکل انسان میں لانا تھا خدا کو منظور
سیکڑوں طرح قدرت نے بنائیں شکلیں جب پسند آئی یہ صورت تو ہوا اسکا ظہور

شانِ خدا ہو شمس الضحیٰ ہو بدر الدجیٰ ہو نور الہدیٰ ہو
حاصل ہے دولت مہرِ نبوت پائی ہے وحدت کثرت سے پہلے
طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے

آدم و یوسف و عیسیٰ کا بنا جب نقشا سب نمو نے گرے نظروں سے کوئی بھی نہ جچا
شکل خلاق کے ہمشکل بلا شبہ نبی یدِ قدرت نے بنایا قد و قامت تیرا
رب کی جھلک ہو فخرِ ملک ہو برقی چمک ہو گل کی مہک ہو
اعلیٰ ہے سیرت بالا ہے فطرت قبضہ میں قدرت سب کھیل کھیلے
طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے

اے نبی جلوہ سے تیرے ہے ظہورِ عالم تیرے انوار سے ظاہر ہوا نورِ عالم
ایسی عالم کو پلائی مئے وحدت تو نے کم نہ ہوگا کبھی تا حشر سُرورِ عالم
طیبہ مکیں ہو بیشک امیں ہو بانیٔ دیں ہو مہر مبیں ہو
تاجِ شریعت طرۂ طریقت شاہِ حقیقت عارف رنگیلے
طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے

حشر میں حال پریشان وہ دکھائے کسکو جز ترے شافع محشر وہ بلائے کس کو
حالِ پرِ حمزۂ[۱] کثرت کے شفیع عالم رحم تجھ کو جو نہ آئے تو پھر آئے کس کو
عالی ہمم ہو بحرِ کرم ہو نورِ قدم ہو شاہِ امم ہو
روزِ قیامت کر کے شفاعت سب اپنی امت دامن میں لے لے
طیبہ کے بانکے تورے نیناں رسیلے

[۱] مصنف کے بچے کا نام ہے

۱۴۶	طرز۔ ہائے مجھے دردِ جگر نے ستایا	۵

ہائے کملی والے نے جیارا لبھایا
موہے برہا دیوانی بنایا
واکی سرمیلی نین موہے کینو بیچین کیسی گزریگی رین
من ما نیہانے کانٹا چبھایا
ہائے کملی والے نے جیارا لبھایا
شمع نبوت کے پروانے اپنا اپنا رنگ جمائے
جیسے پتنگے دیکھ کے دیپک جوش محبت میں بل کھائے
کوئی بل بل گیا کوئی سر مل گیا کوئی جب جل گیا
رنگ دیپک کے رنگ ماں ملایا
ہائے کملی والے نے جیارا لبھایا
ایسا دل کس کام کا جو نامِ محبت سے گھبرائے
شرمندی کا پیوا جیسے ہاتھ لگے مرجھائے
من ماں چاہت ہے کس کی الفت رہے عشق حضرت رہے
ایسو من موہے دیدے خدایا
ہائے کملی والے نے جیارا لبھایا
ہوا نمود اک مولکا پھر واکو نکلیں پیوا دو
ذات خدا کی ایک اکیلی بخشی جوت محمد کو

اللہ اللہ ہی ہے بندہ بندہ ہی ہے رمز اتنا ہی ہے

نورِ احمد ہر اک شئے میں آیا

ہائے کملی والے نے جیارا لبھایا

چشم بصیرت لائیں کہاں سے چشم تصور اچھی ہے

موند کے نیناں دیکھ تو حمزہ موہنی صورت کیسی ہے

ایسا پیارا جمال جس میں رحم و جلال کیوں نہ ہو بے مثال

خاص اللہ نے جس کو بنایا

ہائے کملی والے نے جیارا لبھایا

۱۴۷	طرز۔ نبی جاگو نا رین رہی تھوڑی	۸

(مولا علی کی شادی)

سکھی چلونا ہے نبی گھر شادی

مولا علی کا بیاہ رچا ہے دینگے مبارکبادی

آکے جبریل امیں، چوم چوکھٹ کی زمیں، بیٹھے حضرت کے قریں، تھے مگر خندہ جبیں

عرض کی یوں بہ آداب، حکم فرمایا ہے رب، ہے یہ پیغام طرب، بزم شادی ہے یہیں

اے رسولِ عربی بات یہ رب کو بھائی آج منسوب علی سے ہو نبیؐ کی جائی

فاطمہ اور علی دونوں کی ہو اب شادی ہے یہ دختر تو وہ عم زادِ نبیؐ کا بھائی

خندہ لب ہیں پھول چمن میں اور ہے بلبل شاد

چٹک چٹک کے کلیاں بولیں صبا مبارک باد

آج نبیؐ گھر کاج منڈا ہے　　دینگے مبارکبادی

سُن کے پیغام خوشی، ہوئے مسرور نبیؐ　　گھر میں سب جھوم مچی، آئے اصحاب سبھی
بیبیاں جمع ہوئیں، ایک سے ایک ملیں　　شکر حق کرنے لگیں، گھر میں شادی جو رچی
تھی مدینے کے ہر اک کوچہ میں زیب و زینت　　ہر اک اصحاب کے چہرہ سے عیاں تھی فرحت
سیدھے سادھے ہی تھے ملبوس براتی کے مگر　　کچھ عجب شان تھی چہروں پہ خدا کی قدرت

حُور و ملائک بن ٹھن آئے بن کے براتی آج
کہنے لگے خدا دکھایا آج علیؑ کا کاج

شیر خدا خود دولھا بنا ہے　　دینگے مبارکبادی

بنے دولھا جو علیؑ ان کو پہنائے نبیؐ　　خلعتِ حق طلبی خرقۂ رازِ خفی
تاجِ عرفانِ خدا ہوگیا ان کو عطا　　بندھا سر پیچ رضا کھل گیا رازِ جلی
سر پہ نوشہ کے شجاعت کا بندھا تھا سہرا　　تھا شرافت و امامت سے مجلا سہرا
تھی ولایت بھی دیانت و صداقت غربت　　اور سیادت سے بنا سات لڑی کا سہرا

ہار شریعت کا ہے گلے میں　　اور طریقت کا گجرا
پہنے حقیقت کی تھی بدھی　　معرفت کا تھا طرہ

عطر لدنی مل کے بیا ہے　　دینگے مبارکبادی

حکم خالق سے وہیں، لائے جبرئیل امیں　　حُلۂ خلد بریں، رکھے دلہن کے قریں
کہا دلہن نے خدا، اس کے بدلے ہو عطا　　خلعتِ عفو جزا، ہو اشرار وہیں
گندھا دلہن کے لیے اچھے سے اچھا سہرا　　صبر و تسلیم و رضا کا تھا انوکھا سہرا
خُلق و ایثار و سخاوت کے کھلی تھیں کلیاں　　کیسا اچھا ید قدرت نے بنایا سہرا

کیا دیکھت ہو آؤ سہیلیاں حضرت بی بی کا جلوہ
دونوں جگ میں جن کے پتا کے ان کا ہے ہر جا جلوہ
دل میں تصور جلوہ نما ہے ‏ ‏ ‏ ‏ دینگے مبارکبادی

ساز و ساماں عطا کیا شادی کا خدا ‏ ‏ جلسۂ عقد بھی کیا ‏ ‏ اعلیٰ پیمانہ پہ تھا
گفتگو مہر میں تھی ‏ ‏ عاصی امت جو چھٹی ‏ ‏ عرش پہ دھوم مچی ‏ ‏ نیک انجام ہوا
رونمائی کی جو تقریب میں پایا اصرار ‏ ‏ حق تعالیٰ نے نبیؐ سے یہ کیا ہے اقرار
روزِ محشر اسی اعزاز میں اے میرے نبیؐ ‏ ‏ تیری امت کو دکھاؤں گا میں اپنا دیدار

نہال ہو گئی ساری امت ہری بھری ہے نبیؐ کی آل
جگ میں جو سادات کہاویں چلیں سنبھل کر جد کی چال
شادی بدھاوا احسنؔ نے لکھا ہے ‏ ‏ ‏ ‏ دینگے مبارکبادی

۶	طرز۔ نبی کے میں چاند سے مکھ پر نثار	۱۴۸

نہ کیوں سو جاں سے ہو ہر بار
نبی پہ جان مری بلہار

ایسی کٹھن فرقت کی میں گھڑیاں چین نہیں دن رین ‏ ‏ نبی جی چین نہیں دن رین
سپنے میں آؤ درس دکھاؤ تا کہ ہو دل کو قرار ‏ ‏ محمدؐ تا کہ ہو دل کو قرار

نبی پہ جان مری بلہار

کشتی دل کا کھیون ہارا کوئی نہیں تم بن ‏ ‏ نبی جی کوئی نہیں تم بن

غم کے بھنور میں آن پڑی ہے جلد لگا دو پار — محمدؐ جلد لگا دو پار
نبی پر جان مری بلہار

تشنگیِ محشر کا ہو کیونکر خوف بھلا مجھکو — نبی جی خوف بھلا مجھکو
ساقیِ کوثر شافعِ محشر تم سا ہو جب سرکار — محمدؐ تم سا ہو جب کار
نبی پر جان مری بلہار

بیشک سچ ہے طیبہ جانا مجھ سے نہیں ممکن — نبی جی مجھ سے نہیں ممکن
مجھ کو بلانا طیبہ دکھانا تم کو ہے کب دشوار — محمدؐ تم کو ہے کب دشوار
نبی پر جان مری بلہار

بارِ گنہ سے گرچہ لدی ہے عمرِ رواں کی ناؤ — نبی جی عمر رواں کی ناؤ
ہے یہ سہارا احمد پیارا اس کا ہے کھیون ہار — محمدؐ اس کا ہے کھیون ہار
نبی پر جان مری بلہار

پاس بلاؤ یا خود آؤ جیسی تمہاری خوشی — نبی جی جیسی تمہاری خوشی
بل بل جائے حمزہ تم پر جس کے ہو تم مختار — محمدؐ جس کے ہو تم مختار
نبی پر جان مری بلہار

۱۴۹	در مدح خواجۂ اجمیر سلطان الہند غریب نواز	۴

یہی ہے آرزو میری — معین الدین اجمیری
ترے در کی کروں پھیری — معین الدین اجمیری

ہے اسی بات پہ مجھے بھی ناز کہ ہیں خواجہ مرے غریب نواز
التجا ہے یہی بہ عجز و نیاز درِ امید جلد کیجے باز

نہ ہو للہ اب دیری
معین الدین اجمیری

دلِ بیتاب جبکہ للچائے چین تسکین اسطرح پائے
روئے روشن مجھے نظر آئے اِس قدر دیکھ لوں کہ ہو جائے

نگاہِ شوق کی سیری
معین الدین اجمیری

درِ دولت کا میں بھی ہوں سائل جلد آساں ہو اب مری مشکل
پاؤں جلدی سے میں مرادِ دل کوششوں کا نتیجہ ہو حاصل

جو کیں ہیں میں نے بہتیری
معین الدین اجمیری

سُنیئے حمزہ کی بھی مرے داتا دے رہا ہے جو وہ غریب صدا
اس سے تعریف تیری کیا ہو ادا فیض پاتے ہیں تجھ سے شاہ و گدا

بڑی سرکار ہے تیری
معین الدین اجمیری

۵	دیگر	۱۵۰

جو صورت دیکھلوں پیاری معین الدین اجمیری

تو کلفت دُور ہو ساری معین الدین اجمیری

تیغ جدائی سے تو گھڑی بھر چین نہیں مجھکو بہر خدا دیدار کا مرہم جلد عنایت ہو

کہ دل پر زخم ہے کاری

معین الدین اجمیری

اخگر فرقت نے جو بڑھا رکھا ہے سوز جگر پاس بلا کر اسکو فوراً تم نہ بجھاؤ اگر

جلا دیگی یہ چینگاری

معین الدین اجمیری

بگڑے ہوئے جو کام ہیں سارے انکو سنوارے کون بوجھ گنہ کا تم نہ آتارو تو پھر آتارے کون

مرے سر پر جو ہے بھاری

معین الدین اجمیری

غم یہی پر تو بجا ہے کرے وہ جتنا ناز غریب حمزہ غریب ہے اور آپ غریب نواز

یہی قسمت کی ہے یاری

معین الدین اجمیری

۵	طرز۔ خواجہ بگڑی کو میری بنایا کرو	۱۵۱

یا نبی خواب میں میرے آیا کرو اسی پردہ میں صورت دکھایا کرو

تصدق جلد دو اور کہیں اپنے نواسوں کا

لبوں پر اب تو دم اے ساقی کوثر ہے پیاسوں کا

وصل کا ساغر اپنے پلا کر تشنگی کو ہماری بجھایا کرو
یا نبی خواب میں میرے آیا کرو
کہیں کیا سوزِ فرقت سے جواب حالت ہماری ہے
شب ہجراں میں یا احمد تڑپ ہے بیقراری ہے
خواب میں آکر بانکے پیمبر اپنا درشن کبھی تو دکھایا کرو
یا نبی خواب میں میرے آیا کرو
نہ جانے یا نبی اب میری کیسی ہو گئی قسمت
بدلتی ہی نہیں کروٹ کچھ ایسی سو گئی قسمت
شافعِ محشر خواب میں آکر بخت خفتہ کو میرے جگایا کرو
یا نبی خواب میں میرے آیا کرو
سجی ہے بزمِ دل آراستہ ہے آنکھ کی منزل
کہ لیلائے قدم کے واسطے زیبا ہے یہ محمل
پیارے نبی جی یہ دلِ حمزہ گھر تمہارا ہے تشریف لایا کرو
یا نبی خواب میں میرے آیا کرو

۵	پھولوں کی چادر	۱۵۲

مدت سے تمنا ہے یہ مری چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی
روضہ پہ تمہارے پیارے نبی چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی

یارب ایسا کر کہ کسی دن چھوڑ کے سب گھر بار
سوئے مدینہ چلنے کو میں ہوجاؤں تیار
روضہ پہ نبی کے جیتے جی   چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی

پنجۂ مژگاں سے چن چن کر باغ ارم کے پھول
رشتۂ جاں سے گوندھ کے لاؤں چادر پیارے رسول
روضہ پہ مجھے بلوا لو نبی   چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی

منزل منزل چلتے چلتے تھک جائیں جب پاؤں
سر کے بل روضہ پہ نبی کے یارب چلتا جاؤں
یہ حسرت دل نکلے جو کبھی   چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی

یارب مجھ کو ہو جو میسر تیرے نبی کا دیس
بیٹھ رہونگا سمرن جپتے اپنا بدل کر بھیس
پہنچا دے مجھے طیبہ جلدی   چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی

ہے یہ تمنا مرے دل میں احمد پیارے رسول
چمنستان حمزہ سے میں تعتیہ چن کر پھول
اشعار میں کر کے گلکاری   چادر میں چڑھاؤں پھولوں کی

۱۵۳	طرز۔ کہوں کس سے میں اپنا یہ سوزِ نہاں اُسے آتشِ فرقت نے دی ہے جلا	۷

غمِ فرقت کا اپنے جو ہے ماجرا   یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

عرض کرتا ہوں میں سن تو لیجے ذرا　　یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

ہجر میں عمر مری کٹتی ہے جس مشکل سے

اس کی حالت تو کوئی پوچھ لے میرے دل سے

ہند کا دیس اب مجھ کو بھاتا نہیں　　کسی پہلو مجھے چین آتا نہیں
تجھ پہ قربان جاؤں مدینے بلا　　یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

جلد مل جائے تصدق مجھے از بہرِ خدا

دے رہا ہوں درِ عالی پہ میں تب سے صدا

چھوڑ کر آپ کا در کہاں جاؤں میں　　چوٹ دل کی بھلا کس کو دکھلاؤں میں
اُمتی آپ کا جبکہ کہلا چکا　　یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

مرحبا عشقِ علیٰ سیّدِ مکی مدنی

حبذا نورِ خدا گنج شفاعت کے دھنی

آسمانِ نبوت کے تم ہو قمر　　جز تمہارے نہیں کوئی خیر البشر
تم ہو شمس الضحیٰ تم ہو بدر الدجےٰ　　یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

بے طلب آپ تو لاریب ہیں دینے والے

ڈوبتی ناؤ کے واللہ ہیں کھینے والے

بحرِ عصیاں کا خوف و خطر ہی نہیں　　میری کشتی کو موجوں کا ڈر ہی نہیں
آپ سا جب شفیع اس کا ہو ناخدا　　یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

چمنِ نعتِ محمدؐ میں وہ آئی ہے بہار

ہے بہارِ چمنِ خلد بریں جس پہ نثار

گلشن نعت میں گل کھلے ہیں نئے بلبلوں کے بھی ہیں کچھ عجب چہچہے
دم بخود ہوگئی جس کو سُنکر صبا یا نبی مصطفیٰ یا نبی مصطفیٰ

لے مرے گلشنِ فردوس دلانے والے
نارِ دوزخ سے قیامت میں بچانے والے

بے سہارا ہے بندہ بچالو اسے لغزشیں کھا رہا ہے سنبھالو اسے

بحرِ عصیاں میں حمزہ ہے ڈوبا ہوا
یا نبی مصطفیٰ یا نبی مصطفیٰ

۴	طرز۔ اپنے پیا کی میں جوگن بنی	۱۵۴

احمد پیا کی میں داسی بنی
داسی رہوا ہی مدینے کی باسی بنی

سودا ہو اگر سر میں تو سودائے مدینہ دل میں ہو تمنا تو تمنائے مدینہ

ہر دم تورا نام جپوں میں تن من کر بلہار
پیارے محمد تیرے کارن چھوڑی سب گھر بار

بھکاری آواری سنیاسی بنی

احمد پیا کی میں داسی بنی

بے پردہ نگن حسنِ تجلائے مدینہ آئیگا نظر کیا جو نظر آئے مدینہ

نتی موری مان تو سائیں بتاؤ مدینہ دیس

نینن کا اب روپ چلا بھور بھیو سب کیس
بے گیانی سیلانی نراسی بنی
احمد پیا کی میں داسی بنی

کب تک میں رہوں ہند میں اب ہائے مدینہ بلوا لو مجھے اے مرے مولائے مدینہ
ہند میں حمزہ جیا نہ لاگے چلو مدینہ دیس
پیا ملن کی آس وہیں ہے بدلی اپنا بھیس
جوگن بروگن اداسی بنی
احمد پیا کی میں داسی بنی

۶	طرز۔ ملنا گیند ہزارہ کا پھول	۱۵۵

صدقنا احمد پیارے رسول
صل علیٰ وسلم احمد پیارے رسول
معراج کی شب میں احمد پیا کو قم قم حبیبی قم
جبریل کعبہ کے جگائے صدقنا احمد پیارے رسول
اہل طریقت واقف وحدت احمد احد سے باہم
میم کا پردہ اٹھائے صدقنا احمد پیارے رسول
زور نبوت کیسی صداقت شق القمر بیدہٖ
معجزہ اپنا دکھائے صدقنا احمد پیارے رسول

اللہ رے شاہی کیسی نباہی بطحہ سے طیبہ چلے
کاندھے پہ کملی اٹھائے صدقنا احمد پیارے رسول

لولاک لما خلقت الافلاک شان تمہاری احمد
حدیث قدسی سے پائے صدقنا احمد پیارے رسول

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ نے بے کل کیا ہے ایسا کرو کہ مولا
حمزہ مدینے کو آئے صدقنا احمد پیارے رسول

۱۵۶	ترانہ۔ مورے سجن مورے سجن گاہے نظر بر من فگن	۵

خیر الوریٰ نجم الہدیٰ نورِ خدا صلِّ علیٰ
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نورِ خدا صلِّ علیٰ

سادگی کی تری دنیا میں نہیں کوئی مثال رحم و اخلاق سے مملو ہے ترا جاہ و جلال
شانِ شاہی میں فقیری کا بھی رہتا ہے خیال بے تکلف ترا دربار ہے اے ذی اقبال
کندھے پہ کملی ڈال کر بطحیٰ سے طیبہ کو چلے
سنگ و شجر نے دی صدا نورِ خدا صلِّ علیٰ

تم سا دنیا میں نہیں کوئی حسین اور جمیل یہ ملاحت تھی کہاں گو کہ تھے یوسف بھی جمیل
نور خود نور ہے کس چیز سے ہوگی تمثیل نور کو عکس نہیں ہوتا یہ روشن ہے دلیل
جب تم کو پرچھائیں نہیں کیا جانیں کیا ہو کیا نہیں
سمجھے تو یہ سمجھے کہ تھا نورِ خدا صلِّ علیٰ

کون طالب تھا بنا کون کسی کا مطلوب کون راغب ہوا اور کون کسی کا مرغوب
راز کھلتا نہیں پر جانتے ہیں اتنا خوب شبِ معراج ملے دونوں حبیب و محبوب
میم کا پردہ جو تھا معراج کی شب اُٹھ گیا
ہو گیا جلوہ نما نورِ خدا صلِّ علیٰ

جب سے فرقان میں ہے ذکر تمہارا آیا ہو گیا مجھ کو یقین آپ ہو محبوبِ خدا
اس لیے دل میں مرے شوق ہے پابوسی کا اے نبی بہرِ خدا صورتِ زیبا دکھلا
آپ سے ملنے نبی للچائے ہے حمزہ کا جی
کیجے کرم اس پر ذرا نورِ خدا صلِّ خدا

۱۵۷	طرز۔ دُور دُور شہرت ہے تیری ترالی	۷

لائے لائے لگا لائے جنّت کے مالی وہ پھولوں کی ڈالی وہ پھولوں کی ڈالی
وہ پھولوں کی ڈالی
جشنِ ظہورِ احمد بیاں ہے۔ دو جگ کے والی وہ دو جگ کے والی
دو جگ کے والی لائے لائے لگا لائے

آج کس زور سے رحمت کی گھٹا چھائی ہے محوِ نظارہ ہر اک دیدۂ شیدائی ہے
جھومتی جھومتی مکّہ سے صبا آئی ہے بزمِ میلادِ محمّد کی خبر لائی ہے
آیا جہاں میں سردارِ عالم سردارِ عالی وہ سردار عالی وہ سردار عالی
لائے لائے لگا لائے

بزمِ عالم میں جو ظلمت تھی وہ کافور ہوئی جتنی کلفت تھی زمانہ کی وہ سب دور ہوئی
بعثتِ شاہِ عرب کو جو منظور ہوئی پہلے مکہ کی زمیں نور سے معمور ہوئی
نورِ خدا کو دائی حلیمہ۔ گودی میں پالی وہ گودی میں پالی وہ گودی میں پالی
لائے لائے لگا لائے

انگلیاں اُٹھنے لگیں حور و ملک کی باہم گردنیں جھکنے لگیں پاسِ ادب سے ہردم
لائے تشریف جہاں میں جو شہنشاہِ اُمم ایک ایک گرے خوف سے اصنامِ حرم
ان کی بدولت ملکِ عرب ہے۔ ظلمت سے خالی وہ ظلمت سے خالی وہ ظلمت سے خالی
لائے لائے لگا لائے

گل بھی شرمندہ ہے گل پیرہنی تو دیکھو صدقے بلبل بھی ہے شیریں سخنی تو دیکھو
سایہ بھی بار ہے نازک بدنی تو دیکھو کس ادا کا ہے جوانِ مدنی تو دیکھو
نیناں رسیلی موتی سے دنداں ہونٹوں پہ لالی وہ ہونٹوں پہ لالی وہ ہونٹوں پہ لالی
لائے لائے لگا لائے

نور وہ نور کہ شرمندہ ہے مہرِ تاباں حسن وہ حسن کہ حیران ہے ماہِ کنعاں
شیفتہ کیوں نہ ہوں اس ماہ پہ حورانِ جناں جبکہ خلاقِ دو عالم ہوا اس کا خواہاں
پیارے نبی کے گورے سے رُخ پر زلفیں ہیں کالی وہ زلفیں ہیں کالی وہ زلفیں ہیں کالی
لائے لائے لگا لائے

ہم گنہگاروں پہ اللہ کی رحمت دیکھو طرفہ تر رحمتِ عالم کی عنایت دیکھو
کس قدر آپ کو محبوب ہے اُمت دیکھو اور اس امتِ عاصی سے محبت دیکھو
پیدا ہوئے ہیں امتی کہتے۔ ہے رحمت نرالی وہ رحمت نرالی وہ رحمت نرالی
لائے لائے لگا لائے

بخششِ عام کا آوازہ جو سُن پایا ہے جنسِ ایماں نہ یوں سر پہ اُٹھا لایا ہے
ساتھ عقبیٰ کا نہ توشہ ہے نہ سرمایا ہے منزلیں طے کیے باحالتِ زار آیا ہے
حمزہ کھڑا ہے ہاتھوں سے تھامے روضہ کی جالی وہ روضہ کی جالی وہ روضہ کی جالی
لائے لائے لگا لائے

۱۵۸	دیگر	۵

جھوم جھوم آئی ہے بادِ بہاری وہ جھوم جھوم آئی ہے بادِ بہاری
بزمِ میلاد ہے میرے نبی کی سج چھو نکی ساری وہ کرنے تیاری
جھوم جھوم آئی ہے
شامیانہ ہے تنا ابر کا کیا زیرِ سما ارض پہ بوندیں گریں جا بجا چھڑکاؤ ہوا
بادِ صرصر نے گلی کوچوں کو سب صاف کیا باغِ عالم میں نظر آنے لگی شانِ خدا
دُنیا کے پرخے پہ پردہ اُٹھا کے
نورِ باری کی تیاری وہ آئی سواری جھوم جھوم آئی ہے
مُنھ کے بل گر پڑے کعبہ میں جو لات و عُزا ہو کہ ہیبت زدہ ابلیس بھی تھرانے لگا
زلزلہ ہو گیا کسریٰ کے محل میں پیدا کہہ اُٹھے سارے نبی صلِ علیٰ صلِ علیٰ
آئے جہاں میں وہ جگ کے والی
بھولا بھولا مکھڑا وہ سج دھج نیاری جھوم جھوم آئی ہے
سرد دوزخ ہوا دروازے کھلے جنت کے عاصیوں کو ہوئے تقسیم طبق رحمت کے

پاسبان حور و ملائک تھے درِ حضرت کے سب کرشمے تھے الٰہی یہ تری قدرت کے

پالنے کنور کے گورے سے مکھ پر

باری سے حوروں نے پھولیں نثاری جھوم جھوم آئی ہے

دیکھنے نورِ الٰہی کی وہ صورت گوری انس و جن حور و ملک کرنے لگے سرزوری

بڑھ کے گہوارے کی حوروں نے سنبھالی ڈوری یہ مسرت سے سنانے لگے سب مل لوری

جھولو جھولو سرتاج کر دیو ہم سے نہ لاج

تو ہے بھاوے ہے آج پیارے طیبہ کا لاج

حور و ملائک جھولا جھلائیں

جھولو جھولو پیارے وہ راج دلاری جھوم جھوم آئی ہے

بزمِ میلاد ہے حاضر ہیں یہاں تیرے غلام سب ادا کرتے ہیں جھک جھک کے درود اور سلام

سب کی جانب سے گزارش ہے یہ حمزہ کی مدام دشتِ محشر میں شفاعت کا رہے اذنِ عام

نارِ سقر سے سب کو بچائیں

بنے ناری بھی نوری وہ شان تمہاری

جھوم جھوم آئی ہے بادِ بہاری

۲	در مدح حضرت پیران پیر	۱۵۹

ہادیِ روشن ضمیر پیشوائے بے نظیر بیکسوں کے دستگیر حضرت پیران پیر

آپ کا نقشِ پا۔ سرمہ سا لے لگا چشم ہو جائے نیر ہو منکشف حال ضمیر

بیشک جہاں میں آپ ہوئے فخر اولیا | سب اولیا سے رتبہ والا بڑھا چڑھا
میں کیا کہوں کسی نے یہ پہلے ہی کہہ دیا | ہے دوش اولیا پہ قدم دستگیر کا
بن گئے پیروں کے پیر | خوب تر یلکے سر پہ
متقی منتہی - مرشدی سیدی | مرحبا شانِ کبیر باب اللہ کے فقیر
مقبولِ خاص و عام ہے اللہ کے ولی | اولادِ مصطفیٰ تو جگر گوشۂ علیؓ
ہے باعثِ نجاتِ سقران کی پیروی | نبتا ہے اس طریق سے انسان قادری
نام پاک دلپذیر | کر لیا دل کو اسیر
اولیا اتقیا رہنما پیشوا | لطف سے تیرے اے پیر بنگیا حمزہ امیر

۱۶۰	طرز - سہیلی مجھے چھوڑ گیا دلدار	۵

نبی جی موری نیا کر دو پار نبی جی موری نیا کر دو پار
بارِ گناہ سے ڈوب رہی ہے آن پڑی منجدھار - نبی جی موری نیا کر دو پار
بالا پن اور چڑھی جوانی دونوں گئے بربا د بوڑھے پن میں حرص بڑھی تھی کیا قضا نے پایا

اب تو چھوڑ چلے گھر بار

نبی جی موری نیا کر دو پار

ہاتھ خالی آنکھیں بند اور منہ پر اوڑھے نقاب تیرے سہارے آئی ہوں بن جانے عذاب ثواب

موری لاج رکھو سرکار

نبی جی موری نیا کر دو پار

منزل آگے کٹھن ہے میرے مجھ میں نہیں ہے تاب   کیسے آگے قدم بڑھاؤں گور کا ہے گرداب

مشکل ہے یہ گھاٹ اُتار

نبی جی موری نیّا کر دو پار

پہلی منزل پہنچا کر سب دوست گئے ہیں بھول   وہی ہمارا رفیق ہے جو دل میں ہے حُبِّ رسولؐ

جس سے روشن ہوا ہے مزار

نبی جی موری نیا کر دو پار

سرمایہ کچھ پاس نہیں ہے یاس میں اتنی آس   کلمہ گو ہے آخر حسرتؔ کچھ تو ہوگا پاس

مرا آقا ہے خود مختار

نبی جی موری نیا کر دو پار

۵	طرز — مری بھیلی پھولتی جوبن کی ڈالی	۱۶۱

جا کے جھومتے جھامتی بادِ بہاری   لادے طیبہ کی گرد اچھال کے

سُرمۂ بصیرت اس کو سمجھ کے   رکھوں نینوں میں اپنے سنبھال کے

عشقِ احمد میں مرے دل نے جو کھائے ہیں داغ

انہیں داغوں سے مرا دل ہے بنا خانہ باغ

کیا بگاڑینگے بھلا آکے صبا کے جھونکے

گل نہ ہونگے کبھی تا حشر مرے گھر کے چراغ

زخم میرے جگر کے نرالے ہیں   داغ اس میں نمایاں جو کالے ہیں

سوزِ فرقت سے پڑ گئے چھالے ہیں بہرِ لذت رکھے ہیں نے پال کے
لادے طیبہ کی گرد اچھال کے

یا خدا مجھ کو دکھا اپنے نبیؐ کی صورت
سیّدی ہاشمی و مطلبی کی صورت
دل تو کیا جان بھی قربان کرونگا اپنی
دیکھ لونگا جو رسولِ عربی کی صورت

دیدِ دلبر کی رہ میں نے پالی ہے دل میں شکلِ تصویر جمالی ہے
خوب ملنے کی صورت نکالی ہے اپنے سر کو گریباں میں ڈال کے
لادے طیبہ کی گرد اچھال کے

دیکھنے کو جو طبیعت مری للچاتی ہے
نگہِ شوق تصور میں جھکی جاتی ہے
صاف اس درجہ ہے آئینۂ دل اپنا
احمدِ پاک کی تصویر نظر آتی ہے

رُخِ زیبا کی سج دھج نرالی ہے لٹ گیسو کی گھونگر والی ہے
چال مستانہ اور متوالی ہے چلے کاندھے پہ کملی سنبھال کے
لادے طیبہ کی گرد اچھال کے

کب کسی سے ہو ادا شاہِ ہدیٰ کی تعریف
جن کی تعریف میں ہے خاص خدا کی تعریف
بوئے گل میرے گلستاں سے اُڑا لیجانا

پوچھئے غنچوں سے دزدیِ صبا کی تعریف

وصف منظور مجھ کو سنانا ہے — دلِ عشاقِ احمد لبھانا ہے

رنگِ بزمِ نبی میں جمانا ہے — نعتِ گوئی کی طرز ین نکال سکے

لا دے طیبہ کی گرد اچھال کے

نعتِ احمد میں جو گذرے وہ غنیمت ہے دم

یاں خبردار کہ اب عمر کا وقفہ ہے کم

احمدِ پاک کی تعریف کیا کر حمزہ

ہے یہی نعتِ نبیؐ زادِ رہِ ملکِ عدم

نعتِ گوئی میں شہرت جو پائی ہے — دین و دنیا کی اس میں بھلائی ہے

تم نے عقبیٰ کی دولت کمائی ہے — خرچ اسکو کرو دیکھ بھال سے

لا دے طیبہ کی گرد اچھال کے

۱۶۱	طرز - چلتی چیپلا چنچل چال سندریا البھیلی	۳

ڈوب نہ جائے کہیں یہ ناؤ احمد سیاں پیارے

اللہ کے راج دلارے — عرش اعظم کے تارے

آپ ہو طیبہ کے بسیا — ڈوب نہ جائے کہیں یہ ناؤ

گھری ہے کشتیِ دل بحرِ عصیاں میں کریں کیا ہم

و نورِ معصیت سے اور ہی کچھ ہوگیا عالم

مرے پیارے محمدؐ ناخدا تم ہو جو کشتی کے
بھنور کا کچھ نہ ہو کھٹکا نہ کچھ گرداب کا ہو غم
آجا رے احمد سیّاں پرتی ہوں تورے پیاں پار کر دے موری نیا
ڈوب نہ جائے کہیں یہ ناؤ
ادھر اعمالِ بد کا اپنے سر سے اونچا پانی ہے
اُدھر یہ خوف کشتی عمر کی حمزہؔ پرانی ہے
غریقِ بحرِ عصیاں ہو نہ جائے عمر کی کشتی
حبیبِ کبریا کے ہاتھ اس کی بادبانی ہے
آجا رے کملی والے کملی شانوں پہ ڈالے کون ہے تجھ بن کھیویا
ڈوب نہ جائے کہیں یہ ناؤ

۵	طرز۔ ہزارہ مورے کان کا موتی	۱۹۲

پیارے مورے احمدِ مرسل
حمزہ کو اپنا درشن دکھا دو تمرے بنا وہ ہے بے کل
پیارے مورے احمدِ مرسل
رات دن روئے نبیؐ کا مجھے رہتا ہے خیال
دلِ بیتاب مرا بن گیا مشتاقِ جمال
کس سے میں عرض کروں اس دلِ بیتاب کا حال

بن ترے میرے نبیؐ اس کا سنبھلنا ہے محال
نس دن پل چھن ترے ہی کارن
کل نہ پڑے موہے یک پل پیارے مورے احمدؐ ل

حُسن وہ حُسن کہ عالم ہوا شیدا جس کا
پرتوِ عکس نہیں وہ قدِ رعنا جس کا
شان وہ شان ملائک پڑھیں کلمہ جس کا
جس پہ یہ سادگی ثانی نہیں ملتا جس کا
ہاتھ پکڑیا ہانکھیں پکڑیا
گوری بہین پہ کالی سی کمل   پیارے مورے

صدمۂ ہجر سے مرنے میں نہیں ہے دیری
دمِ آخر ہے نبیؐ شکل میں دیکھوں تیری
مرتے دم ہو گی نہ دیدار سے تیرے سیری
بعد مردن بھی کھلی آنکھ رہے گی میری
اپنی چِتّا سے جاگ اٹھوں میں
تورے پاؤں کی پاؤں جو تنجل   پیارے مورے

کالی زلفوں پہ ہے عمامہ کی بندش پیاری
گورے شانوں پہ مُشیّن ہے قبا گلکاری
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

لولاک کا تاج تو ہے سجو ہے
واللیل کا نینوں میں کاجل پیارے مورے
مری بگڑی ہوئی قسمت کو بناؤ احمد
اپنے روضہ کی زیارت کو بلاؤ احمد
روئے روشن کی جھلک ہنس کے دکھاؤ احمد
خواب میں آ کے مرا بخت جگاؤ احمد
حمزہ کو اپنا درشن دکھا دو
ترے بنا وہ ہے بے کل پیارے مورے

۵	طرزِ جدید	۱۶۳

سن سنا نانا نا یا دِ صبا لہرائی پیاری خبر مورے اچھے نبیؐ کی لائی
جان کی جان بھی قربانِ رسولِ عربی جان کیا چیز ہے قربان ہیں امی وابی
التجا ہے یہ دبِ آپ سے اے پیارے نبیؐ بھولیے مجھ کو نہ ہنگامِ شفاعت طلبی
عشق کی چوٹ ہے کھایا نقد جاں نذر ہے لایا
تیرے دروازہ پہ آیا اشک آنکھوں سے بہایا
سیدی ـ مرشدی ـ احمدی مقصدی ہاں سن سنا نانا نا یادِ صبا لہرائی
آتشِ عشقِ نبیؐ جب سے ہے سینہ میں دبی روز افزوں ہوئی جاتی ہے مری تشنہ لبی
التجا ہے یہ شب و روز بہ صدقِ قلبی جلد مل جائے کہیں شربتِ دیدارِ نبیؐ

ہوں بہت آج پیاسا دیجیے انعام ذرا سا
میرا لبریز ہو کاسا کچھ تو ہو دل کا دلاسا
کوثری - دلبری - عنبری - اذفری ہاں سن سنانا نانا بادِ صبا لہرائی

زندگی میں ترے روضہ کی زیارت ہو نصیب نزع میں چہرۂ پُرنور کی رویت ہو نصیب
جب رہوں میں تو مجھے قبر میں راحت ہو نصیب اور فردائے قیامت میں شفاعت ہو نصیب
آرزو ہے یہی میری تیرے در کی کروں پھیری
اب نہ ملنے میں ہو دیری جلد ہو دید سے سیری
شافعی - دافعی - نافعی - شارعی ہاں سن سنانانا نا بادِ صبا لہرائی

عرصۂ حشر میں کافی ہے حمایت تیری اس گنہگار پہ ہو چشم عنایت تیری
میں جو چاہوں تو ملے کیوں نہ شفاعت تیری بخشو ابھی تو واللہ ہے عادت تیری
فیض بیحد ہے تمہارا ہو شفاعت کا اشارہ
یہی مقصد ہے ہمارا حشر میں ہوں نہ آوارہ
متقی - امجدی - ارشدی - مرشدی ہاں سن سنانانانا بادِ صبا لہرائی

دھیان اس بات کا ہر دم شب معراج رہے تیرا حمزہؔ نہ کسی اور کا محتاج رہے
سر پہ جس وقت شفاعت کا ترے تاج رہے اپنے حمزہؔ کی بھی اس وقت ذرا لاج رہے
آئے جس روز قیامت گھیرے اعمال کی شامت
کیجیے میری شفاعت تا اٹھاؤں نہ ندامت
وحدتی - کثرتی - رحمتی - برکتی ہاں سن سنانانانا بادِ صبا لہرائی

چرخِ زنگاری پہ تاروں کی ساری تیاری جھلک رنگ لاتی ہے
زہرہ پکاری بادِ بہاری کس کی سواری آتی ہے

آج کیوں رحمتِ باری کی گھٹا چھائی ہے — کون آتا ہے جو ہر دیدہ تماشائی ہے
شبِ معراج کی شاید یہ خبر لائی ہے — شوق سے بادِ بہاری جو چلی آئی ہے

پھر چمن چمن بن مگن مگن ہیں غنچہ دہن سنو پیارا سخن
آج سوئے گگن ہیں گے جلوہ فگن میرے شاہِ زمن بنے کرنے یجن
حوروں نے ساری جمگھٹ پیاری دلکش ترانہ گاتی ہے

لائیے لائیے تشریف شہِ کون و مکاں — آیئے آیئے مشتاق ہے خلاقِ جہاں
دیر سے منتظرِ دید ہیں حورانِ جناں — اب بجز جلوۂ محبوب انہیں چین کہاں

چلیں ادھر اُدھر نیچی کرکے نظر ملکے باید گر حوریں مثلِ قمر
درِ فردوس پہ کھڑے باشوق دھر گل و لعل و گہر اور نوری چنور
ہونے نچھاور روئے نبیؐ پر ہر ایک حور اترا تی ہے

منتظر دیر سے ہیں اپنی جگہ اسرافیلؑ — ہیں کمر بستہ بصد شوق کھڑے میکائیلؑ
بادب سر کو جھکائے ہوئے ہیں عزرائیل — دست بستہ ہے یہی عرض کناں جبرائیلؑ

چلو شاہِ عرب پیارے امی لقب اور عالی نسب کیا دیر نے طلب
ہے یہ وقتِ طرب کیسی مقبول شب ہوگی معراج اب لنا چاہتا ہے رب
بھیجا ہے باری ایسی سواری سوئے فلک لیجاتی ہے

یا نبیؐ آپ کا ہر ایک نبیؑ ہے مشتاق ـــ چشم بر راہ بصد شوق ہیں آدمؑ اسحاقؑ

اب خدا کو بھی فراق آپ کا بیحد ہے شاق ـــ درِ اقدس پہ اسی واسطے حاضر ہے براق

شکل مثلِ پری اور شوخی بھری رشکِ کبکِ دری زریں اسپر زری

کیسا نازک بدن مثلِ طاؤس تن پیارا وہ بانکپن چال رامشگری

برق ہے شہپر اڑتی ہوا پر دم میں فلک پر جاتی ہے

نکلی حضرتؐ کی سواری جو بصد کر و فر ـــ آگے آگے تھا رواں جِنّ و ملک کا لشکر

رہ گئے حد پہ سبھی پہنچے وہاں پیغمبرؐ ـــ نور سے نور ملا آتی ملی سب کو خبر

نہیں کھلتا ہے راز کیا تھا راز و نیاز اور انداز و ناز ہے یہ قصۂ دراز

ہوگا ترکِ ادب گر کھولوگے لب اسی تقریب میں اب ہم نے پائی نماز

حمزہ تمہاری تحریر ساری آخری راز چھپاتی ہے

۵	طرز ـ نہیں دل کا ٹھکانا ہو نہیں دیوانہ اے مرے غمخوار	۱۶۵

شانِ رب کا نمونہ جبریلؑ آنا ـــ براق لانا ہے شبِ معراج

حُسن کے آمد شہانا حوروں کا گانا ـــ پیارا ترانا ہے شبِ معراج

پردۂ میم کا باقی نہ رہے کچھ کھٹکا ـــ احمدا آئے خیال اب کہیں گھونگٹ کا

آشناگوش احد بھی ہے تری آہٹ کا ـــ کرکے اب زیبِ کمر نورِ صمد کا پٹکا

پہنو نورانی جامہ باندھو عمامہ ہونا روانہ ہے شبِ معراج

باندھ کر سر پہ وہ عمامۂ نورانی کو ـــ اور پُر نور کیا آپ نے پیشانی کو

دیکھکر آپ کے دامان کی طولانی کو جوش آجائے نہ کیوں رحمتِ یزدانی کو
رنگ لا زمانہ ہے کیسا نورانہ فلک سہانا ہے شب معراج

کس کی آمد کی خبر عرش نے سُن پائی ہے کس کے نعلین ہیں جن کا وہ تمنائی ہے
کون محبوب ہے یہ جس کی ادا بھائی ہے اللہ اللہ کہ اللہ بھی شیدائی ہے
ہے مرسل یگانہ شاہِ زمانہ عرش آشیانہ ہے شب معراج

فرش کیا عرش پہ بھی آپکا ہی راج ہے آج آپکے سر ہی شفاعت کا شہا تاج ہے آج
ہر نبی آپ کے دیدار کا محتاج ہے آج لو مبارک ہو مبارک شب معراج ہے آج
عرشِ اعلیٰ پہ جانا پردہ اُٹھانا ملنا ملانا ہے شب معراج

دھیان آجاتا ہے جب اپنی سیہ کاری کا منہ تکا کرتا ہوں یارب تری غفاری کا
ہو شفاعت سے یقیں جبکہ سبکاری کا بول بالا ہو نہ کیوں حمزہؔ قندھاری کا
ہو الطفِ شہانہ تجھ پہ یگانہ پڑھ لے دوگانہ ہے شب معراج

۱۶۶	طرز۔ سب عاشق دلبر زر کے	۵

معراج ہے رب سے ملنے تیار نبی ہیں چلنے
میرے سرور کے قدموں پہ ہونے فدا
کیسی تیزی سے آئی ہے بادِ صبا
سن ننا نانا نا سن سن ننا نانا نا سن معراج ہے رب سے ملنے
آکے جبریلؑ نے جب قُم کی صدا دی ہوگی چشمِ پُر خواب کو سرکار نے وا کی ہوگی

حسرتِ وصل اچھل کر نکل آئی ہوگی   شوقِ دیدار کا ہے چلنے کی جلدی ہوگی
بُراق کے جی میں جو آئی اُمنگ
وہ دیکھو اسکے پہ لگی کرنے ترنگ

سن سنا نانا نا سن   سن سنا نانا نا سن   معراج ہے رب سے ملنے
تن پہ نوشاہ کے ملبوس انوکھا ہوگا   حلۂ خُلدِ بریں آپ نے پہنا ہوگا
لٹپٹا سر پہ عمامہ کو لپیٹا ہوگا   سارے دُنیا سے نرالا مرادُلہا ہوگا
تو سن کے چلنے پہ حوریں ہیں دنگ
بنا ڈور کے اڑتا چلا ہے تپنگ

سن سنا نانا نا سن   سن سنا نانا نا سن   معراج ہے رب سے ملنے
دلکشِ ہر دو جہاں ایسی وہ صورت ہوگی   چشمِ نقاشِ ازل کو بھی تو حیرت ہوگی
یوسفِ مصر جو دیکھینگے تو خجالت ہوگی   جو منتی ہاتھوں کو خود اپنے ہی قدرت ہوگی
دیکھا جبریلؑ نے جب شوکت کا رنگ
چلے ہمراہ اڑتے سواری کے سنگ

سن سنا نانا نا سن   سن سنا نانا نا سن   معراج ہے رب سے ملنے
مرے سرکار کے سرکار نے کیوں بلوایا   رات کا وقت ملاقات کا کیوں ٹھیرایا
خود تو ہر جائے پہ ہے پھر یہ بلانا کیسا   سوچتے ہی رہی مخلوق نہ مطلب پایا
رف رف ہے گردوں پہ فر فر چلا
گویا تختِ سلیمان ہوا پر چلا

سن سنا نانا نا سن   سن سنا نانا نا سن   معراج ہے رب سے ملنے

فخر موسیٰ کو تو اے معجزہ فقط طور سے تھا — ایسی قربت نہیں جو تجھ کو ہوا دور سے تھا
سابقہ یاں تو پڑا ناظرِ منظور سے تھا — عبد معبود سے اور نور ملا نور سے تھا

لوٹی براق طے کر کے سارے گگن
جیسے ستھرا کے صحرا میں چلتی پون

سن سنا نانا نا سن سن سنا نانا نا سن معراج ہے رب سے ملنے

۱۶۷	طرز۔ پیاری کاہے کو گئی تھی ببول بن میں	۵

پایا گیا تیری چال و چلن سے
آئی صبا تو طیبہ کے بن سے

اے صبا جلد بیاں کر مرے سرکار کا حال — حضرتِ احمدِ مختار کے دربار کا حال
ہندوانوں کا بھلا ذکر وہاں آیا تھا — پوچھا سرکار نے کچھ اپنے نمکخوار کا حال

جس کا کہا نا ہے وہ بالے پن سے
آئی صبا تو طیبہ کے بن سے

گرد روضہ کے فرشتوں کی مچی تھی جمگھٹ — حوریں لیتی ہوئیں جالی کی بلائیں چٹ چٹ
کلمہ پڑھتا ہے کوئی درود اور سلام — چومتا ہے کوئی بڑھ بڑھ کے حرم کی چوکھٹ

کوئی فدا ہے جان اور تن سے
آئی صبا تو طیبہ کے بن سے

عرش سے گنبدِ خضرا پہ جو پڑتی ہے جھلک — بس اسی نور سے روشن ہیں سیارِ فلک

ان کو آتا ہے نظر جو ہیں بشر روشن دل   تو نے بھی آنکھ سے دیکھی ہے صبا اسکی چمک

بڑھ کے چمک ہے سورج کرن سے

آئی صبا تو طیبہ کے بن سے

باغ جنت سے بھی روضہ میں ہے بہتر خوشبو   وہی خوشبو ہے مدینہ کی گلی میں ہر سو

ہند میں محفل میلاد جہاں ہوتی ہے   یوں مہکتی ہے وہ بُو شان تری اللہ ہو

پھولوں کی بُو جیسے آوے چمن سے

آئی صبا تو طیبہ کے بن سے

عمر ساری تو کٹی سیر دکن میں حمزہ   ہند کے اور ممالک کو بھی دیکھا بھالا

اب مدینہ کو چلو شوق سے سرکار کے پاس   آخری وقت ہے ہو جانے دو ارماں پورا

ملک عرب کو چل دو دکن سے

آئی صبا تو طیبہ کے بن سے

۱۶۸	ٹھمری دُرود شریف	۷

رشک قمر ہے روئے محمد   صلی اللہ علیہ وسلم

طاق حرم ابروئے محمد   صلی اللہ علیہ وسلم

معرفت حق کا خزینہ احمد کا سینہ

چہرۂ انور نور احد کا ہے اک آئینہ

اس میں نہاں اسرار خدا ہیں   اس میں عیاں انوار خدا ہیں

رویتِ حق ہے روئے محمد ؐ
صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم

نورِ نبیؐ سے ہو جو منور دل کا کاشانہ
جان مری کیونکر نہ فدا ہو مثلِ پروانہ
آٹھوں پہر ہوتا رہے درشن
دل میں رہے ہر ساعت روشن
شمعِ رُخ نیکوئے محمد ؐ
صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم

اب تو ٹھنی ہے خانۂ دل میں اپنے یہی تدبیر
سلجھاؤں اس طرح سے یا رب اُلجھی ہوئی تقدیر
اپنی مژہ کا شانہ بناؤں
بکھرے ہوئے بالوں کو جماؤں
پاؤں جو میں گیسوئے محمد ؐ
صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم

یہ جو حرم میں سر کو جھکائے محوِ اطاعت ہے
طاقِ عبادت کو بھی اس میں لطف عبادت ہے
سر نہ جھکے کیوں اس کے مقابل
کیوں نہ ہو حمزہ سجدہ کے قابل
طاقِ حرم ابروئے محمد ؐ
صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم

پیچ میری قسمت کے ہیں جتنے کھُل ہی جائینگے
اور سیہ کاری کے دھبے دُھل ہی جائینگے
مقصدِ دل بس اب میں نے پایا
کیونکہ میرے اب ہاتھ ہے آیا

سلسلۂ گیسوئے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

جبکہ اجازت خلد بریں میں رہنے کو مل جائے
شعر یہی بے ساختہ یارب میری زباں پر آئے
جاؤں نہ میں آؤں گا فرشتو یہاں سے کہیں لے جاؤ نہ مجھکو
رشکِ جناں ہے کوئے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

وصفِ گُلِ عارض میں نبی کے گل جو شگفتہ ہے
چمنستانِ محمد کا یہ یک گلدستہ ہے
کیوں نہ معطر ہو دل و دیدہ جب یہ پڑھا جاتا ہے قصیدہ
آتی ہے کیا خوشبوئے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۹	دیگر	۹

شمس الضحیٰ توئی توئی صلِ علیٰ محمدٍ
بدر الدجیٰ توئی توئی صلِ علیٰ محمدٍ
حشر میں اُمت آپکی کہتی ہوئی یہ آئیگی
مشکل کشا توئی توئی صلِ علیٰ محمدٍ

پیشِ نظر ہے پُلِ صراط — کیجے ہماری احتیاط
راہ نما تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

تجھ سے جہاں میں نور ہے — تیرا ہی سب ظہور ہے
نورِ خدا تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

ثابت ہے رمزِ عین سے — مسجدِ قبلتین سے
قبلہ نما تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

سایہ ہے یا کہ دھوپ ہے — سب میں ترا ہی روپ ہے
اہلِ ضیا تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

باعثِ خیر و رفعِ شر — خیر البشر شفیعِ حشر
خیر الوریٰ تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

مرنے سے پہلے ہو شہا — دیدِ جمالِ دلکشا
بحرِ عطا تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

کلفت و زنگ دُور کر — حمزہ کے دل میں نور بھر
نورُ الہدیٰ تو ئی تو ئی — صَلِّ عَلیٰ محمدٍ

۱۷۰	طرز۔ پیرہن مدعا نہیں ملتا	۴

کوئی بھی رہنما نہیں ملتا
ڈھونڈھتا ہوں پتا نہیں ملتا

تیری دہلیز کی ہے ناصیہ سائی اچھی   بادشاہی سے ترے در کی گدائی اچھی
میں نے تقدیر بھی واللہ ہے پائی اچھی   کہ تصور ہی سے حاصل ہے رسائی اچھی

بادشاہوں کو ہے تلاش مگر
تیرے در کا گدا نہیں ملتا

صدمۂ ہجر نہیں مجھ سے سہا جاتا ہے   ایک دریا ہے کہ آنکھوں سے بہا جاتا ہے
یا نبیؐ قصۂ غم کس سے کہا جاتا ہے   کہیں خادم سے بھی یوں دور رہا جاتا ہے

ہند سے جلد پاس بلاؤ
زندگی کا مزہ نہیں ملتا

تیری تخلیق میں تھی خاص یہ حکمت رب کی   تاکہ معلوم ہو بندوں کو حقیقت رب کی
تجھ سے پہلے تھی بھلا کس کو محبت رب کی   تیرے باعث ہوئی مخلوق کو الفت رب کی

تو وہ ہے حق نما کہ بے تیرے
نہیں ملتا خدا نہیں ملتا

اس طرح ہند میں تا چند کروں میں فریاد   کہیں فرقت ہی میں آج جائے نہ مٹی برباد
جلد طیبہ میں بلا کر مجھے کر دیجئے شاد   یا نبیؐ اب تو خدا سے مری لو دو مراد

اپنے حمزہؔ کے واسطے آقا
آپ چاہیں تو کیا نہیں ملتا

جو دل میں ہو یادِ خدا چپکے چپکے   زباں پہ ہو یا مصطفےٰ چپکے چپکے

روزِ قیامت شافعِ امت پیشِ ربِ وُدود
مغفرتِ امت کی خاطر ہو کر سر بسجود

ہے ہر چند میری گنہگار امت   نہیں ہے سزا کی سزاوار امت
مگر رحم کی ہے طلبگار امت
یہ فرمائینگے مصطفےٰ چپکے چپکے

کچھ بھی نہ پایا جبکہ کہیں سے آیا آپ کے پاس
ہیبت نبی کی ٹوٹ نہ جائے کہیں یہ میری آس

کسی بے نوا کو نہ محروم کیجے   تصدق نواسوں کا دلوا ہی دیجئے
مدینے کے داتا ذرا سن تو لیجے
کوئی دے رہا ہے صدا چپکے چپکے

دریائے رحمت کے آگے یہ ہی ہو پائیگا
مغفرت عصیاں کی خاطر بس ہے بہانہ ایک

گناہوں میں ہر چند دل مبتلا ہے   مگر تجھ سے ہر دم یہی کہہ رہا ہے
کریمی سے تیری تعجب ہی کیا ہے
جو تو بخشدے اے خدا چپکے چپکے

عرض ہے یارب یہ جو لکھی ہے میں نے نعتِ رسولؐ
ہو وہ قبولِ سرورِ عالم بصدقۂ زہرا و بتولؓ

خوشی پر خوشی ہوگی جب میرے جی کو   پسند آئے گر یہ قصیدہ نبیؐ کو
خبر تک نہ ہوگی یہ ہرگز کسی کو   صلہ مل گیا مجھ کو کیا چپکے چپکے

پیشِ نظر ہو صورتِ احمد شکلِ بدرِ منیر
یاد ہو یارب تیری دل میں آئے جو وقتِ اخیر

ہو بیزار اس جسم کے آشیاں سے میرا مرغِ جاں جب ہو پراں جہاں سے
یہی التجا ہے کہ میری زباں سے
نکل جائے یا مصطفےٰ چپکے چپکے

ناز نہ کیوں ہو بختِ رسا پر بادِ صبا مجھ کو
تجھ سے جو پہلے ملکِ عرب میں میرا جانا ہو

مبارک ہو حسرۃ چلو اب مدینے بلایا ہے تم کو تمہارے نبیؐ نے
یہ کل رات کو خواب میں آ کسی نے
مرے کان میں کہدیا چپکے چپکے

۵	ٹھمری فاتحہ	۱۷۲

اے مومنو اپنے سر کو جھکا
روحِ نبیؐ پہ پڑھو فاتحہ

ہو درود اور سلام اُن پہ جو ہیں فخرِ انام بھیجتا جن پہ ہے خلاقِ دو عالم بھی سلام
یہ وہ ہے کام کہ اس کام کا ہو شغلِ مدام چاہیئے امتِ عاصی کو اسی کام سے کام
سر کو جھکائے ہاتھ اٹھائے
اے مومنو تم بھی صبح و مسا روحِ نبی پر پڑھو فاتحہ

کیا ہی مرغوب ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ　　حق کی محبوب ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ
دل کی مطلوب ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ　　واہ کیا خوب ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ

عشق اگر ہے ذاتِ نبیؐ سے
بے شک اپنے سر کو جھکا　　روحِ نبیؐ پر پڑھو فاتحہ

واہ کیا محفلِ میلاد کی ہے آب و تاب　　جس کی ہر شمع پہ قربان ہے جانِ مہتاب
سرِ خمیدہ ہیں ملائک بھی بہ پاسِ آداب　　عرض کرتا ہوں میں حضار سے بہ صد آداب

وا ہو چکے ہیں دریائے رحمت
ہو جائیگا تم پہ فضلِ خدا　　روحِ نبیؐ پہ پڑھو فاتحہ

سرمۂ دیدۂ خوباں ہے یہاں کی اب خاک　　پھول سے بڑھکے ہیں خوش رنگی میں اسکے خاشاک
مورِدِ رحمتِ حق کیوں ہو یہ محفل پاک　　کہ پڑھی جاتی ہے یاں نعتِ حبیبِ لولاک

اے مومنو یہ جائے ادب ہے
سر کو جھکا کر بہ عجز و بکا　　روحِ نبیؐ پر پڑھو فاتحہ

جنکی قرآن میں اللہ کرے خود تعریف　　پھر بشر کیا ہے کرے انکی جو کچھ بھی توصیف
یہ سنا ہے کہ ہوا کرتا ہے جب ذکر شریف　　خود بدولت بھی وہاں لاتے ہیں بیشک تشریف

بار اس لیے اے عاشقِ احمدؐ
حمزہ کی تم سے یہ ہے التجا　　روحِ نبیؐ پر پڑھو فاتحہ

۴	طرز۔ ہائے وہ کملی والے گسائیں رے	۱۷۳

نبی جی سپنے میں درشن دکھائے رے　　توری نینن نے جیا کو لبھائے رے

ہاں رے توری نینن نے جیا کو لبھائے

آس آس میں سانس چلی تھی آ کے بین میں درس دکھائے
پلکھن سے یوں توری بلیاں بگڑی بات بنائے رے
تورے نینن نے جیا کو لبھائے

چشمِ بد دور نظر آئیں نہ ایسی آنکھیں | ہاں وبادام سے رنگ میں پیاری آنکھیں
مست ہے جن سے دو عالم وہ ربانی آنکھیں | ایسی پُرنور کہ آنکھوں کی ہیں پتلی آنکھیں
بھویں کمانی دھر کر بانکے پلکن سے نت تیر چلائے
من کو ہمارے چھید لیو پھر نیہاں کی دارو لگائے رے
تورے نینن نے جیا کو لبھائے

نرگسِ چشم کی تعریف بھلا کیا ہو رقم | جس کے بیمار ہیں مشتاق سے ابنِ مریمؑ
ہو کے قربان یہ کہتے ہیں غزالانِ حرم | ایسی آنکھیں کبھی دیکھی نہیں خالق کی قسم
پیاری انکھیاں مست رسیلے وا میں سرمہ سہائے
بانکی سج دھج دیکھن کو ہم وجیا للچائے رے
تورے نینن نے جیا کو لبھائے

چشمِ شہلائے پیمبر کی صفت کیا ہو بیاں | آنکھ وہ آنکھ جو دیکھ آئی ہے نورِ یزداں
یہ سبب ہے کہ ہوئے جاتے ہیں اس پر قرباں | جملہ خوبانِ جہاں جملہ حسینانِ جناں
پونم اماوش کا ہے سنگم نرگس کیسو روپ بنائے
کالی پتلی سپید انکھیاں وا میں اپنی جوت جگائے رے
تورے نینن نے جیا کو لبھائے

کیا ہی پُر نور ہے واللہ مرے شاہ کی آنکھ　　جسکی تنویر سے پُر نور ہوئی ماہ کی آنکھ

ایسی بے مثل ہے شاہنشہِ ذیجاہ کی آنکھ　　جسکے نظارہ کی مشتاق ہے اللہ کی آنکھ

دھیان بندھا ہے درشن کا بیٹھے حمزہ سیس جھکائے

من کی نین سے تو چھپن دیکھے تب انکھین کی بات سنائے

تورے نینن نے جیا کو بھائے

١٧٤	طرز۔ جہاں میں لاکھوں حسین دیکھے مگر او ساجن کملیا والے	٧

دلوں کی ظلمت کو دور کر دے　　دکھا کے صورت کملیا والے

بلا کے دل رشکِ طور کر دے　　دکھا کے صورت کملیا والے

رحمت کی قیامت میں جب عشوہ گری ہوگی

حمزہ تیری کھوئی بھی ہر چیز کھری ہوگی

اگر نہ ہو تو ضرور کر دے

دکھا کے صورت کملیا والے

ہوگا وہ مبارک دن شیشہ میں پری ہوگی

حضرت کی مرے دل میں جب جلوہ گری ہوگی

اگر نہ ہو تو ضرور کر دے

دکھا کے صورت کملیا والے

گر عشقِ محمد میں سوزِ جگری ہوگی

بھولیں گے خودی اپنی یہ بے خبری ہوگی

اگر نہ ہو تو ضرور کر دے
دکھا کے صورت کملیا والے

جب گوشۂ مرقد میں نعش اپنی دھری ہوگی
موسیٰ کی طرح میری کیا چارہ گری ہوگی
اگر نہ ہو تو ضرور کر دے
دکھا کے صورت کملیا والے

ہو دل میں اگر الفت آنکھوں میں تری ہوگی
ہر شاخِ سخن میری سر سبز ہری ہوگی
اگر نہ ہو تو ضرور کر دے
دکھا کے صورت کملیا والے

اے ابرِ کرم تیری جب جلوہ گری ہوگی
سوکھی ہوئی ہریا دل مرقد کی ہری ہوگی
اگر نہ ہو تو ضرور کر دے
دکھا کے صورت کملیا والے

ثابت جو قیامت میں شوریدہ سری ہوگی
ہر فردِ خطا حمزہ جرموں سے بری ہوگی
اگر نہ ہو تو ضرور کر دے
دکھا کے صورت کملیا والے
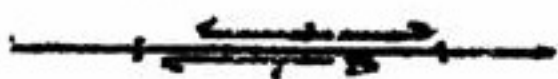
۱۰	دیگر	۱۷۵

نجر میں آٹھوں پہر بسو ہے تمہاری چیتون کملیا والے
انوکھا سج دھج نئی ادائیں رسیلی نینن کملیا والے

بناؤں پلکھن کی اپنے جھارن بچھاؤں نینوں کا فرش رہ پہ
اگر میں پاؤں چرن تمہارے وہ مرگ[۱] توچن کملیا والے

نہا کے کپڑے پہن کے ستھرے عبیر و کافور و عطر مل کر
تمہارے برتے پہ آرہی ہوں رکھو سہاگن کملیا والے

ملی ہے چہرہ پہ خاک اپنے گلے میں کفنی ہے بال بکھرے
برہ کی دھونی رما کے آئی تمہاری جوگن کملیا والے

رہے گا جب تک پران تن میں ہیں من کے منکے کی جپتی سمرن
پھرونگی متوالی بن کے جوگن تمہاری گلیین کملیا والے

میں آکے پچھتائی اور ہاری کٹی ہے پاپوں میں عمر ساری
کلنک کے ٹیکے کو مٹا کر لگا دو چندن کملیا والے

ہمارے اعمالِ بد کا بادل گرج رہا ہے کہیں برس کر
نرک[۲] میں ہم کو بہا نہ دیوے اڑھا دو دامن کملیا والے

نہ جب تلک ہو دیا تمہاری یہ جوگ اترے نہ سوگ جائے
پھرونگی طیبہ میں تنکے چنتے تمہاری کارن کملیا والے

تمہاری بالک کی ہوں میں چیری ہے پاس جاتی[۳] سیاں کی جھوری

[۱] ہرن کی آنکھ
[۲] دوزخ
[۳] جیسے

انہیں کے خاطر مراد موری دلادو موہن کملیا والے
پڑا دکن میں ہے حسنزہ آسی ہے دیس بھاگا نگر کا باسی
بناؤ اس کو نہ تم نراسی ملادو آنکھیں کملیا والے

۹	دیگر	۱۷۶

ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں دکھا دو درشن مدینے والے
نہاں کی انکھیاں ہیں کب تلک ہم جلائیں تن من مدینے والے
حسین یوسف تھے مصر والے مگر اسے موہن مدینے والے
کہاں تھا نمکیں تجھ سا چہرہ وہ نور کا تن مدینے والے
سیاہ کاری یہ زنگ لائی کہ زنگ دل پر ہمارے چھایا
دیا ہے اپنے تو صاف کر کے بنا دے درپن مدینے والے

آئینہ

پپیہا جنگل میں بولے پیو پیو ہمیں کو بابا سناتے کو کو
الاپے قمری یا مصطفےٰ تو تمہارے کارن مدینے والے
برہ کی گھنگھور چھائی بدلی تمہارے دُھن میں بھر آئی چھاتی
جھڑی لگی آنسوؤں کی نیناں نہیں ہیں ساون مدینے والے
یہاں نکیرین تم نہ آؤ یہ گورِ عاشق نبی ہے جاؤ
اگر خبر ہو نکال دینگے پکڑ کے گردن مدینے والے
شریعت و معرفت طریقت یہ سب کی تو کھو ندے حقیقت

رہیگا شاداب حشر میں بھی تمہارا گلشن مدینے والے

یہی مری ایک آرزو ہے اسی کی حمزہ کو جستجو ہے

کہ اپنی الفت کا دل میں کر دے چراغ روشن مدینے والے

۹	دیگر	۱۷۷

جما نظروں میں خواجہ کا نقش جی پیکر بنکر

دل کی آنکھوں نے دلبر کو دیکھا جی رہبر بنکر

میم احمد کا ہٹ گیا پردہ جی انور بنکر

شور یا ہو کا عالم میں اٹھا جی محشر بنکر

باغ نعتِ نبیؐ کا میں بلبل ہوں ارے بلبل

تجھے اچھا سناؤں ترانا جی ہمسر بنکر

یادِ خواجہ میں رویا تو حوروں نے لیا دامن میں

اشک آنکھوں سے میرے جو نکلا جی گوہر بنکر

روئے گلگوں دکھا دو مجھے خواجہ ہاں کسی صورت

دردِ ہجراں کا دل میں ہے کھٹکا جی نشتر بنکر

دل میں خواجہ کی الفت تھی کام آئی ہاں پس مردن

داغ الفت جو مرقد میں چمکا جی اختر بنکر

شعر نعتِ نبی میں جو نکلے ہیں وہ شگوفے ہیں

پہنچا سرکار تک میرا تحفہ جی — گلِ تر بنکر

پیاری چشمِ نبی کی شہرت جب گلشن میں

دیدۂ حیرت سے نرگس نے کھولا جی — ششدر بنکر

نعت گوئی سے حاصل ہوا رتبہ یہ جنت میں

ساتھ حوروں کے حمزہ پھریگا جی — افسر بنکر

۱۴	دیگر	۱۷۸

شانِ رحمت کے دکھانے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

اپنی امت کو بخشانے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

کیوں نہ مجرم ہو بخشش کے لایق ہو جو محشر میں ارشادِ خالق

سارے مجرم ہیں تیرے حوالے یا نبی یا نبی یا نبی جی

باغِ طیبہ میں مجھ کو بلا لو جلد ارماں میرے نکالو

اپنی فرقت میں تڑپانے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

خار طیبہ کی دل میں خلش ہے رنج دوری کی ہر دم تپش ہے

جا چکے جتنے تھے جانے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

میری بگڑی کو جلدی بنا دو مقصدِ دل خدا سے دلا دو

تم ہو بگڑی کے سلجھانے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

خوب مجھ کو فلک نے ستایا جز تاسف نہ کچھ ہاتھ آیا

ظلم ظالم نے ڈھائے نرالے یا نبی یا نبی یا نبی جی

سامنے کس کے دامن پساروں چھوڑ کر تم کو کس کو پکاروں

تم ہو مشکل میں کام آنے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

اپنے شیدا پہ بجلی گرا کر اس طرح تو نہ جا منھ پھرا کر

دیکھ لے پھر کے او جانے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

عمر برباد میں کر چکا ہوں خنجر عشق سے مر چکا ہوں

اپنے کشتہ کو آ کر جلا لے یا نبی یا نبی یا نبی جی

منتظر دل بھی ہے اور جگر بھی چشم رحمت خدارا ادھر بھی

تیرے قربان او کملی والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

واں تو موسیٰ کو حکم ادب تھا فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡكَ ارشادِ رب تھا

یاں تو ارمان ہیں کچھ نرالے یا نبی یا نبی یا نبی جی

آئی آواز عرشِ علیٰ سے مل چکی ہے اجازت خدا سے

آئیں نعلین سے آنے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

آنِ واحد میں معراج کی شب کر کے خالق سے اظہارِ مطلب

عرش پر جا کے لوٹ آنے والے یا نبی یا نبی یا نبی جی

اس کو کچھ بھی نہیں ہے سہارا ہے قیامت میں آفت کا مارا

اپنے حمزہ کو تو بخشوا لے یا نبی یا نبی یا نبی جی

۹	دیگر	۱۷۹
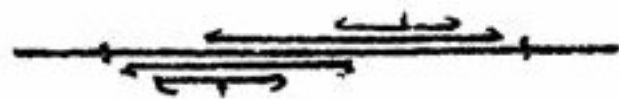
شاہِ مرسل کے لب پر یہی تھی دُعا   بخشدے اے خدا امتی امتی
میری اُمت کے بیحد ہیں جرم و خطا   بخشدے اے خدا امتی امتی

مظہر نور حق جب ہویدا ہوا   یعنی سردار نبیوں کا پیدا ہوا
جنبشِ لب سے آتی تھی بس یہ صدا   بخشدے اے خدا امتی امتی

شاہِ مرسل کو اُمت ہی محبوب ہے   ان کی امت کی قسمت بھی کیا خوب ہے
یہی فرماتے تھے آپ صبح و مسا   بخشدے اے خدا امتی امتی

تھا یہ ارشادِ سلطانِ جن و بشر   یا خدا میری امت پہ تو رحم کر
ہیں ہو جائے رسوا نہ روزِ جزا   بخشدے اے خدا امتی امتی

لامکاں کو گئے جب ہمارے نبیؐ   تھی وہاں بھی یہی التجا آپ کی
مجھ کو امت ہی پیاری ہے سب سے سوا   بخشدے اے خدا امتی امتی

سُن کے جبریلؑ سے کربلا کی خبر   یہی فرماتے تھے شاہِ جن و بشر
میں نے لختِ جگر کو فدا کر دیا   بخشدے اے خدا امتی امتی

پیشِ حق حشر میں سر جھکائے ہوئے   مغفرت کے لیے ہاتھ اُٹھائے ہوئے
یہی فرمائینگے احمدِ مجتبےٰ   بخشدے اے خدا امتی امتی

لائے جبریلؑ جس دم پیامِ قضا   سرورِ انبیا نے بعجز و بکا
التجا کی اُٹھا کر یہ دستِ دعا   بخشدے اے خدا امتی امتی

اُن پہ حمزہؔ کا دل کیوں نہ قربان ہو   ایک دل کیا فدا جان و ایمان ہو

جن کی لب پہ ہمیشہ یہی تھی دعا بخشدے اے خدا امتی امتی

۱۸۰	دیگر	۱۱

احمد کی بھویں ہیں طاقِ حرم انداز انوکھا نینن میں
کعبہ کے جو بت تھے ٹوٹ گئے وہ ٹونا بھرا ہے چتون میں

گھونگھر والے کیس نبی کے پیچ و خم ہے زلفن میں
ٹیڑھی چالیں لاکھ چلے یہ بات کہاں ہے ناگن میں

برھا کی اگنی سلگی ہے اور آگ لگی ہے تن من میں
کوثر کے دھنی جلد آ کے بجھا دو دیر نہ کیجو درشن میں

نرگن کے گنوں کو کب جانے جب تم نے بتایا پہچانے
قربان ترے استادِ ازل کیا روپ دھرا ہے من میں

اوڑھ کے کالی کملیا کیوں گورے بدن کو ڈھانک لیا
چھن چھن کے نور نکس آیا کب نکس رہا پرچھاین میں

مندر مسجد ڈھونڈ پھرا ارتی بھی دیا سجدہ بھی کیا
اس کا کھوج کہیں نہ ملا جب آنکھ کھلی پایا من میں

اِنَّا فَتَحْنَا سن کر سورۃ سارے بتوں کی بگڑی حالت
حق و باطل دیکھ کے حیرت پھر بھی پڑے ہیں الجھن میں

شیخ کو خواہش جنت کی بیکنٹھ کو چاہیں پنڈت جی

کیلاس ہمارا طیبہ ہے بیٹھے ہیں گرو کے آنگن میں
بادل کی گرج بجلی کی چمک پھولن کی مہک پانی کی جھلک
سب روپ میں تیرا رنگ بھرا ہے سورج چندر تارن میں
تمرا بالک ہے گُن کاری بات تمہاری کبھو نہ ٹاری
تب تو اپنا رنگ بھرے ہو جاجیسیاں بُت جھنجن میں
ہو مشق تصور کچھ ایسا ویسا ہی ہے وہ ہے جیسا
جب دید کی خواہش ہو حمزہ تو دیکھ لے دل کے درپن میں

۹	دیگر	۱۸۱

طیبہ کے بسیا تورے بنا موہے کل نہ پرت ہے دن رینا
توری تیر نظر نے باکو میاں مورے من میں بسایا گھر اپنا
ہائے دردِ جدائی کا ہو بھلا مورے خون کو تیر بنا ہی دیا
اب رووت رووت تمرے بنا دونوں نین بنیں گنگا جمنا
گر میرے دوارے آئیں نبیؐ کر جوروں گی پا لاگوں گی
نینوں کی بناؤں گی ارتی اور دودھ سے دھوؤنگی چرنا
جھوٹی ہے یہ دنیا سچ جانو یاں کھوٹے کھرے کو پہچانو
سب چھوڑ کر مسافر چلنا ہے سات دنوں کا ہے رہنا
ذاتِ خدا کو واحد جانو اپنے نبیؐ کو برحق مانو

جب صاف پھرے من کا منکا۔ تب کام کا ہے سمرن جپنا

من میں بسے سینے میں رسے گروہ ہی بسے من مانئے جسے

تب چشم بصیرت تبلا دیگی تمکو کبھی سچا سپنا

طفلی و جوانی بے پوچھے آئی و گئی جانے دیجئے

مشکور بڑھاپے کے ہیں ہم یہ گور کا ساتھی ہے اپنا

اے آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ قندھار کے حاجی سیاں ولی

اللہ سے مرادیں دلوا کر ہر سائل کی جھولی بھرنا

ہاں عشقِ نبیؐ میں اے حمزہ ہر ایک پھڑکتا ہے فقرہ

کیا بات ہے تیری ماشاء اللہ سبحان اللہ کیا کہنا

۱۸۲	طرز۔ رکھونگا نینوں میں تم کو چھپا کے	۶

بھیجا احد نے احمد بنا کے احمد بنا کے آقا سیّد بنا کے

مہرِ نبوت دیئے صداقت تم کو بخشی امامت سیادت رسالت شفاعت

جی آقا میرے بھیجا احد نے احمد بنا کے

بڑھ گیا ملکِ عرب میں جہل و نخوت اور غرور

بت پرستی سے ہوا توحید میں پیدا فتور

کفر اور الحاد کعبہ سے مٹانا تھا ضرور

اس لیے خلاق نے ظاہر کیا احمد کا نور

نورِ محمدؐ چمکا عرب میں جسنے تھی
ضلالت جہالت خباثت ونخوت

جی آقا میرے
بھیجا احد نے احمد بنا کے

دینِ براہیم کا اسلام پاتا تھا لقب
اور بتانِ خانۂ کعبہ پہ ڈھاتا تھا غضب
غیر ملکوں پر شرف پاتا تھا اقلیمِ عرب
اسلیے تخلیق احمد ہو گئی منظورِ رب
اپنا پیمبر تم کو بنا کر رب نے دیدی
شجاعت وعظمت وشوکت وصولت

جی آقا میرے
بھیجا احد نے احمد بنا کے

پردۂ اسرار میں مدت سے جو پنہاں تھا نور
شبِ آدم عبد بنکر ہو گیا اس کا ظہور
شرک و کفر و بت پرستی سے ہوئے مسلم نفور
چلگیا توحید کا سکہ جہاں میں دور دور
قرآں کو پڑھکر ارشاد سن کر سب نے سیکھی
تلاوت قرارت عبادت ریاضت

جی آقا میرے
بھیجا احد نے احمد بنا کے

رہنمائی سے ہوئی توحید ہر دل میں مکیں
پائی عظمت آپ سے ملکِ عرب کی سرزمیں
کعبۃ اللہ بنگیا ہے سجدہ گاہِ مسلمیں
دیر ویران مسجدیں آباد ساری ہو گئیں
حضرت کے کہنے پہ ایمان لایا جس نے دیکھی
مروت صداقت امانت وغربت

جی آقا میرے
بھیجا احد نے احمد بنا کے

بنگیا ملکِ عرب تہذیب کے گلشن کا پھول
سرکشانِ ملک نے کی آپ کی طاعت قبول
پالیا ہر ایک نے اسلام کا سچا اصول
تم پہ قرباں جانِ حمزہؔ تم خدا کے ہو رسول
اپنا سمجھکر حمزہؔ کے دل میں بھر دے اپنی
محبت مودت ارادت وچاہت

جی آقا میرے
بھیجا احد نے احمد بنا کے

۱۸۳	طرز - مورے نبی تک گذر نہیں رے	۴
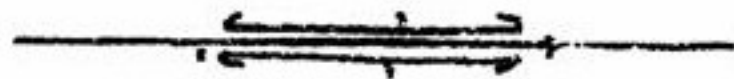
وہ تو طیبہ بسائے میں نہیں رہی جی
کملی والے کے کارن دکھ درد سہی جی
بہت سے ہندوالے اُن کے مہماں ہوتے جاتے ہیں
تو میرے دل میں پیدا یاس و حرماں ہوتے جاتے ہیں
میں اُن پر جان دیتی ہوں وہ انجاں ہوتے جاتے ہیں
پریشانی کے میرے روز ساماں ہوتے جاتے ہیں
معاف کردو نبی جی خطا میری
میں نے بھولے سے لبیک نہیں کہی جی
نہیں چاہتی کہ زیور مال و دولت مجھ کو دلوا دو
نہ خواہش ہے کہ کپڑے قیمتی خوش رنگ رنگوا دو
مری یہ عرض ہے اب چادرِ عصیاں کو دھلوا دو
جو کالی پوت سا ہے من کا منکا صاف کروا دو
اگر ایسا نہ ہو تو سہیلیوں میں
چلی جائے گی عزت رہی سہی جی
مجھے معلوم ہے جو ہونے والا ہے قیامت میں
رہیں گے مرد و زن اچھے بُرے سب ایک حالت میں
نہ ہوگی گفتگو کچھ خاندان و مال و دولت میں

وہاں کھوٹے کھرے کی جانچ ہے اعمال ونیت میں
میں یہ کہدونگی پوچھو نبی جی سے
مری حالت ہے حضرت پہ روشن سبھی جی
سہیلی ڈر ہے کیا ہم کو رعایت ہونے والی ہے
نبی کی ساری امت کی شفاعت ہونے والی ہے
رہائی کلمہ گوئی کی بدولت ہونے والی ہے
مسلمانوں سے ہم آغوش رحمت ہونے والی ہے
آؤ سب مل سہیلیاں پڑھیں کلمہ
بات حمزہ نے کیسی اچھی سچ کہی جی

۱۸۴	طرز۔ میں ہوں بانکی مالنیا مجھے چھیڑو نکو جی	۶

میں ہوں چاتر سیانی کچھ بھولی نہیں جی
پہلی باتیں نبی جی میں بھولی نہیں جی
آپ مختار تھی میں کُن فیکوں سے پہلے مست سرشار تھی میں کُن فیکوں سے پہلے
پر قسم کھا کے احد کی میں کہونگی احمد تم پہ بلہار تھی میں کُن فیکوں سے پہلے
سُن کے باتیں اپنے کی بنو انجان
اور بولونگی اب تک جو بولی نہیں جی
کیسی شادان تھی میں کن فیکوں سے پہلے محو حیران تھی میں کن فیکوں سے پہلے

کششِ عشقِ محمدؐ نے نہ چھوڑا مجھ کو — اِس پہ قربان تھی میں کن فیکوں سے پہلے

ساتھ اللہ کے پائی ہیں نام تیرا

عرشِ اعلیٰ پہ لکھے کو بھولی نہیں جی

محوِ تنویر تھی میں کن فیکوں سے پہلے — گویا تصویر تھی میں کن فیکوں سے پہلے

آج ہی کچھ نہیں ہیں اشرفِ مخلوق نبی! — سب میں تشہیر تھی میں کن فیکوں سے پہلے

نورِ اسلام حاصل ہوا مجھ کو

میں نے دُنیا کی بدولت قبولی نہیں جی

امرِ بیچون تھی میں کن فیکوں سے پہلے — کیسی مامون تھی میں کن فیکوں سے پہلے

پھر وہ بلوائیں جو گھر کو تو میں ہونگی ممنوں — جیسی ممنون تھی میں کن فیکوں سے پہلے

تعمیلِ اللہ کی خاطر سے قدرت نے

کر دی لعنت کیا ہوئی نہیں جی

سِرِ اسرار تھی میں کن فیکوں سے پہلے — خطِ پرکار تھی میں کن فیکوں سے پہلے

سال ہا سال کی گردش میں ہوئی ہے دیری — ہم نے تیار تھی میں کن فیکوں سے پہلے

تھی میں برسوں معلّق نہ چین آیا

جبتک کہ جھولے میں جھولی نہیں جی

کتنی مسرور تھی میں کن فیکوں سے پہلے — مست و مخمور تھی میں کن فیکوں سے پہلے

داخلِ پردۂ وحدت تھی جو کثرت حمزہ — اسمیں مستور تھی میں کن فیکوں سے پہلے

تیرے احکام ظاہر سے ڈر کر نبیؐ

رازِ باطن کو اپنے میں کھولی نہیں جی!

۱۸۵	طرز۔ جھم جھم گھن بانوگی تیرو جو کوئی پیا سے ملائے رے میکو	۴

سن سن بن جائیکے پونیا لادے کھبریا طیبہ نگر کی
بہت دن سے آکے سپن میں ہم پیا نے کیوں خبر کی
نہ پوچھے کچھ حقیقت مجھ سے کوئی نور احمد کی
انہیں کی ذات ہے زینت فزا قدرت کے مسند کی
مسخر حسن دلکش نے کیا ساری خدائی کو
بنائی ہے خدا نے موہنی صورت محمد کی
چندر ماتھا نیناں رسیلی
جاگی ہوئی جیسی رات بھر کی
خیال نور رخ سے ہو گیا ہے دل مرا روشن
درخشانی میں ہے مثل چراغ وادئ ایمن
بجا ہے ناز اتراؤں نہ کیوں اپنے تصور پر
کہ گھر بیٹھے مجھے حاصل ہے اپنے یار کا درشن
ہر ہر روپ میں ہر ہر بسو ہے
سمرن جپوں میں کیوں ہر ہر کی
دو عالم جس کے بس میں ہے وہی سردار ہے اپنا
نگہ اس کی جو پڑ جائے تو بیڑا پار ہے اپنا
مریض ہجر کو بس شربت دیدار ہے کافی

دوا سے اور بڑھتا ہے عجب آزار ہے اپنا

تڑپت تڑپت رین گجر گئی
ٹھن ٹھن باجے شبد گجر کی

یکایک پڑ گیا ہے تہلکہ اللہ کے گھر میں
گھڑی بھر بھی نہیں تسکین اپنے قلب مضطر میں

تری زلفوں کے قرباں دُور کر جلدی پریشانی
پھنسا ہے حمزہؔ کثرت بڑی قسمت کے چکر میں

نہ نیند نیناں نہ چین ریناں
بُری بنی گت دل و جگر کی

۴	طرز۔ جنم جنم گن مانونگی تیرو جو کوئی پیا سے ملادے میکو	۱۸۶

کھنن کھنن کھن باجی گجر یا بھور بھی سکھیاں چلو جی گھروا
پیا کے سہارے رین گجارے پیا سدھارے طیبہ نگروا

کیسی باخیر ہے یہ مجلس میلادِ شریف
دُور ہو جاتی ہے سب جس کے سبب سے تکلیف

صدقِ دل سے ہو کسی بزم میں جب ذکرِ نبیؐ
یہ سُنا ہے کہ وہاں لاتے ہیں حضرت تشریف

ہمرے دوارے لاج دُلارے

آکے بچارے گھر کی کھبروا

بزمِ میلاد کی تعظیم کو جھکتا ہے فلک

اخترِ چرخ دکھاتا ہے ہر اک اپنی جھلک

فرش سے نور کا ہوتا ہے سماں عرش تلک

جمع اس بزم میں ہوتے ہیں بشر جن و ملک

روپ بشر میں آتی ہیں حوریں

جگہ دوسکھیاں چھانڈو ڈگروا

دین کا کام ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ

شانِ اسلام ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ

باعثِ خیر ہے یہ بزم ہر اک گھر کے لیئے

برکت عام ہے یہ محفلِ میلادِ نبیؐ

بھار چائیں کاج منائیں

ارتی لیجائیں پیا کی نجروا

ذکرِ سرور میں بسر ہوں جو شب و روز تمام

اس سے بڑھ کر نہیں دنیا میں کوئی اچھا کام

عرض حمزہؔ کی سنیں ذاکر و سامع دونوں

بھیجیں سردارِ دو عالم پہ درود اور سلام

درود پڑھتے سمرن جپتے

چلو سہیلیاں جائینگے گھروا

۱۸۷	طرز۔ سوتن گھر نہ جا رے مورے سیاں (حاجی سیاں کی جھولی)	۵

لائی ہوں جھولی نہا کے پنیاں توری دوارے او حاجی سیاں
نیا کپڑا منگائی اس کو کالا رنگائی اور جھولی بنائی تیرے در پہ ہوں آئی
من کی منت ملی دل کو راحت ملی لاکھ دولت ملی اپنا مقصد جو پائی

تیری دیا سے اس نرگن نے کیا ہے جھولی کو معمور
انکھین میں ہے کالی پتلی بھرا ہے جس نے اس میں نور

جھولی کا رنگ تو ہے کالا ہی بھایا کیونکہ نبیؐ کی تھیں کالی کملیاں

او حاجی سیاں

تیرا فیض و کرم ہر ملت مذہب پہ یکساں ہے کہ جیسے مہر انور سارے عالم پر درخشاں ہے
درِ مقصد سے دامن اپنا بھر لیتا ہے حاجتمند ترے بحر کرم کا قطرہ قطرہ بحر عماں ہے
پیارے دُرِ عدن تو ہے وہ نور رتن تجھ کو کرنے جتن سر پہ ہیں پنجتن
اے مرے سروری خاص کوشش تری عام بخشش تری سب پہ ہے شکرن

امیر ہو یا فقیر کوئی تیری دیا ہے سب کے ساتھ
صحرا اور دریا پہ جیسے یکساں برسے ہے برسات

من کا کنول توری کرپا سے کھلجائے جیسے صبا سے کھلتی ہیں کلیاں

او حاجی سیاں

علیؑ کے لعل ہو اور آل ہو حضرت محمدؐ کی ولایت آپ کے گھر کی شجاعت آپ کے جد کی
سیادت ہے سخاوت ہے عیاں دم کرامت سے وراثت تم نے پائی ہے رفاعی سید احمد کی

در پہ جو کوئی آئے کاندھے جھولی لٹکائے یا کہ خالی ہی آئے اپنا مقصد سنائے
بن کے حاجت روا اور مشکل کشا رب سے کرا التجا اُسکا مقصد دلائے

جب تک اچھا پوری نہ ہولے رہونگی تب تک سنگ
لوہا ملے گر پارس سے تو چھوڑے زنگ اور بدلے رنگ

زنگ کدورت کو دل سے مٹادو گیلے بالوں سے پرت ہوں پیاں

او حاجی سیاں

تمہیں سید سعیدالدین رفاعی اور سرور ہو تمہیں ہو حاجی سیاح مخدوم و مفخر ہو
تمہارا ہی لقب کفار بھنجن ہے زمانہ میں مجاہد اور غازی صاحب سیف دو پیکر ہو
پائے ورثہ تم اب وجد کا ہم یہی سیف دو دم ہے حسینی علم
ان کے جد علی ہیں علی مرتضےٰ کی شجاعت عطا ان پہ کر کے کرم

اچھوں کے ہوتے ہیں اچھے راکھو ان سے اچھی آس
عطر بنے ان پھولن سے جن پھولن میں ہو اچھی باس

من کی مراد کے روضہ سے تیرے پھول چنونگی بن کے ملنیاں

او حاجی سیاں

تمہاری ذات ہے سیاں نبی کی ذات میں اصل اسی باعث ہوئے دربار میں خالق کے تم داخل
اُدھر دربارِ حق اور مصطفےٰ کی بزم میں حاضر اِدھر مخلوق کی حاجت روائی میں بھی ہو شامل
اے خدا کے ولی نورِ چشم نبی تیرے تابع سبھی دیو جن و پری
دھنی داتا ہے تو خوب دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے تو اس کی جھولی بھری

مری دعا کب رب تک پہنچے جب تک آپ نہ ہولے سنگ

اکاش چڑھنے کا ہو سہارا بے ڈوبے کب اُڑے پتنگ

اللہ نبیؐ کے بعد تمہیں ہو ۔۔۔ جھولی کی مری ہیں تین لکریاں

او حاجی سیاں

گھٹی ہے کفر کی ظلمت تمہارے اسمِ اعظم سے ۔۔۔ بڑھی اسلام کی شوکت تمہارے دستِ محکم سے

یہ خوش بختی ہے حمزہؓ اور حمزہؓ کے بزرگوں کی ۔۔۔ شرف قندھار نے پایا تمہارے فیض مقدم سے

قہرِ رب سے ڈرائے ۔۔۔ وعظ ایسا سُنائے ۔۔۔ سب کے دل میں سمائے ۔۔۔ سب کو اپنا بنائے

وہ دلائل ہوئے ۔۔۔ ہندی قائل ہوئے ۔۔۔ دل سے مائل ہوئے ۔۔۔ جب کرامت دکھائے

گھر سے باہر لنگ گئے جب مندر میں ہوئی بانگِ صلوٰۃ

ہندو دھرم سب مان لیے اور گرے چرن پر چومے ہاتھ

من کی مرادیں پاتے ہیں ابتک ۔۔۔ تیرے بھکاری لے کے جھولیاں

او حاجی سیاں

۴	طرز۔ تھارو نام محمدؐ مصطفٰے من پیارو لاگو جی	۱۸۸

داغِ ہجرِ نبیؐ نے جلادیا ۔۔۔ من اگنی لاگی جی

سوزِ عشقِ پیمبرؐ بڑھادیا ۔۔۔ من اگنی لاگی جی

جلا جو داغِ تمنا جگر میں آگ لگی ۔۔۔ بچا نہ دل بھی جو یوں گھر کے گھر میں آگ لگی

نبیؐ کی سوزِ محبت میں یہ ہوا ہے اثر ۔۔۔ بندھا جو رُخ کا تصور نظر میں آگ لگی

سُورج کا مکھ دیکھن ہارو نیر میں دیکھو آنکھ لگائے

ہم تو دیکھیں اپنا سورج من کے کنویں میں نین جمائے

پیا پردے میں جلوہ دکھایا من اگنی لاگی جی

اللہ من اگنی لاگی جی

جگر کے جلنے سے آہِ رسا میں آگ لگی فغانِ شعلہ فشاں سے ہوا میں آگ لگی
شعاعِ مہر سے صبح و شفق سے وقتِ شام نبیؐ کے عشق سے ارض و سما میں آگ لگی

دھرتی کا وہ بھاگ ہے اونچا نور نبیؐ ہے اسکے پاس
ہوتے فدا گنبد پہ نبیؐ کے گھوم رہے ہیں سات اکاس
اپنا شیدا وہ سب کو بنا دیا من اگنی لاگی جی

اللہ من اگنی لاگی جی

جو آہ سینہ سے نکلی دہن میں آگ لگی شرر فشانی سے چرخِ کہن میں آگ لگی
نبیؐ سے اب تو شب و روز لو لگی ہے مری اسی سبب سے ہے سب تن بدن میں آگ لگی

یہ تو اگیا پریت کی ہے اگین میں ہے نیاری بات
جلن میں اس کے مزہ ہے ایسا نیند نہ آوے ساری رات
دل میں پا کر جگہ وہ جگا دیا من اگنی لاگی جی

اللہ من اگنی لاگی جی

تپِ فراق سے دل کے مکاں میں آگ لگی جو شعلے نکلے دہن سے زباں میں آگ لگی
نبیؐ کے عشق میں بہتا ہے خون جو آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے آبِ رواں میں آگ لگی

خونِ جگر سے نین بھری ہے اشکوں سے دامن تر
جب پاس ہے پانی تیرے حمزہ آگ سے کیوں ہے تجھ کو ڈر

ابھی رو کر بجھا کیوں تپا دیا — من اگنی لاگی جی

اللہ من اگنی لاگی جی

۱۸۹	طرز - خواجہ لونا کھبریا ہماری رے	۴

جا کے جلدی سے بادِ بہاری رے

پہنچا طیبہ میں عرضی ہماری رے

تمہارے ہجر میں ابتر ہے مرا حالِ زار — مری یہ عرض ہو منظور اے مرے سرکار

بلاؤ جلد مجھے پاس اپنے قدموں کے — میں اپنے دردِ جدائی کا تا کروں اظہار

یہ فرقت مصیبت اُٹھائی ہوئی ہاں ہاں

کھوں حالت میں رو رو کے ساری رے

زباں کھلی ہے مری عرض مدعا کے لیے — اُٹھا چکا ہوں میں دست دعا دعا کے لیے

مرے شفیع و کریم و رحیم نورِ خدا — دکھاؤ کعبہ و طیبہ مجھے خدا کے لیے

ہے توقیر تری بڑھائی ہوئی ہاں ہاں

بطحا یثرب کی دُنیا میں ساری رے

تمہارے قدموں پہ ہونا نثار باقی ہے — یہ آرزوئے دلِ بے قرار باقی ہے

تمہارا نام زباں پر رہے مری جبتک — جہاں میں زندگیِ مستعار باقی ہے

دل و جاں سے تمہاری فدائی ہوئی ہاں ہاں

سیاں میں ہوں محبت کی ماری رے

کٹیگی عمر مری کیا یونہی مصیبت میں ذرا سکون تو ہو جائے دردِ فرقت میں
جمالِ یار نظر آئے خواب میں حمزہ پڑا ہوا ہوں میں دنیا کی خوابِ غفلت میں
جو بختِ رسا کی رسائی ہوئی ہاں ہاں ہاں
جاؤں صورت پہ سیّاں کے واری رے

۱۹۰	طرز۔ میں تو ہو گئی دیوانی نبی کی رے	۹

بن کے جوگن سہانی نبی کی رے
نکلی برہا دیوانی نبی کی رے
کفنا کے تن کو میں کفنی بنائی مُنہ پر عبیرا اپنے آپ ہی لگائی
بکھرا کے گیسو کو سینہ پہ لائی
دُنیا کو جانی ہوں فانی رے نکلی برہا دیوانی
آنکھوں میں آنسو اور لب پہ نالا ہاتھوں میں سمرن گردن میں مالا
لیکر بغل میں اِک مرگ چھالا دُنیا کی مٹی میں چھانی رے
نکلی برہا دیوانی نبی کی رے
اُلفت کی دل میں سلگی ہے دُھونی آتی ہے دل سے بُو بھُونی بھُونی
آتش فشاں ہے سوزِ درونی برسا دُ رحمت کا پانی رے
نکلی برہا دیوانی نبی کی رے
بیٹھے بٹھائے دل کو گنوایا داغِ تمنا کو مرے مٹایا

گھر کے دیا کو یکدم بجھایا   الفت کی ریشہ دوانی رے

نکلی برہا دیوانی نبی کی رے

جب سے کہ میں نے گیان سنبھالی   بات اُن کی کوئی عمداً نہ ٹالی

میرا پیا ہے جو نرالا بالی   دے گا سزا من مانی رے

نکلی برہا دیوانی نبی کی رے

دیسی گریں ڈھیر ہو دشتِ ایمن   چھوڑے ہوئے وہ بیٹھے ہیں چلمن

ان کو غرض کیا دکھلائیں درشن   سنتے رہو لن ترانی رے

نکلی برہا دیوانی نبی کی رے

اپنا پیا ہے جگ سے نرالا   ہشیار بھی ہے اور بھولا بھالا

قہار بھی ہے اور رحم والا   اس کا نہیں کوئی ثانی رے

نکلی برہا دیوانی نبی کی رے

چھوڑا تصور نے ان کا نہ دامن   آخر پڑا ان کو دکھلانا درشن

تمام رویا کی ڈال کے چلمن   رکھی مرے نبی نے بانی رے

نکلی برہا دیوانی نبی کی رے

محشر میں حمزہ آئے گی خلقت   ہوگی جو اس میں حضرت کی امت

چن چن کے لیگی دامن میں رحمت   اللہ کی ہے مہربانی رے

نکلی برہا دیوانی نبی کی رے

۵	طرز۔ رہوں کب تک میں قدموں سے دور	۱۹۱

مجھے طیبہ بلاؤ ضرور   اجی کملی والے حضور

شرق سے غرب کو زوار چلے جاتے ہیں — آپ بلواتے ہیں جن کو وہی واں آتے ہیں
ہم جگر تھام کے دل کو یہی بہلاتے ہیں — پیا چاہے تو سہاگن وہی کہلاتے ہیں
اپنی تقدیر کا ہے قصور — اجی کملی والے حضور

دل کی دل ہی میں چھپی رہ گئی حسرت میری — کاٹے کٹتی نہیں ظالم شب فرقت میری
چین کس طرح سے پائے دل وحشی میرا — دُور دل سے نہیں ہوتی کبھی وحشت میری
پہنچے یثرب دلِ ناصبور — اجی کملی والے حضور

پورا ارمان نہ ہوا انکی نہ حسرت دل کی — قابلِ ذکر نہیں کیا کہوں حالت دل کی
یاس بھی پاس ہے اور وصل کی امید بھی ہے — رنج آمیز رہا کرتی ہے فرحت دل کی
آکے آنکھوں میں چمکا دو نور — اجی کملی والے حضور

آج کل اوج ترقی پہ ہے قسمت میری — بڑھتی جاتی ہے شب و روز محبت میری
دل میں ہے یادِ نبی شکلِ نبی آنکھوں میں — لب پہ ہے نعت نبی ہے یہی دولت میری
ہے اسکی بدولت سُرور — اجی کملی والے حضور

رہتی ہے آٹھ پہر آنکھ میں صورت تیری — دل بھی خالی نہیں اسمیں ہے محبت تیری
بعد مرنے کے جو لیجائے محبت کی کشش — روح حمزہ کو میسر ہو زیارت تیری
کیجے اسکو حرم سے نہ دُور — اجی کملی والے حضور

۱۹۲	طرز۔ جاری جاری کویلیا بیرن نہ کوک	٦

تیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت — سنوریا کی ریت پیروا کی ریت

ان کو پیارے طیبہ بلائیں ہم سے نہیں بات چیت

نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت

مالکؒ کون سے چلیں سہیلیاں اپنے پیا کے پاس

جس کو چاہے پیا بلائے کروں میں کیوں سواس

قسمت کا لکھا ہو کے رہیگا بھاگ کی ہے ہار جیت

نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت

پاس پیا کے جاؤ سکھیاں اپنے جی کے ہو مختار

بنا بلائے میں نہیں آتی بلوالیں سرکار

بے بوجے مالک دوڑی چھنک ایسی نہیں میری ریت

نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت

پاوے گر تو اپنے پیا کو جاوے خود کو چوک

من میں پیا ہے تیرے بیرن کو یلیا نہ کوک

شور مچائی جگ کی ہنسائی جھوٹی ہے تیری پیت

نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت

پریت سچی بھونرے کی ہے رکھے کنول کا دھیان

مرجھائے جب پھول تو بھونرہ پھول ہی دیدے جان

نرگن نرگن سریلی سُر میں گاوے بھوریا گیت

نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت

موند کے نیناں من میں رکھ لے اپنے پیو کا دھیان

ارے پپیہا پیو پیو مت کہہ پہلے پیو کو جان
بے دیکھے پیو کو کاہے سنائے   بے تال و سُر سنگیت
نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت
نبیؐ سے حمزہؔ نہاں جو لاگے بڑھیگا مورا بھاگ
سدا سہاگن بنی رہونگی چھوٹے گا کھٹراگ
سپنے میں آوے پیا جو مورا   بازی میں لونگی جیت
نیاری نیاری پیارے سنوریا کی ریت

دنیوی معاملات

۱۹۳	طرز۔ پا یو پا یو مراد انسان ہو ہو جا بھلا تو حکم خدا سے	ے

اجی او کملی والے محمدؐ ہو   بحر عصیاں نے مجھ کو ڈبویا
عمر کی کشتی آئی بھنور میں   آخری وقت اب آیا
پونجی ہو گئی اپنی پرائی   ساتھ نہیں کچھ پایا ہائے بحر عصیاں نے
گٹھری گنہ کی سر پہ ہے بھاری   پانی ہے لب تک آیا
تمہیں سہارا دو جی محمدؐ   آپکا میں تو بہایا ہائے بحر عصیاں نے
دل میں ہوس تھی مال کی زر کی   دھندے میں عمر گنوایا
رہ گیا گھر وا ہوئی بدھائی کوئی بھی ساتھ نہ آیا ہائے بحر عصیاں نے
دھیان نبیؐ کے رُخ کا بندھا جو   شعلہ سا من میں سمایا
اس کے اثر سے جگر ہو پانی آنکھ سے خون لایا ہائے بحر عصیاں نے

روح جدا گر ہو جائے تن سے — سمجھو مدینہ بھر پایا
دکھلا چکا ہے راہ تصور جا کے کئی بار آیا رے بحرِ عصیاں نے

من موہن دو بول ہیں تیرے — ذکر زباں پر آیا
کلمۂ طیب اسکی بدولت — مرتبہ اعلیٰ پایا رے بحرِ عصیاں نے

عشق نبی کا دل میں حمید — دیا جو تو نے جلایا
تاریکی کو کر دیا روشن — قبر میں کام بن آیا رے بحرِ عصیاں نے

۲	طرز۔ ڈولیا بھجوادو دولہن کے لئے	۱۹۴

جیا تڑپت ہے درشن کے لئے — خواجہ بلاؤ ہو بخشن کے لئے
راج دلاری خواجہ — سنو ہماری خواجہ
تمہارے در پہ میں آیا ہوں اے مرے خواجہ
دل اپنا نذر کو لایا ہوں اے مرے خواجہ
نہیں دولت کی چاہ نہیں چہتا ہوں جاہ — بات اتنی ہے آہ ملیں چار دن نگاہ
اجی خواجہ میں آیا نہیں مال و دھن کیلئے — جیا تڑپت ہے درشن کیلئے
چاہت تمہاری خواجہ — مجھ کو ہے ماری خواجہ
فدائے خواجہ ہے سب جان و مال اور تن من
لٹا دیا ہوں میں عقل و خرد کا سب خرمن
گر میں ہونگا تباہ خواجہ لینگے نباہ — ہیں وہ پشت اپناہ مجھے کیا ہے پرواہ

اجی خواجہ کوڑی نہ ہوگر کفن کیلئے جیا ترپت ہے درشن کیلئے

لاج ہماری خواجہ رکھو میں واری خواجہ

تمہارے فیض کا سر سبز ہے جہاں میں چمن

گل مراد سے بھرتے ہیں سب دامن

عرض گر ہو قبول ہو گا مطلب حصول کھلیں مقصد کے پھول چننے یہ دامن

اجی خواجہ ہوا بلبل ہی مضطر چمن کیلئے جیا ترپت ہے درشن کیلئے

ہو دعا ہماری خواجہ مقبول باری خواجہ

خدا کرے یہ کہے آکے آج باد صبا

چلو بلایا ہے خواجہ نے آپ کو حمزہ

یوں ہو تاثیر آہ دل سے دلکو ہے راہ اعلیٰ ادنیٰ یہ واہ کیسی ڈالی نگاہ

اجی خواجہ ہے اچھا تصور یہ من کیلئے جیا ترپت ہے درشن کیلئے

۱۹۵	طرز۔ ہائے تیری ترچھی نجریا نے مارا	۴

ہائے مجھے ہجر ہی نے رلایا

دیکھو سوز نہاں منہ سے نکلا دھواں مرے دل کو جگر کو جلایا

نکلتی ہے جو سوز ہجر میں آہ و فغاں میری

شرر باری سے جلتی ہے مرے منہ میں زباں میری

میرے پیارے محمد اب نگاہ لطف ہو جائے

کہ گھٹتی جا رہی ہے پاس میں عمر رواں میری

شوقِ دیدار ہوا خوب آزار ہوا ‌ ‌ جینا دشوار ہوا ایسا بیمار ہوا

یک نظر آپ کی پڑ جائے جو مجھ پر سرکار ‌ ‌ دور ہو جائیگا یک لخت مرا سب آزار

میری حالت کو اب تک بنایا!

ہائے مجھے ہجر نبی نے رلایا

تصور میں مرے جب روئے عالم تاب آتا ہے

نگاہوں میں مری اک نور کا گرداب آتا ہے

قدم بوسی کی خاطر اشتیاق فرط الفت میں

تڑپ کر میرے پہلو سے دل بیتاب آتا ہے

مرے سرور تنہا میرے سرکار نبی ‌ ‌ تم پہ بلہار نبی ہے دل زار نبی

یک اچٹتی ہوئی پڑ جائے نگہ گر دل پر ‌ ‌ تو مرے نخل تمنا میں نکل آئیں ثمر

میں نے الفت کا پھل آج پایا

ہائے مجھے ہجر نبی نے رلایا!

کسی کے عشق کی جب تک نہ تھی خبر پہلے

نہ سوزش دل میں تھی میرے نہ تھا سوز جگر پہلے

خدا کے فضل و سلطان دو عالم کی عنایت سے

ہوا آباد کعبہ جو کہ تھا ویراں یہ گھر پہلے

بخت بیدار ہوا عشق سے سرکار ہوا ‌ ‌ داغ اظہار ہوا دل بھی گلزار ہوا

جز گل داغ نبی میرے چمن میں کیا ہے ‌ ‌ کیا کہوں لطف مرے دل کی جلن میں کیا ہے

تو ہی واقف ہے اس سے خدایا
ہائے مجھے ہجر نبی نے رُلایا

نبی سے عشق و الفت کا جتاناؤں تو آساں ہے
جو کچھ کہتے ہو اے حمزہ زبانی عہد و پیماں ہے

عمل ہر بات میں لازم ہے ارشاد محمد پر
جسے کہتے ہیں الفت اتباع حکم جاناں ہے

سیکھو افعال نبی سنو احوال نبی پڑھو اقوال نبی تب کھلے حال نبی
حکم آتا ہے ہر وقت ترے پیش نظر ہے وہ عاشق جسے ہو بخشش معشوق کا ڈر

جسے شیدائی اپنا بنایا؛
ہائے مجھے ہجر نبی نے رلایا

۴	طرز - دل ناداں کو ہم سمجھائے جائینگے	۱۹۶

روز محشر میں جب بلوائے جائینگے
اپنے عصیاں سے ہم شرمائے جائینگے
امت کی اپنی کرنے شفاعت نبی آکے دعا فرمائے جائینگے

ترے قربان مرے ناز اٹھانے والے
طور سینا پہ جھلک اپنی دکھانے والے
شرر ناز کو گلزار بنانے والے

دامنِ لطف و عنایت میں چھپانے والے
نارِ دوزخ سے بچا سب کو بچانے والے
ان کا نتھا ہے دل گھبرائے جائینگے ان کے من کے کنول مرجھائے جائینگے
یہ نرے خاک کے پتلے ہی نہیں ہیں داور
آتش و آب و ہوا ان میں ہے مخلوط مگر
امر اللہ کا ہے چار عناصر میں گذر
رب کی تنویر ہیں اور نورِ نبی کے مظہر
گو کہ عاصی ہیں مگر پڑھتے ہیں کلمہ اطہر
بہرِ جنت جو یہ ترسائے جائینگے اپنی آنکھوں سے خوں برسائے جائینگے
سوجھی دنیا کی ہر اک پہلو سے تدبیر انہیں
دل سے گو بھاتی نہ تھی دین کی تقریر انہیں
ذکر کرتے تھے بتایا تھا جو کچھ پیر انہیں
نامِ اللہ و محمدؐ کی تھی توقیر انہیں
تو نہ دے اے مرے مولا کوئی تقدیر انہیں
خوف دل میں ہے اور گھبرائے جائینگے چھوڑ در کو ترے کس جائے جائینگے
دیکھ کر تجھ کو نبی خوش تری امت ہوگی
ان کی تسکین وہ خاطر تری الفت ہوگی
عاصیوں کو تو عجب طرح کی فرحت ہوگی
ان کے دل کو یہ یقیں ہے کہ شفاعت ہوگی

حمزہ ٹھیری ہوئی ہر ایک کو رحمت ہوگی
کلمہ گو ہیں سبھی بخشائے جائینگے کاتب اعمال شرمائے جائینگے

(۱۹۰) طرز۔ چھوڑو چھوڑو سکھی مجھے جانے دو طیبہ نگریا (۵)

(چار معجزے)

دیکھو دیکھو سکھی گوری بئیاں پہ کالی کملیا
چھائی چھائی اجی جیسے چندر پہ کاری بدریا

دکھانا گو کہ تھا مقصود معجزہ کی شان کیا نبی نے جو انگشت سے قمر پہ نشان
مگر حقیقت شق القمر خدا جانے نبی کے رخ پہ بظاہر قمر ہوا قربان
دیکھو قدرت کا حال ہو کے شق اور وصال آیا اس میں نہ بال
سچی مچی ہوا جیسا پہلے تھا ویسا چندریا دیکھو دیکھو سکھی
علی کی زانو پہ یکروز سو گئے تھے نبی غروب شمس کے ساتھ ہی نبی کی آنکھ کھلی
نماز عصر علی نے پڑھی نہ تھی سنکر نبی نے حکم دیا مہر کو کہ لوٹے ابھی
لوٹا سورج جبھی رہا بہر نبی تا نماز علی
جانی جانی نبی تو کو جانت ہیں سورج چندریا دیکھو دیکھو سکھی
نبی کے ایک صحابی نے آکے دعوت دی لے آئے داعی کے گھر سب صحابہ اپنے نبی
کھلا کے پیٹ بھر ان سب کو دیا رخصت تھا ساگ بکری کا اور روٹیاں تھیں جو کی
کھائے سب کو کھلائے رب کی قدرت دکھائے معجزہ بتائے

پھر بھی اتنا رہا کھائی جی بھر کے ساری نگریا دیکھو دیکھو سکھی

مجاہدین کو قلت ہوئی جو پانی کی تو العطش کی صدا سنتے ہی رحیم نبی

منگا کے طشت میں تھوڑا سا آب ہاتھ رکھا کہا کہ مشکیں بھرو اور پیو پیالے سبھی

فوراً از حکم رب معجزے کے سبب ہو گئے سیر اب سب

بہنے لاگی جو نبیا کی انگلی سے ان کے نہریا دیکھو دیکھو سکھی

نہیں ہے کوئی ہوس اے خدا مرے دل میں یہ آرزو ہے رہیں مصطفےٰ مرے دل میں

خبث ہے حرص بجز انکے ما سوا کی ہوس فنا کے بعد نبی ہو بقا مرے دل میں

رہیں دل میں حضور جیسے ہر شے میں نور اور ہر جا ظہور

رنگدو رنگدو نبی کپے رنگ میں یہ دل کی چُندریا دیکھو دیکھو سکھی

۵	طرز۔ ہم سے آکے بلم ملجایا کرو جی	۱۹۸

ذکر سننے کو اپنا جب آیا کرو جی

نبی رحمت کا مینھ برسایا کرو جی

ہے روایت کہ جہاں ہوتا ہے ذکر نبی آتے ہیں اس جگہ پہ بار دو عالم بھی سبھی

چشم بصیرت دے کر ہمیں تم

اپنے جلوہ کا درشن دکھایا کرو جی ذکر سننے کو اپنا

یہ تمنا مجھے رہتی ہے نبی آٹھ پہر دیکھ لوں عالم رویا میں جمال پُر نور

رویا میں دن بھر شب کو نبی جی

مجھے رؤیا میں آسمجھایا کرو جی ذکر سننے کو اپنا

صاف باطن انہیں سب لوگ کہا کرتے ہیں دل کی ہر وقت جو تعظیم کیا کرتے ہیں

خانہ کعبہ ہے جب دل ہمارا

تم ہو نبی آیا جایا کرو جی ذکر سننے کو اپنا

تپش روزِ قیامت نے کیا ہے بیتاب گرمیٔ مہر سے حالت ہوئی جاتی ہے خراب

امت پہ اپنی پیارے نبی جی

دامن کا اپنے ذرا سایہ کرو جی ذکر سننے کو اپنا

رہتے ہیں دل میں تصور میں نظر میں حضرت خواب میں دید کی حاصل نہ ہوئی کیوں دولت

کب تک حمزہؔ دید کو ترسے

نبی ایسا نہ تم ترسایا کرو جی

۵	طرز۔ نبیوں کے سردار پیدا ہوئے ہیں	۱۹۹

جو تھے رازِ پنہاں ہویدا ہوئے ہیں

ہمارے نبی آج پیدا ہوئے ہیں

ابرِ رحمت کی جو گھنگھور گھٹا چھائی ہے باغِ عالم میں عجب تازہ بہار آئی ہے

کر دیا برقِ جمالِ نبوی نے پر نور دل مرا شاہدِ اللہ کا شیدائی ہے

نیک ساعت ہے آج دل پہ فرحت ہے آج شاد کثرت ہے آج آئی وحدت ہے آج

نگوں سر جبھی لات و عزیٰ ہوئے ہیں ہمارے نبی آج پیدا ہوئے ہیں

کنج وحدت میں نہاں تھا جو وہ نورِ انور — مدتوں صورت پرکار لگایا چکر
وہی نبیوں کا مقدم ہے موخر بن کر — ختم کر نیکو نبیوں کے ہوا ہے ظاہر
آئے آئے سرتاج جن کا جگ میں ہے راج — خاص ان کا ہے کاج جشن میلاد ہے آج

مسرت کے جلسے ہر اک جا ہوئے ہیں
ہمارے نبی آج پیدا ہوئے ہیں

پہلے ہی کن فیکون سے وہ بنا رکھے تھے — مدتوں نورِ محمد کا چھپا رکھے تھے
دیکھا جب خود کو تو پرتو میں نظر آیا جمال — آئینہ اپنا جنھیں آپ بنا رکھے تھے
ملا آدم کو نور چلا ہوتے ظہور — کر کے طے سب امور آئے میرے حضور

یہ نیرنگ قدرت ہویدا ہوئے ہیں
ہمارے نبی آج پیدا ہوئے ہیں

مرآۃ نور کے خود پرتو اول ہیں یہی — انبیا سارے ہیں کامل تو بس اکمل ہیں یہی
یوں تو گزرے ہیں نبی یک لک و چہار ہزار — ختم جن پر کہ رسالت ہوئی مرسل ہیں یہی
شاہد بے نیاز ان کو زیبا ہے ناز — ملا ان سے ہی راز پائے روزہ نماز

ہم ان سے خدا کے شناسا ہوئے ہیں
ہمارے نبی آج پیدا ہوئے ہیں

ہر مسلمان کا دل فکر سے آزاد ہے آج — دیکھ کر محفل میلاد ہر اک شاد ہے آج
عرض حمزہ کی سنو بیٹھو کہ ہے ذکر نبی — ہو مبارک کہ یہاں جلسۂ میلاد ہے آج
ہو کے محو سجود سنئے رب ودود — پڑھو پڑھو درود ہو گی رحمت ورود
در رحمت باری سب وا ہوئے ہیں — ہمارے نبی آج پیدا ہوئے ہیں

۹ — طرز۔ لگا کے آس میں آیا ہوں یا غریب نواز — ۲۰۹

غریقِ بحرِ گنہ ہوں یا غریب نواز
ہے میری کشتی کا تو ناخدا غریب نواز

گنہ کی بوجھ سے اب پاؤں اٹھ نہیں سکتے
تباہ حال ہوا ہے مرا غریب نواز

نہیں پہنچتی ترے کان تک میری آواز
پکارتا ہوں تجھے بار بار غریب نواز

درِ قبول پہ میری دعا کو پہنچا دو
قبول ہوتی نہیں ہے دعا غریب نواز

ٹھکانا صبر کا کچھ حد بھی ہے تحمل کی
پکاروں آپ کو میں تا کجا غریب نواز

بدن کا تاب و تواں دے چکا جواب مجھے
تمہیں جواب نہیں دیتے یا غریب نواز

پکاروں تم کو میں کس نام سے کہو تو سہی
ولیِ ہند کہ مشکل کشا غریب نواز

سوال رد نہ کرو خواجہ اپنے سائل کا
کہ میں ہوں بیکس و بے آسرا غریب نواز

یہ آرزو ہے یہ خواہش غریب حمزہ کی
بر آئے دل میں جو ہے مدعا غریب نواز

۱۰ — طرز۔ عجب دربار ہے خواجہ معین الدین چشتی کا — ۲۰۱

جہاں میں ذکر ہے ہر جا معین الدین چشتی کا
ہر اک محفل میں ہے چرچا معین الدین چشتی کا
مثل ہے یہ سہاگن ہے وہی جس کو پیا چاہے
زمانہ کیوں نہ ہو شیدا معین الدین چشتی کا

کوئی چشم بصیرت سے اگر اجمیر میں دیکھے
تو پائے ہر جگہ جلوہ معین الدین چشتی کا
کوئی ہم رتبہ ان کا ہو تو ان کا رتبہ جانے
ہر ایک پہچانے رتبہ کیا معین الدین چشتی کا
بڑی قسمت بڑی تقدیر ہے اجمیر والوں کی
کہ ہے ہر دم پیش نظر روضہ معین الدین چشتی کا
حقیقت اولیا اللہ کی اللہ ہی بس جانے
بظاہر ایک ہے پردہ معین الدین چشتی کا
لقب ہے آپ کا سلطان ہند اس سے ہویدا ہے
کہ ہے سب سے بڑا رتبہ معین الدین چشتی کا
سدا اک بھیڑ رہتی ہے مرادیں پانے والوں کی
عجب دربار ہے خواجہ معین الدین چشتی کا
دکن والے تو کیا سب ہند والے بس یہ کہتے ہیں
کوئی ہمسر نہیں دیکھا معین الدین چشتی کا
لگے دل لطف خواجہ کیوں نہ ہو گی حال پر اس کے
کہ ہے مدحت سرا محسن معین الدین چشتی کا

۹	طرز - بسمل تو ہوا ہوں میں جینے میں مزا کیا ہے	۴۲

رنج و الم و تریاں بس اس کے سوا کیا ہے
فرقت میں تمہاری کے جینے کا مزا کیا ہے

اے چارہ گرو تم کو کیا سوجھ نہیں اتنا
کچھ فکر کرو اے ناداں عشق کے سودے کی
تو ڈھونڈ اسے دل میں گر تجھ کو تجسس ہے
بندہ کسے کہتے ہیں کہتے ہیں خدا کس کو
سمرن ہے گلے میں اور ماتھے پہ سیہ ٹیکا
تو کوچہ خواجہ سے آئی ہے یہاں ورنہ
کعبہ میں کلیسا میں ہے یاد تیری ہر دم

بیمار محبت کی دنیا میں دوا کیا ہے
کیوں اس پہ ہے شیدائی دنیا میں دھرا کیا ہے
کعبہ میں ہے کیا رکھا مندر میں دھرا کیا ہے
نقطے کی ہے اک گردش دونوں میں جدا کیا ہے
کیا سوجھی ہے تجھ کو زاہد یہ ہوا کیا ہے
باعث یہ مسرت کا اے باد صبا کیا ہے
الفت کا تیری یارب یہ شور بپا کیا ہے

ہر چیز میں اس کا ہی جلوہ ہے نہاں حسرتؔ
سمجھوں جو جلالت کو تو اس میں برا کیا ہے

طرز ۔ کسی کے سوز فرقت کی لگی ہے آگ سینے میں

(۱۶)

دکن میں میں پڑا ہوں میرا آقا ہے مدینے میں
وہاں جان ہے جینا مزا کیا ایسے جینے میں
مرے دل میں بنائے آکے بلبل آشیاں اپنا
شگفتہ ہیں گل داغ جدائی میرے سینے میں
نبی کے عاشقوں سے آکے سیکھے عاشقی مجنوں
بھرے ہیں سیکڑوں اسرار الفت انکے سینے میں
چنبیلی موتیا چنپا کو کب حاصل ہے یہ خوشبو
جو خوشبو ہے حبیب کبریا تیرے پسینے میں

زباں پر میری رہتا ہے ہمیشہ تیرا افسانہ
منقش نام ہے تیرا مرے دل کے نگینے میں

جدائی میں نبی کے ہو گئی ہے زندگی دوبھر
نہ کھانے میں مزہ مجھ کو نہ کچھ فرحت ہے پینے میں

مدد اے نوح امت میں غریق بحر عصیاں ہوں
جگہ مل جائے مجھ کو بھی شفاعت کے سفینے میں

کبھی تو موہنی صورت دکھا دو یا رسول اللہ
لگی ہیں لاکھوں مشتاقوں کی آنکھیں تیرے زینے میں

تمھارے ہجر کے صدمے اٹھائے ہند میں کبتک
بلا لو اب تو حمزہ کو مرے آقا مدینے میں

طرز۔ ہند والے انہیں مکی مدنی کہتے ہیں

۱۷

رب کی تنویر سے جب شکل نبی کہتے ہیں — نور اللہ کو پھر کیوں مدنی کہتے ہیں
اہل کنعاں تجھے ماہ مدنی کہتے ہیں — تیرے عاشق اویس قرنی کہتے ہیں
لب کو یاقوت و عقیق یمنی کہتے ہیں — تیرے ہر دانت کو ہیرے کی کنی کہتے ہیں
دیکھکر چہرۂ انور کو بصیرت والے — دل سے بے ساختہ اللہ غنی کہتے ہیں
دوستو راندۂ درگاہ نبی ہے دنیا — لوگ اس واسطے دنیا کو دنی کہتے ہیں
عشق احمد میں نہیں سوز زباں سے مطلب — بات بگڑے بھی تو ہم بات بنی کہتے ہیں

اپنے بیمار کی لو جلد خبر آ کے نبی / ایسی حالت ہے جسے جان کنی کہتے ہیں

یک تبسم سے ہوں سو ٹکڑے جگر سچ ہے / دُرِ دنداں کو ہیرے کی کنی کہتے ہیں

ذات والا سے محمدؐ ہے جو شرف البحرین / اس لئے آپ کو مکی مدنی کہتے ہیں

جائیگی نار جہنم میں بھلا یہ کیوں کر / تری امت کو تو قسمت کی دھنی کہتے ہیں

مدح سے اس کو تعلق نہ ثنا کی پروا / اس لئے ذات محمدؐ کو غنی کہتے ہیں

دل کو برماتی ہے کرتی ہے جگر کو چھلنی / ہم نگہ کو تیری برچھی کی انی کہتے ہیں

کشتۂ ناز کا سنتے ہیں یہی حال جو ہم / جان پر شیفتہ کے آن بنی کہتے ہیں

شرق سے غرب تک اک جلوہ ہے حسن کا ہر جا / لوگ ناحق انہیں ہی مدنی کہتے ہیں

عہد میثاق کے برعکس عمل ہے اپنا / اہل عرفاں اسے پیماں شکنی کہتے ہیں

جس کے قامت کے بار ہو سایہ قد کا / اس نزاکت ہی کو نازک بدنی کہتے ہیں

چھوڑ کر اپنا وطن آئے ہیں دنیا میں جو ہم / اس کو ہی حسنؔ غریب الوطنی کہتے ہیں

(۲۵) طرز ۔ ہے جشن نیا جلسۂ شاہانہ نیا ہے (۹)

اس سال کچھ اللہ کی امداد نئی ہے / ہر طرح سے یہ محفل میلاد نئی ہے

ہر وقت مرے دل میں تری یاد نئی ہے / نالہ ہے نیا اور مری فریاد نئی ہے

دیدار خدا ہو تجھے مرنے ہی سے پہلے / خواہش یہ تری اے دل ناشاد نئی ہے

ابروئے محمدؐ کا بندھا دل میں تصور / کعبہ میں پڑی طاق کی بنیاد نئی ہے

پابندیٔ دنیا سے چھٹے آ کے لحد میں
تا روز جزا قید کی میعاد نہی ہے

بتخانہ ہوا حکم سے مسجودِ خلائق
کعبہ ہے وہی دین کی بنیاد نہی ہے

پرسش کا ارادہ ہے غلامانِ نبی سے
واللہ نکیرین کی بیداد نہی ہے

رکھتا ہوں تری یاد کو سینہ سے لگا کر
لپٹی ہوئی دل میں مرے ہمزاد نہی ہے

(۲۰۶) حمزہ نے قصائد بھی کہے اور غزل بھی
ٹھری کی مگر بات ہی استادی ہے (۱۲)

دیگر

محفل کا نیا رنگ ہے کاشانہ نیا ہے
میلاد کا یہ جلسۂ سالانہ نیا ہے

وحدت کے ہیں رند پئیں نعت کا بادہ
ساقی ہے نیا اور خم و پیمانہ نیا ہے

اس بزم میں ہے نعت کے متوالوں کا مجمع
ہر معتقدِ مرشد میخانہ نیا ہے

سب چھوڑ کے آئے ہیں دربار پہ اپنے
اللہ کے محبوب کا یارانہ نیا ہے

لکھتے ہیں ہر اک طرز میں نعت شہ لولاک
جب سنئے تو عشاق کا افسانہ نیا ہے

ہر جام کی رنگت ہے نئی مے کا جدا رنگ
ہر روپ میں یہ جلوۂ مستانہ نیا ہے

آتا ہے نئے رنگ میں حضرت کا تصور
جب دیکھو مرے دل کا صنم خانہ نیا ہے

پھر دل میں ہوا دھیان کسی پردہ نشیں کا
کعبہ کے احاطہ میں یہ بتخانہ نیا ہے

یاد آتے ہیں رہ رہ کے جو گیسوئے محمد
میرا دل صد چاک بنا شانہ نیا ہے

اس شمع نبوت پہ فدا ہوتے ہیں لاکھوں
محفل میں جدھر دیکھئے پروانہ نیا ہے

دیکھے کوئی ہر آبلۂ دل کو ہمارے
انگوروں میں انگور یہ پیمانہ نیا ہے

خود رفتگی و عشق نے حمزہ کو بنایا
ہر ایک سمجھتا ہے یہ دیوانہ بنایا

(۲۰۷) طرز۔ کیا شادیٔ میلادِ رسولِ عربی ہے (۱۳)

ہے جشن یہاں محفل میلادِ نبیؐ ہے
ہر دل میں یہاں یادِ رسول عربی ہے
ہر اک کی زباں پر یہ تری خوش لقبی ہے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی ہے
خالق بھی ہے خود شیفتہ روئے مقدس
اللہ رے کیا شانِ رسولِ عربی ہے
اللہ کے معشوق سے رکھتے ہیں محبت
یہ جذبۂ عشاق بھی اک بوالعجبی ہے
جلد اپنے پیاسے کو پلا شربت دیدار
کوثر کا دھنی تو ہے مجھے تشنہ لبی ہے
مہر رخ انور سے زر اندوز ہے چہرہ
الفت میں نبی کی مری رنگت ذہبی ہے
کس طرح ترے راز محبت کو چھپاؤں
سرخ آنکھ ہے منھ زرد ہے اور خشک لبی ہے

وہ کون ہے دارین میں واقف جو نہیں ہے
مشہورِ جہاں آپ کی عالی نسبی ہے
کہتے نہیں لیکن ہیں غضب انکے اشارے
مطلب نگہِ ناز کا بس دل طلبی ہے
للّٰہ ترحم کی نظر ڈالیے مجھ پر
میں کیا کہوں کیا کیا مجھے رنج قلبی ہے
کیا منہ ہے جو دم آپ کی الفت کا بھروں میں
منہ چھوٹا بڑی بات بڑی بے ادبی ہے
ہے آئینۂ دل میں مرے عکسِ محمدؐ
کعبہ میں ہے تصویر یہ کیا بوالعجبی ہے
برباد کہیں مرقدِ حمزہ کو نہ کرنا
اس خاک میں اک آگ محبت کی دبی ہے

۱۱	طرز۔ جشنِ میلادِ مصطفےٰ ہے آج	۳۰۸

بزمِ میلادِ پُر ضیا ہے آج
نورِ حق سب پہ چھا گیا ہے آج
مشک کی بُو ہوا سے آتی ہے
تذکرہ کس کی زلف کا ہے آج

جستجو کس کی ہے نظر کو مری
ڈھونڈھنے کس کو دل چلا ہے آج

دل میں ہو جو کیوں مسرت ہے
یا خدا ماجرا یہ کیا ہے آج

ابرِ رحمت محیطِ عالم ہے
عطرِ گُل میں بسی صبا ہے آج

چہچہاتے ہیں باغ میں بُلبل
شاخ پر غنچہ ہنس رہا ہے آج

دیکھ کر شانِ محفلِ میلاد
لب پہ ہر اک کے مرحبا ہے آج

کیوں نہ قربان ہوں تصور کے
مجھ کو اُن تک وہ لیگیا ہے آج

بزمِ میلاد میں جو حاضر ہے
ہو بُرا بھی تو وہ بھلا ہے آج

مرضِ عشقِ مُصطفائی میں
جس کو دیکھو وہ مبتلا ہے آج

جو تمنّا ہو مانگ لو حمزہؔ
کیونکہ مقبول ہر دُعا ہے آج

٢٠٩	سلام	١٥

احمدا احمدا سلامٌ علیک — شکلِ نورِ خدا سلامٌ علیک

عرض کرتے ہیں با ادب ہم بھی — خواجۂ دوسرا سلامٌ علیک

لاکھ جانیں بھی ہوں تو قرباں ہیں — تم پہ یا مصطفےٰ سلامٌ علیک

صدقے ہو کر یہ مہر کہتا ہے — انت شمس الضحےٰ سلامٌ علیک

کچھ ذریعہ نہ کچھ وسیلہ ہے — اس گنہگار کا سلامٌ علیک

دین و دنیا میں ہو تمہیں حامی — اے شہِ دوسرا سلامٌ علیک

میں گدا اور تم شہِ بطحےٰ — پہنچے کیونکر مرا سلامٌ علیک

جذبِ دل میں عطا ہو یہ طاقت — کہ بنے رہنما سلامٌ علیک

ہو صبا کی نہ کوئی محتاجی — پہنچے خود ہی مرا سلامٌ علیک

حشر میں بھی یہی زباں پر ہو — یا حبیبِ خدا سلامٌ علیک

میرا بیڑا بھی پار کر دیجے — اے مرے ناخدا سلامٌ علیک

ہاں شفاعت کی شان دکھلانا — مجھ کو روزِ جزا سلامٌ علیک

نزع میں دیکھ لوں رُخِ انور — جان کر دوں فدا سلامٌ علیک

پورے مقصد ہوں اہلِ محفل کے — ہے یہی التجا سلامٌ علیک

غمِ دوری ہو اس سے کوسوں دور
تم پہ حمزہ فدا سلامٌ علیک

السلام اے شاہِ خوباں السلام — السلام اے جانِ جاناں السلام
السلام اے شاہِ ذیشاں السلام — دستگیرِ ما گدایاں السلام
اے عجم کے مہرِ رخشاں السلام — اے عرب کے ماہِ تاباں السلام
السلام اے پرتوِ نورِ خدا — اے مجسّم ظلِّ رحماں السلام
دیجئے تسکیں دلِ بیتاب کو — اے علاجِ دردمنداں السلام
یہ تمنا ہے کہ ہوں میں باربار — تم پہ صدقے تم پہ قرباں السلام
مور سا ہوں میں ضعیف و ناتواں — اے سلیماں کے سلیماں السلام
ہم گنہگاروں کا بیڑا پار ہو — موج زن ہے بحرِ عصیاں السلام

کیوں نہ ہو جائے بھلا سو جان سے
جانِ حمزہ تم پہ قرباں السلام

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَالمِنّہ کہ کتاب مجابِ مدیح خیرالمحمدی المعروف چمنستان حمزہ مصنفہ منشی محمد امیر حمزہ صاحب انعامدار و جاگیردار متوطن قندھار دکن ضلع ناندیڑ علاقۂ سرکار آصفیہ خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ ۔ مطبع اعظم جاہی شاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن میں بار اول ١٧ رجب ١٣٤٢ھ مطابق ١٣٣٣ف کو ایکہزار جلد اور بار دوم ماہِ رمضان المبارک ١٣٤٤ھ مطابق ١٣٣٥ف میں ایک ہزار پانچ سو جلد اور اب بار سوم ٢٥ رجب ١٣٤٩ھ مطابق ١٣٤٠ف کو دو ہزار جلد طبع ہوئی ۔ کتاب جسٹری شدہ ہے

فقط صوفی محمد عبدالواجد مالک کارخانہ رسالۂ واعظ

اصطلاحات اہل تصوّف

الفاظ	اصطلاحی معنی	الفاظ	اصطلاحی معنی
بتکدہ و بتخانہ	باطن عارف کامل	یار و دلبر و محبوب و صنم و دوست	تجلی صفات
شراب خانہ و دیر	" " "	غمزہ و بوسہ و فیض	جذبہ باطنی
خرابات و عالم معنی		لب و دہان	صفات حیات
پیر مغاں و پیر خرابات و خمار و بادہ فروش	مرشد کامل	چشم و ابرو و جمال	کلام و الہام غیبی
ترسا	مرد روحانی جو صفات ذمیمہ و نفس امارہ سے خلاص یافت اور متصف بہ صفات حمیدہ ہو	قلاش و قلندر	اہل ترک، اہل صفا
		شیدا	اہل جذبہ و اہل شوق
		ساقی و مطرب	باطنی فیض پہنچانے والے
ترسا بچہ	واردات غیبی جو عالم غیب سے سالک کے دل میں وارد ہوتی ہے	شراب و بادہ	خالص محبت
		مئے لال	وہ خون جو عاشقان حقیقی کے آنکھوں سے بہتا ہو
گبر و کافر	وہ شخص جو وحدت میں یکرنگ ہوگیا ہو اور ماسوی اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر لیا ہو	مستی	جمیع صفات کے ساتھ عشق کا حاصل کرنا
مئے	ذوق کو کہتے ہیں جو سالک کے دل میں رہ کر اس کو خوش رکھتی ہے۔	مست خراب	مستغراق
		مست شیدا	اہل حزن و ذوق
		اقامت	غلبۂ عشق
ساغر و پیمانہ	مشاہدہ غیبی و ادراک مقامات کی تمیز ہو جائے۔	قلاشی و معاشرت و مباشرت	اعمال
زنّار	علامت یکرنگی و یکجہتی	و باش و رند	جسکو ثواب و عقاب کا غم نہ ہو

الفاظ	اصطلاحی معنی	الفاظ	اصطلاحی معنی
شمع	اللہ کا نور	دلبر	صفت قابضی
کباب	پرورش جس دل کی تجلیات میں ہوئی ہے	زلف	غیب ہویت
		گیسو	ظاہری طالب
صبوحی	محادثہ	میخانہ	عالم لاہوت
کفر	تاریکی	بادہ	عشق
بت و شاہد	معنی مقصود	وصل	عبادت از نسیان خو
کشف و شہود	مرتبہ عین اللہ		بشہود نور وجود حق تعالیٰ
دیر	عالم انسان		
کلیسا	عالم حیوانی	وفا	عنایت ازلی
دلدار	صفتِ جاسطی	غمگساری	صفتِ رحمانی